تصوف اور صوفیہ

سید یوسف سید ہاشم رفاعی

مترجم:
ڈاکٹر محمد اقبال نقشبندی

پورب اکادمی

Marfat.com

تصوف اور صوفیہ

سید یوسف سید ہاشم رفاعی

مترجم:

ڈاکٹر محمد اقبال نقشبندی

پورب اکادمی، اسلام آباد

Marfat.com

تصوف اور صوفیہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

طبع اول: اپریل 2014ء

ناشر: پورب اکادمی، اسلام آباد

فون نمبر: 051 -231 7092

ای میل: poorab_academy@yahoo.com

ویب سائٹ: www.poorab.com.pk

Tasouwaf aur Sufia

by: Syed Yousaf syed Hashim Rifai

Translated by: Dr. Muhammad Iqbal Naqshbandi

Published by: Poorab Academy, Islamabad, Pakistan

Marfat.com

2014 - 01 - 01

ترتیب

1	پیش لفظ:	ڈاکٹر محمد اقبال نقشبندی (مترجم)	۹
2	تمہید:	سید یوسف سید ہاشم رفاعی (مصنف)	۱۵
3	مقدمہ:	(تصوف پر سرسری نظر)	۱۹

حصہ اوّل ۲۷

(تصوف کی تاریخ)

باب نمبر 1 تصوف کی اصل اور اس کا ارتقاء ۲۹

باب نمبر 2 تصوف کی تعریف اور اس کا اشتقاق ۴۰

(۱) تصوف کی تعریف

(۲) تصوف کا اشتقاق

(۳) صوفی کون ہے؟

Marfat.com

باب نمبر 3 اسلامی تصوف کے سرچشمے (کتاب وسنت) ۴۳
(۱) ذوالنون مصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۵ھ) کی رائے
(۲) ابوالحسن سری سقطی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۵۷ھ) کی رائے
(۳) ابویزید طیفور بن عیسیٰ بسطامی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۶۱ھ) کی رائے
(۴) ابوالحسن احمد بن ابی الحواری علیہ الرحمہ (متوفی ۲۳۰ھ) کی رائے
(۵) ابوحفص حدّاد علیہ الرحمہ (متوفی ۲۶۰ھ) کی رائے
(۶) ابوالقاسم جنید بن محمد بغدادی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) کی رائے
(۷) ابوالحسین احمد بن محمد نوری علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۵ھ) کی رائے
(۸) ابوسعید احمد بن عیسیٰ خراز علیہ الرحمہ (متوفی ۲۷۷ھ) کی رائے
(۹) ابوالعباس احمد بن عطاء اللہ سکندری علیہ الرحمہ (متوفی ۷۰۹ھ) کی رائے
۱۰) ابوحمزہ بغدادی بزار علیہ الرحمہ (متوفی ۲۱۹ھ) کی رائے
۱۱) عبداللہ بن علوی حداد باعلوی علیہ الرحمہ کی رائے
۱۲) شیخ ابن تیمیہ علیہ الرحمہ (متوفی ۷۲۸ھ) کی رائے

باب نمبر 4: اہل تصوف کا عقیدہ ۴۶
قوم صوفیہ کے عقائد اور اہل سنت
۱) شیخ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی رائے
۲) شیخ سید محمد علوی مالکی کی رائے (اشاعرہ علماء)
۳) امام محی الدین نووی علیہ الرحمہ (متوفی ۶۷۶ھ) کی رائے

باب نمبر 5: چند کبار علماء کرام کے اقوال ۵۷
۱) شیخ عبدالقاہر بغدادی علیہ الرحمہ (متوفی ۴۲۹ھ) کی رائے
۲) شیخ ابوالعباس احمد بن زروق فاسی علیہ الرحمہ (متوفی ۸۹۹ھ) کی رائے
۳) شیخ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی رائے
۴) شیخ محمد امین کردی نقشبندی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۳۲ھ) کی رائے

Marfat.com

باب نمبر6: اتحاد اور حلول ۶۰
۱) امام ابو حامد محمد غزالی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۰۵ھ) کی رائے
۲) سید احمد رفاعی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۷۸ھ) کی رائے
۳) شیخ محمد زکی ابراہیم علیہ الرحمہ کی رائے
باب نمبر7: صوفی شیخ بننے کی شروط و آداب ۶۳
۱) شیخ ابو العباس احمد بن زروق فاسی علیہ الرحمہ (متوفی ۸۹۹ھ) کی رائے
۲) سید احمد رفاعی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۷۸ھ) کی رائے
۳) سید احمد عز الدین صیاد رفاعی علیہ الرحمہ کی رائے
۴) سید محمد ابو الھدی صیادی رفاعی علیہ الرحمہ کی رائے
۵) سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۶۲ھ) کی رائے
۶) شیخ عبد الکریم بن محمد رافعی علیہ الرحمہ کی رائے
۷) شیخ محمد ہاشمی شاذلی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۸۱ھ) کی رائے

حصہ دوم ۷۳
(تصوف اور صوفیہ کے متعلق قدیم و معاصر ائمہ، علماء کی آراء و مواقف)

باب نمبر1: ائمہ اربعہ کی آراء و مواقف ۷۴
۱) امام حسن بصری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۱۰ھ) کی رائے
۲) امام مالک علیہ الرحمہ (متوفی ۱۷۴ھ) کی رائے
۳) امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی رائے
۴) امام شافعیؒ (متوفی ۲۰۴ھ) اور امام احمد بن حنبلؒ (متوفی ۲۴۱ھ) کی آراء
باب نمبر2: اکابر علماء اور حفاظ سلف کی مزید شہادتیں اور آراء ۸۵

Marfat.com

۱) امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت علیہ الرحمہ (متوفی ۱۵۰ھ) کا سلسلہ طریقت

۲) امام مالک بن انس علیہ الرحمہ (متوفی ۱۷۹ھ)

۳) امام شافعی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۰۴ھ)

۴) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ (متوفی ۲۴۱ھ)

۵) امام عبدالقاہر بغدادی علیہ الرحمہ (متوفی ۴۲۹ھ)

۶) امام غزالی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۰۵ھ)

۷) امام فخرالدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ)

۸) امام عزالدین بن عبدالسلام علیہ الرحمہ (متوفی ۶۶۰ھ)

۹) امام نووی علیہ الرحمہ (متوفی ۶۷۶ھ)

۱۰) امام تاج الدین سبکی علیہ الرحمہ (متوفی ۷۷۱ھ)

۱۱) امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۱۱ھ)

۱۲) شیخ محمد راغب طباخ (متوفی ۱۳۷۰ھ)

۱۳) علامہ ابوالحسن علی ندوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۴۲۰ھ)

۱۴) شاعر مشرق علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ (متوفی ۱۹۳۷ء)

۱۵) امام ابن تیمیہؒ (متوفی ۷۲۸ھ) اور اس کے شاگرد ابن قیمؒ (متوفی ۷۵۱ھ)

باب نمبر 3: چند معاصر علماء اسلام کی آراء وفتاویٰ ۹۶

۱) شیخ محمد سید طنطاوی (مفتی جمہوریہ عرب مصر)

۲) شیخ محمد احمد گفتار (مفتی دیار جمہوریہ عربیہ سوریہ)

۳) شیخ محمد بن احمد حسن خزرجی (وزیر مذہبی امور واوقاف متحدہ عرب امارات)

۴) شیخ نوح سلمان (مفتی اردنی مسلح افواج)

۵) مرحوم شیخ حسین خالد (مفتی جمہوریہ لبنان)

۶) شیخ سید محمد عبدالرحمٰن آل ابوبکر بن سالم (مفتی اسلامی جمہوریہ جزرالقمر)

Marfat.com

حصہ سوم ۱۳۰

(صوفیہ اور جہاد)

باب نمبر1: امام حسن بصری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۱۰ھ) اور جہاد ۱۳۳

باب نمبر2: دوسری صدی ہجری کے صوفیہ مجاہدین ۱۳۶

باب نمبر3: تیسری صدی ہجری کے صوفیہ مجاہدین ۱۳۹

باب نمبر4: صلیبی جنگوں میں صوفیہ کا کردار ۱۴۳

باب نمبر5: تاتاری جنگوں میں اور عصر حاضر میں بھی صوفیہ کرام "رھبان اللیل وفرسان النھار" ہیں ۱۴۶

حصہ چہارم ۱۵۰

(انٹرویو)

تصوف کے بارے میں سوالات وجوابات ۱۵۱

۱) جوابات کے عناصر

۲) جوابات کا خلاصہ

۳) انٹرویو کی اصل عبارت

۴) تعددِ سلاسل صوفیہ

(عقیدہ وحدۃ الوجود، حقیقت محمدیہ کی قائمیت، تصوف شرعی وتصوف فلسفی کے درمیان فرق، ولایت کا دعوی کرنا، علم غیب اور مشائخ کے ساتھ رابطہ، یقین کا مرتبہ، حلاجؒ اور ابن عربیؒ کے اقوال اور مصنف کی رائے، خلوت، زہد، جہاد کے متعلق مصنف کی رائے، قبور کی تعظیم اور اولیاء کے ساتھ تعلق، صوفی فکر: شریعت وحقیقت کے آئینے میں، کشف کا مسئلہ، رفاعی سلسلے کی بنیاد وغیرہ)

خاتمہ ۱۹۶

: ڈاکٹر شیخ محمد سلیمان فرج کا مقالہ (صوفیہ کے بارے میں سلف صالحین کا موقف)

Marfat.com

۱) افتراء وکذب

۲) لفظ صوفیہ اور اس کی وجہ تسمیہ

۳) علماء اسلام کی شہادت

۴) معاشرے پر صوفیہ کرام کے اثرات

۵) سلفی تحریک (اہلحدیث) کے ائمہ (محمد بن عبدالوہابؒ، ابن قیمؒ، ذہبیؒ)

شیخ محمد صدیق غماری حسنی کا مقالہ (تصوف اور مقام احسان)

☆☆☆

○ تراجم ائمہ وصوفیہ ۲۲۵

○ مراجع ومصادر ۲۴۵

Marfat.com

پیش لفظ

جس طرح نام سے ظاہر ہے، یہ کتاب تصوف وصوفیہ کرام کے متعلق ہے۔ یقیناً ہر چیز کی تصنیف کا کوئی مقصد ہوتا ہے، تو اس کتاب کی تصنیف کا مقصد تصوف اور صوفیہ کرام کے حوالے سے اٹھنے والے کئی اہم سوالات یا الزامات کا جواب دینا تھا؛ مثلاً صوفیہ کے متعلق درج ذیل باتیں پھیلائی جاتی ہیں:

1: یہ لوگ اپنے اعمال واشغال وغیرہ میں کتاب وسنت کی پیروی نہیں کرتے۔

2: شرعی علم کی تحصیل کی بجائے علم لدنی، کشف، وجد اور خوارق العادات امور وغیرہ کے قائل ومنتظر رہتے ہیں۔

3: اللہ کی راہ میں جہاد کی بجائے اپنی مخصوص خانقاہوں اور حجروں میں خلوت کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں یہاں تک کہ ساری عمر مجرد رہ جاتے ہیں۔

4: انہی لوگوں کی وجہ سے عوام زیارت قبور کے وقت غلط حرکات ورسومات کا ارتکاب کرتے ہیں مثلاً لوہے کو چومنا، قبر کو بوسہ دینا، یہاں تک کہ اس کو سجدہ کرنا اور اصحاب قبور سے مدد واعانت طلب کرنا وغیرہ

5: ان کے متعلق مشہور ہے کہ انسان جب مرتبۃ الیقین یا ولایت کے اعلیٰ مقام تک رسائی پالیتا ہے تو اس سے تکالیف یا فرائض ساقط ہو جاتے ہیں۔

6: مختصر یہ کہ اگر ان لوگوں کا طریقہ صحیح ہوتا تو علماء کی اکثریت اس کو اپناتی کیونکہ بھلائی مومن کی گمشدہ میراث ہے، وہ اسے حاصل کرتا ہے جہاں اور جس جگہ ہو۔

یہ اور ان سے ملتے جلتے متعدد الزامات کو مدنظر رکھتے ہوئے علامہ یوسف ہاشم رفاعی مدظلہ نے جو

Marfat.com

خود ایک صوفی عالم اور رفاعی سلسلے کے شیخ طریقت ہیں، یہ کتاب تحریر فرمائی، اس میں آپ نے کھل کر تصوف و صوفیہ کرام کے متعلق باتیں کیں، اور دعوٰی کیا کہ صوفیہ کا طریقہ چیونٹی کے پروں کے برابر بھی شریعت سے خارج نہیں، اگر چہ اس میں کوئی شک و انکار نہیں کہ اس طریقے میں ہزاروں اجنبی، جاہل، مکار، دجال اور ناواقف لوگ داخل ہو چکے ہیں جنہیں پہچاننا اور ان سے براءت کا اظہار کرنا نہایت ضروری ہے۔ یہاں تک کہ آخر میں رفاعی صاحب نے مخالفین تصوف کو صوفی فکر کے حوالے سے مناظرے کی دعوت دی، تاکہ اس کی حقیقت کو مل بیٹھ کر دیکھا جائے، مزید برآں مصنف نے واضح کیا کہ یہ مسمیات و اصطلاحات تو دوسرے اسلامی علوم وفنون کی طرح بعد کے ادوار کی پیداوار ہیں، تصوف تو دراصل اس مقام احسان کا نام ہے جس میں ایک مومن بندہ مادی اشیاء سے توجہ ہٹا کر اپنے خالق کی طرف صدق نیت سے متوجہ ہوتا ہے اور ظاہر کی صفائی کے ساتھ ساتھ باطن کی تطہیر کا اہتمام کرتا ہے کیونکہ وہ جہاں مخلوق کے ساتھ اپنے معاملات و اخلاق کو بہتر بناتا ہے، وہاں اپنے پروردگار کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اس کے فرائض و واجبات کی ادائیگی میں سبقت کرنے والا ہوتا ہے، بلکہ ان سب چیزوں کے ساتھ ساتھ نوافل و مستحبات کا اضافہ کرتا ہے۔

الغرض !ان امور کو سامنے رکھ کر علامہ رفاعی صاحب نے کتاب کو تمہید، مقدمہ، چار حصوں اور خاتمے میں تقسیم کیا، جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

تمہید: اس میں موجودہ دور میں لفظ "صوفیہ" کا کن لوگوں پر اطلاق ہوتا ہے، اور ساتھ ساتھ اس کتاب کی تالیف کا مقصد بیان کیا گیا ہے، چونکہ اس دور میں کچھ لوگوں کی طرف سے تصوف اور صوفیہ کرام کو شدید حملے کا سامنا ہے، لہٰذا !انہیں غضبِ خداوندی یاد دلایا گیا ہے، اس طرح کہ جو اس کے اولیاء سے عداوت مول لیتا ہے وہ اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے تاہم ہمیں حقیقی و غیر حقیقی، طیب و خبیث صوفیہ کے درمیان بھی ضرور تمیز کرنی چاہیے اور صرف ان صوفیہ کرام کی اتباع کرنی چاہیے جو صحیح معنوں میں کتاب وسنت کے پیروکار ہیں۔

مقدمہ: اس میں تصوف پر سرسری بحث کی گئی ہے کہ تصوف، جو درحقیقت مقام ایمان اور مقام اسلام کے بعد، مقام احسان سے عبارت ہے، اس پر آنحضورﷺ کے دور سے لے کر ہمارے اس موجودہ دور تک کون لوگ اور کس طرح کار بند رہے ہیں۔

Marfat.com

حصہ اول: یہ تصوف کی تاریخ پر مشتمل ہے، اسے سات ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے، بابِ اول میں تصوف کی اصل اور اس کا ارتقاء، بابِ دوم میں تصوف کی تعریف، اس کا اشتقاق اور صوفی کون ہوتا ہے؟ تیسرے باب میں اسلامی تصوف کے مصادر (کتاب وسنت)، چوتھے میں اہلِ تصوف اور اہلِ سنت کے عقائد کے درمیان موافقت، پانچویں میں گذشتہ کے ثبوت کے طور پر چند کبار ائمہ اور صوفیہ کے اقوال، چھٹے میں اتحاد، حلول اور فلسفی وحدت الوجود کا محال ہونا جبکہ ساتویں باب میں صوفی شیخ (پیر کامل) کی شروط وآداب کو بیان کیا گیا ہے۔

حصہ دوم: اس میں تصوف وصوفیہ کرام کے متعلق قدیم ومعاصر کبار ائمہ وعلماء کی آراء ومواقف کا ذکر ہے، چنانچہ یہ حصہ تین ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں ائمہ اربعہ کی آراء، دوسرے میں امتِ محمدیہ کے چند اکابر علماء اور حفاظِ سلف کی مزید شہادات، جبکہ تیسرے باب میں چھ جید معاصر علماء اور مفتیانِ عصر کی آراء وفتاوٰی کو شامل کیا گیا ہے۔

حصہ سوئم: اس حصے میں جو ''صوفیہ اور جہاد'' کے عنوان سے موسوم کیا گیا ہے، مختلف ادوار یعنی پہلی صدی ہجری، دوسری، تیسری، صلیبی جنگیں، تاتاری جنگیں اور عصرِ حاضر میں صوفیہ کرام کے ''رھبان اللیل اور فرسان النھار'' (رات کے راہب دن کے مجاہد) ہونے کے چند نمونے لائے گئے ہیں۔

حصہ چہارم: دراصل یہ حصہ روزنامہ أنباء (THE NEWS) آف کویت کی طرف سے تصوف وصوفیہ کرام کے بارے میں مصنف رفاعی کے انٹرویو پر مشتمل ہے، جس میں موجودہ دور میں موضوع مذکور کے حوالے سے اٹھنے والے چند اہم سوالات یا الزامات کے جوابات کا احاطہ کیا گیا ہے مثلاً: تعدد سلاسل صوفیہ، عقیدۂ وحدۃ الوجود، حقیقتِ محمدیہ، تصوف شرعی اور تصوفِ فلسفی، ولایت کا دعوٰی، علم غیب، مشائخ کے ساتھ رابطہ، حلاج اور ابن عربی کے اقوال، قبور کی تعظیم اور صوفی فکر شریعت وحقیقت کے آئینے میں وغیرہ جیسے امور کے بارے میں مصنف کی آراء کو بیان کیا گیا ہے۔

خاتمہ: یہ تصوف کے بارے میں دو اہم مقالات پر مشتمل ہے، پہلا: ''تصوف کے بارے میں سلفِ صالحین کا موقف'' جس میں صاحبِ مقالہ ڈاکٹر علامہ محمد سلیمان فرج نے کئی اشکالات سے پردہ اٹھایا ہے مثلاً: صوفیہ کا کتاب وسنت کا پیروکار ہونا، تصوف کے جھوٹے مدعیان، صوفیہ کبار پر

Marfat.com

افتراء وکذب، ان کے کارناموں کے حوالے سے علماءِ اسلام کی شہادات، معاشرہ پر صوفیہ کے اثرات اور بالخصوص اس موضوع کے حوالے سے سلفی تحریک کے ائمہ: ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن عبدالوھاب اور حافظ ذہبی وغیرہ کے اعتدال پسندانہ نظریات۔ دوسرا: ''تصوف اور مقام احسان'' جس میں علامہ شیخ محمد صدیق حسنی غماری علیہ الرحمہ نے تصوف واحسان کو ایک قرار دیتے ہوئے اس کے تحصیل کے وجوب پر آٹھ براہین پیش کیں۔

سبب ترجمہ: کافی عرصہ سے میں اس بات کی کوشش میں تھا کہ تصوف وصوفیہ کرام کے متعلق کوئی ایسا مفید کام کیا جائے، جو میرے اپنے اطمینان کے ساتھ ساتھ تصوف وصوفیہ کرام کے پسند کرنے والوں کے لیے تسلی کا باعث ہو۔ چنانچہ اس حوالے سے کئی کتب، رسائل، مقالات دیکھنے میں آئے، لیکن باطن کی پیاس نہ بجھ سکی، تاہم کچھ عرصہ قبل گجرات کے ایک پیارے دوست محمد مسعود قادری (چیف ایڈیٹر ماہنامہ اہلسنت انٹرنیشنل) کی وساطت سے اس کتاب تک رسائی نصیب ہوئی، جن کے والد محترم علامہ صوفی محمد اسلم رحمہ اللہ کو خود مصنف نے یہ کتاب بطور ہدیہ عطا کی تھی، اسے دیکھنے اور پڑھنے کے بعد کافی قلبی تسکین ہوئی، فوراً اس کے ترجمہ کا پروگرام بنایا، اور تھوڑے ہی عرصہ میں ترجمہ، حواشی، اور چند مفید اضافوں کا کام اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے اور بزرگوں کی عنایت سے پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔

کتاب کی اہمیت: اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کا ایک اور ترجمہ انڈیا میں بھی ہوا ہے، میں اس حوالے سے مصنف کے معتقد خاص برادر حافظ عزیز الرحمٰن گوندل زید مجدہ (ایل ایل ایم شریعہ اینڈ لاء، اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد) کا انتہائی ممنون ومشکور ہوں، جنہوں نے میرے ترجمے کے کام کو خوب سراہا کہ پاکستان میں بھی اس کے ترجمہ کی انتہائی ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ میرے لئے یہ بہت سعادت کی بات ہے کہ اس ترجمے (قبل از کتابت) کو استاذ مکرم شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالیٰ (جب وہ حالت علالت میں تھے) نے ملاحظہ فرمایا تو انہوں نے ہمیشہ کی طرح انتہائی خوشی کا اظہار کیا اور اس حوالے سے کئی مفید باتوں سے آگاہ کیا، اور اس محفل میں اس بات کا بھی انکشاف فرمایا کہ میں خود بھی اس کا ترجمہ کرنا چاہ رہا تھا، اس کے ساتھ ساتھ ایک ملاقات میں پاکستان کے مشہور عالم دین اور متعدد عربی کتب کے مترجم حضرت مولانا خان محمد قادری زید مجدہ نے بھی اس کام کو خوب

Marfat.com

پسند کیا، بندہ ناچیز برادرم عمر رفاعی زید مجدہ اوران کے احباب کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہے کہ انہوں نے جب اس ترجمے کے متعلق سنا تو کافی خوشی کا اظہار کیا۔

مصنف کا مختصر تعارف:

سید یوسف سید ہاشم رفاعی زید مجدہ کویت میں ۱۳۵۱ھ بمطابق ۱۹۳۲ء کو پیدا ہوئے۔آپ کا تعلق کویت کے مشہور عالم وصوفی بزرگ سید کبیر علی رفاعی رحمہ اللہ تعالی کے خاندان سے ہے، آپ بچپن سے علمی وسیاسی حلقوں میں نمایاں رہے ہیں، آپ نے کویت میں ۱۹۷۳ء میں ''ادارہ ایمان شرعی'' کی بنیاد رکھی، اس کے علاوہ آپ معتمر عالم اسلامی (۱۹۲۰ء، مکہ مکرمہ) پاکستان کے ادارتی دفتر کے عضو و نائب صدر، معتمر عالم اسلامی کی اقلیات اسلامیہ کی کمیٹی کے صدر اور مجلس اعلی اسلامک افیئرز، قاہرہ، مصر کے سرگرم رکن ہیں، آپ ۱۹۶۳ء تا ۱۹۷۴ء کویت کی قومی اسمبلی کے ممبر رہے۔ آپ ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۴ء وہاں کے وزیر مواصلات، بجلی، ٹیلی فون اور ۱۹۶۴ء تا ۱۹۶۴ء وزیر مملکت آف کیبنٹ افیئرز و چیرمین بلدیات رہے۔اسلامی وعرب ممالک میں منعقد ہونی والی متعدد کانفرنسز اور سیمینارز میں ممبر یا کویت کے نمائندہ وزیر کی حیثیت سے شریک ہوتے رہتے ہیں، تقریر وتحریر دونوں میں خوب مہارت رکھتے ہیں، کئی کتابوں کے مصنف ہیں، پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش میں بھی ان کے احباب، مریدین اور عقیدت مندوں کا ایک وسیع حلقہ ہے، تقریبا ہر سال مختلف مواقع پر، خصوصا عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر یہاں تشریف لاتے ہیں۔

ترجمہ کی خصوصیات:

1: حتی الوسع کوشش کی ہے کہ مصنف کی عربی عبارت کو قارئین کے سامنے آسان، عام فہم اور ممکنہ حد تک بامحاورہ اردو میں پیش کیا جائے اور لغوی جھنجھٹوں سے گریز کیا جائے، تاہم تصوف کی مخصوص اصطلاحات کا پورا پورا خیال کیا گیا ہے۔

2: عبارت میں موجود آیات کے ترجمے کے ساتھ ساتھ جہاں کہیں قرآنی آیات کے حوالے نامکمل تھے، انہیں مکمل کردیا گیا، عام طور پر آیت کے فوراً بعد سورت کے نام اور آیت نمبر کو قوسین کے درمیان کردیا گیا ہے۔

Marfat.com

3: مصنف کی اس کتاب میں عادت رہی ہے کہ وہ حوالہ جات کو کتاب کے متن میں قوسین کے درمیان بیان کر دیتے ہیں، اور بہت کم انہوں نے حواشی میں بیان کیا ہے، اور یہاں کہیں حواشی میں ان کے حوالہ جات تھے، تو فرق کی خاطر ان حواشی کو قوسین میں کر دیا گیا ہے، تا کہ مترجم اور مصنف کے حواشی کے درمیان فرق کیا سکے۔

4: مصنف کی عبارت یا اس کے موضوعات کو بعض مقامات پر مزید واضح کرنے کی خاطر حواشی میں چند اضافات لائے گئے ہیں ہے مثلاً کشف، یقین اور اشاعرہ وغیرہ۔

5: کتاب میں اکثر مقامات پر موجود احادیث کی تخریج و تحقیق بھی کر دی گئی ہے۔

6: کتاب کے آخر میں ایک اہم اور مفید اضافہ "تراجم ائمہ وصوفیہ" (جن کے اسماء کتاب میں آئے ہیں) کا ہے، جسے کتبِ تراجم مثلاً: الاعلام، تاریخ بغداد، طبقات الشافعیہ، طبقات الحنابلہ، طبقات ابن سعد اور تصوف کی امہات الکتب مثلاً: اللمع فی التصوف، التعرف لمذہب اہل التصوف، قوت القلوب، طبقات الصوفیہ، رسالہ قشیریہ، کشف المحجوب، نفحات الأنس اور طبقات شعرانی وغیرہ سے ان کے سوانح حیات، آثار اور کارناموں کو اکٹھا کیا گیا ہے ۔

یکے از محبان تصوف وصوفیہ:

ڈاکٹر محمد اقبال نقشبندی

Marfat.com

تمہید

نحمدہ و نصلّی ونسلّم علی رسولہ الکریم
صلی اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلّم

حمد وصلوٰۃ کے بعد! آج کل جب لقبِ ''صوفیۃ'' بولا جاتا ہے تو اس سے یقیناً وہ جمہور مسلمان مراد لئے جاتے ہیں جو چاروں فقہی مذاہب کے ائمہ (شافعی، مالک، ابن حنبل، ابوحنیفہ) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فروع میں تقلید کرنے والے ہیں، اوران کا عقیدہ سلف صالحین والا عقیدہ ہوتا ہے، البتہ ان میں کچھ وہ ہیں جو امام ابوالحسن اشعری[1] کے مذہب کو اختیار کئے ہوئے ہیں، اور یہی وسیع اسلامی دنیا میں عام اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ ہے، اور یہی جامع الازہر اور اس کے علاوہ عالمِ اسلام کے مختلف ممالک میں پڑھا و پڑھایا جاتا ہے، ماسوا سعودی عرب اور اس کی حکومت کے زیرِ نگرانی چلنے والے اداروں کے، جن میں شیخ محمد بن عبدالوہاب[2]، اور اس کی دعوت ،جو ''دعوتِ سلفیہ '' کے نام سے مشہور ہے، کے مقلد کام کرتے ہیں۔

اسی طرح یہ وہ لوگ ہیں جو ان امور پر کاربند ہیں، جن پر سلفِ صالحین پورے عالم اسلام میں قائم تھے مثلاً حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد یا پہلے یا عمرہ کے وقت، مدینہ منورہ میں روضہ رسول ﷺ پر حاضری، مردوں پر تیسرے دن ختم قرآن کا اہتمام، اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت تسبیح کا استعمال، میت کو اسم ذات کی تلقین، عبرت کی خاطر عیدوں اور جمعوں پر مزارات کی زیارت، قریبی رشتہ دار مردوں کیلئے قرآن کریم کے ثواب کا ہدیہ اور انکے علاوہ وہ چیزیں، جن پر مسلمان، عالمِ اسلام کے اکثر ممالک میں عمل کرتے ہیں، مزید اس طرح اس کی وضاحت کی جاسکتی ہے کہ وہ لوگ جن کی صوفیہ کی طرف نسبت ہوتی ہے وہ سوادِ اعظم اور مسلمانوں کی وہ خاموش اکثریت ہے جو دینی اقدار و

Marfat.com

عادات کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے، جنہیں انہوں نے اپنے آباء واجداد سے بطورِ میراث حاصل کیا، جو یقیناً کتاب وسنت کی روشنی میں علماء وفقہاء اُمت کے اجماع کردہ احکام ومسائل کے متعارض نہیں ہیں۔ نبی کریم ا نے ارشاد فرمایا :"علیکم بالسواد الأعظم" (مشکوٰۃ المصابیح[۱]) تم پر سوادِ اعظم کی پیروی لازم ہے

میں نے اللہ تعالیٰ سے تصوف وصوفیہ کے بارے میں اس کتاب کی تالیف کے لئے مدد طلب کی، کیونکہ میں نے دیکھا کہ تصوف اسلامی کو ایک شدید خطرناک حملے کا سامنا ہے اور خاص کر آج کل کے دنوں میں، جس کا مقصد حق کو واضح کرنا، اللہ تعالیٰ کے اولیاء وصالحین کی آبروؤں کا دفاع کرنا اور اپنے ملکوں کو اللہ تعالیٰ کے غضب سے دور رکھنا تھا، کیونکہ وہ حدیث قدسی میں فرماتا ہے:" من عادی لی ولیاً فقد آذنتہ بالحرب" (البخاری وغیرہ[۲]) جس نے میرے ولی سے عداوت مول لی تو میں اسے جنگ کا چیلنج کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے میں اس کوشش کی کامیابی کا سوال کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو حق دکھائے اور اس کی اتباع کی توفیق مرحمت فرمائے اور باطل کو باطل دکھائے اور اس سے اجتناب کرنے کی مدد دے، اللہ تعالیٰ ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ، آپ کی آل اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین پر درود بھیجے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو دونوں جہانوں کا پروردگار ہے۔

اپنے آقا سے معافی کا خواست گار:
سید یوسف سید ہاشم رفاعی حسینی
کویت، شوال ١٤١٩ھ، فروری ١٩٩٩ء
منصوریہ، کویت

Marfat.com

حواشی

1: یہ حدیث: ''علیکم بالسواد الاعظم'' دیکھئے: ابن ماجہ ''باب الفتن'' 8/، مؤطا احمد بن حنبل، ۲/۸/۲۷، ۲۸۲،۲۵۷، جبکہ مشکوۃ المصابیح ـ ''باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ'' میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راویت کردہ حدیث میں ''اتبعوا السواد الاعظم'' کے الفاظ وارد ہیں۔

2: اس حدیث کو دیکھئے: بخاری شریف جلد دوئم' ص:۹۶۳ ـ مطبوعہ مجتبائی اور مشکوۃ جلد اول، کتاب الدعوات''، مطبوعہ مجیدی کانپور۔ مزید اس حدیث کا معنی ومفہوم سمجھنے کیلئے دیکھئے: (۱) تفسیر کبیر، امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) سورۃ الکھف، آیت نمبر: ''ام حسبت انّ اصحاب الکھف'' ــــــ'' (۲) فیض الباری شرح صحیح بخاری، علامہ انور شاہ کشمیری، جلد چہارم، (۳) اسی طرح اس حدیث کا مفہوم اس کتاب کے ایک باب: تصوف اور صوفیہ کرام کے بارے میں چند ہم معاصر علماء اسلام کی آراء وفتاوی'' میں شیخ محمد بن شیخ احمد بن شیخ حسن خزرجی، وزیر مذہبی امور واوقاف، مملکت متحدہ عرب امارات کے فتوی کے اندر بھی دیکھا جاسکتا ہے اور اسی طرح اس باب کے آخری فتوی، از مفتی اسلامیہ جمہوریہ جزر القمر (Comoros) میں بھی وضاحت آئی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

مقدمہ

(تصوف پر سرسری نظر)

وہ شخص جو گذشتہ صدیوں میں سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مختلف علوم وفنون کے حوالے سے ان کارناموں پر سرسری نظر ڈالتا ہے، جنہیں انہوں نے اپنی تصنیفات اور اس تہذیب وتمدن کی صورت میں اپنے پیچھے چھوڑا، جس نے عالمِ دنیا کو اس وقت منور کیا، جب وہ جہالت ولاقانونیت کے اثرات سے لڑکھڑا رہا تھا، تو وہ ضرور تسلیم کرے گا کہ اسلام کا اس تہذیب کے خدوخال کو نمایاں کرنے اور اس کے ستونوں کو مضبوط کرنے میں انتہائی نمایاں مقام ہے۔

یقیناً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اولین جماعت نے اس عظیم شریعت کے پھیلانے، اس کے اسرار کو کائنات میں بکھیرنے اور اسے اس کے تاریک آلود دور سے روشن ترین وقت کی طرف منتقل کرنے کی اپنی ذمہ داری بہت احسن انداز سے نبھائی، جس سے اس پر چلنے والے ہر سالک کے لئے واضح روشنی ہے۔ اسی طرح صوفیہ کرام کا بھی اس عظیم مشن کے زندہ رکھنے میں کافی حصہ تھا، کیونکہ وہ نبوی درس تھا جس نے ابوبکر[3]، عمر[4]، عثمان[5] اور علی[6] ث جیسے انسان تیار کیے، اس کے بعد صحابہ کا وہ دارالعلوم تھا جس نے سعید بن مسیب [7]، حسن بصری[8]، طاؤس یمانی [9]، ابراہیم[10] رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ کئی ان محترم ہستیاں کو پیدا کیا، جن کا اس شریعت کے ستونوں کو مستحکم کرنے میں بہت بڑا ہاتھ تھا۔ انہی ہی سے ابوحنیفہ [11]، مالک[12]، شافعی [13] اور احمد[14] وغیرہ جیسے کبار ائمہ متاثر ہوئے، جیسے ابوحنیفہ رحمہ اللہ، تو ان پر ان کے مشہور زاہد شیخ عطاء بن ابورباح[15] رحمہ اللہ کے بہت اثرات تھے کیونکہ آپ کہا کرتے تھے: ''مالقیت أفضل من عطاء'' میں عطاء سے بہتر کسی کو نہیں ملا۔ امام شعرانی[16] رحمہ اللہ ''أجوبۃ مرضیۃ[۱]'' میں اپنے استاد شیخ الاسلام زکریا انصاری[17] رحمہ اللہ کے حوالے سے کہتے ہیں: کہ انہوں نے کہا:

Marfat.com

''ہمارے لئے اس قوم کی طریقت کے شرف پر جناب موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام کے لئے وہ قول کافی ہے جس میں انہوں نے کہا تھا: ''ھل اتبعک علی أن تعلمن مما علمت رشداً'' (سورۃ الکھف، آیت ٦٦) آپ اجازت دیں تو آپ کے ساتھ رہوں بشرطیکہ جو علم (لدنی من جانب اللہ) آپ کو سکھایا گیا ہے اُس میں سے آپ سکھائیں، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے باوجود اپنے وسیع علم اور نبی مرسل ہونے کے حضرت خضر علیہ السلام سے ہدایت کے راستے کو طلب کیا تھا، [۲]

اور مزید کہا: اور اسی طرح ہمیں طریقت کے شرف میں یہ کافی ہے کہ جب امام احمد بن حنبل کسی مسئلہ میں رک جاتے تو اس کے متعلق شیخ ابوحمزہ بغدادی[18] رحمہ اللہ سے دریافت کرتے ہوئے انہیں کہتے: ''ما تقول فی ھذہ المسئلۃ یا صوفی'' اے صوفی! دریں مسئلہ آپ کیا کہتے ہیں۔؟ پھر جب شیخ ابوحمزہ بغدادی رحمہ اللہ اس مسئلہ کے اشکال کو حل کر دیتے تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس سے بہت حیران ہوتے تھے[۳]۔ اور آپ رحمہ اللہ اپنے بیٹے عبداللہ کو کہا کرتے تھے، اے میرے بیٹے! تجھ پر حدیث کی تعلیم لازم ہے اور ان لوگوں کی صحبت سے بچو جو اپنا نام ''صوفیہ'' رکھتے ہیں کیونکہ بسا اوقات ان میں کوئی اپنے دین کے بنیادی احکام سے ناواقف ہوتا ہے۔ لیکن بعد میں جب شیخ ابوحمزہ بغدادی رحمہ اللہ کی مصاحبت اختیار کی اور اس قوم کے احوال کو جانا تو اپنے بیٹے کو کہا کرتے، اے میرے بیٹے! تجھ پر ان حضرات کی صحبت لازم ہے کیونکہ یہ ہم سے کثرتِ علم، مراقبہ، خشیت الٰہی، زہد اور علو ہمت میں آگے ہیں۔

ہمیں یہ بات بھی پہنچی ہے کہ امام ابوعمرو اوزاعی[19] رحمہ اللہ نے ابراہیم بن ادہم[20] رحمہ اللہ سے مصاحبت طلب کی تھی لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا اور فرمایا: "لا یطیر الطیر الا بشکلہ" پرندہ اپنی جنس کے ساتھ اڑتا ہے[۴]۔ یقیناً امام اوزاعی نے ان سے ان کے علم کی وجہ سے صحبت اختیار کرنے کی درخواست کی ہوگی۔ بلاشبہ یہ اوزاعی سے طریقت اور اہل طریقت کے شرف پر بہت بڑی دلیل ہے۔

☆ اور ہمیں یہ بھی خبر ملی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ صوفیہ کی مجالس میں اکثر آیا جایا کرتے تو فرماتے تھے ''فقیہ کو اصطلاحات صوفیہ کی معرفت کی ضرورت ہے تاکہ وہ اسے اس علم کے بارے میں فائدہ دے سکیں جس کا اسے علم نہیں ہے۔'' [۵]

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک مرتبہ کہا گیا: ''صوفیہ کی مجالست سے آپ نے کیا حاصل ہے؟ تو

Marfat.com

فرمایا ''ان سے میں نے دو چیزیں حاصل کی ہیں، ان کا کہنا ہے کہ وقت تلوار کی مانند ہے اگر تو اسے نہیں کاٹے گا تو وہ تجھے کاٹ دے گا۔ اور ان کا کہنا ہے اگر توں اپنے نفس کو نیکی میں مصروف نہیں کرے گا تو وہ تجھے بدی میں مصروف کر دے گا۔'' [٦] مزید میں نے اپنے شیخ، شیخ الاسلام زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرماتے ہوئے سنا: '' ہمارے لئے طریقت کے شرف پر یہ دلیل کافی ہے کہ ہر زمانے میں ائمہ مجتہدین اہل طریقت کے فضل کے معترف رہے ہیں اور ان سے شدائد و مصائب میں دعاؤں کا کہتے رہے ہیں نہ کہ الٹ۔'' [٧]

یہ صوفیہ کے شرف وفضیلت کے حوالے سے بہت ہی اجمالی تذکرہ ہے جبکہ ان کے اوصاف کا مختصر بیان ذیل میں ان کے ایک امام کی زبان سے دیا جا رہا ہے۔ چنانچہ :خطیب بغدادی، تاریخ بغداد [٨] میں اپنی سند کے ساتھ محمد بن شاذان رازی کے حوالے سے کہتے ہیں کہ آپ نے کہا: '' میں نے یوسف بن حسین سے فرماتے ہوئے سنا کہ، میں ذوالنون [٩] رحمہ اللہ کے ساتھ متوکل کی مجلس میں حاضر ہوا۔ متوکل آپ کا دلدادہ تھا اور آپ کو باقی تمام عباد وزہاد پر ترجیح دیتا تھا، تو انہیں متوکل نے کہا: اے ابوالفیض: ہمارے لئے اولیاء اللہ کے اوصاف بیان کرو؟ تو ذوالنون نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! یہ وہ حضرات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے نور کا لباس پہنایا، انہیں اپنی کرامت کی چادروں سے انتہائی خوبصورتی کے ساتھ ڈھانپا، ان کے دماغوں میں غیوب کے ذخائر رکھے، لہٰذا یہ اپنے محبوب کے وصال کے منتظر ہیں۔ ان کے قلوب اس کی طرف مائل ہیں، ان کی آنکھیں اس کے عظیم احسانات کو دیکھنے والی ہیں، انہیں دوائی کے ذریعے احسان کرنے کے بعد طلب معرفت کی کرسیوں پر بٹھایا، انہیں ادویہ کے چشموں کا علم عطا کیا، ان کے تلامذہ کو اہل ورع وتقویٰ بنایا، انہیں دعا کے وقت قبولیت کی ضمانت دی اور فرمایا اے میرے اولیاء! اگر تمہارے پاس میرے خوف سے کوئی بیمار ہو کر آ جائے تو اس کا علاج کر دینا میرے ارادہ سے کوئی مریض آ جائے تو اس کو دوائی دینا خاص کر میرے ترک کرنے سے کوئی زخمی آئے تو تم اس سے لطف وکرم سے پیش آنا، یا مجھ سے بھاگنے والا رجوع کرے تو اسے ترغیب دینا، مجھ سے دور جانے والا متوجہ ہو تو اسے دعوت دینا، یا مجھ سے ڈرنے والا واپس آئے تو اسے امن دینا، یا میری مواصلت میں رغبت کرنے والا پہنچے تو اسے ٹھہرانا، یا میرا ارادہ رکھنے والا آئے تو اسے عطا کرنا، یا میرے ساتھ کاروبار کرنے سے بزدل شخص ملے تو اسے بہادر بنانا، یا میرے فضل سے مایوس آئے

Marfat.com

تو اسے تسلی دینا، یا میرے احسان کا امیدوار آئے تو اسے خوشخبری دینا، یا میری طرف سے شرف کا خواستگار آئے تو اس کی راہنمائی کرنا، یا میرے احسان کرنے کے بعد برائی کرنے والا، تو اسے عتاب دینا، یا میرے احسان کو بھولنے والا تو اسے یاد دلانا، اگر کوئی غافل مدد طلب کرے تو اس کی مدد کرنا، جو میرے حوالے سے تم تک پہنچے تو اسے ملا دینا، اگر وہ تم سے غائب ہو جائے تو اسے تلاش کرنا، اگر وہ تم سے زیادتی کرے تو اسے برداشت کرنا، اگر حق کے ادا کرنے میں کوتاہی کرے تو اسے معاف کرنا، اگر کوئی غلطی کرے تو اسے نصیحت کرنا، اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرنا، اگر تمہیں کوئی تحفہ دیا جائے تو آپس میں برابر بانٹنا، اگر تمہیں رزق دیا جائے تو اس پر دوسروں کو ترجیح دینا، اے میرے اولیاء! تمہیں میں نے سزا دی، تمہیں میں نے مخاطب کیا، خاص کر تمہیں پسند کیا۔ تم سے میں نے الفتوں کو طلب کیا کیونکہ تمہارے اختیار کرنے کی وجہ سے میں نے تمہیں ترجیح دی اور منتخب کیا، خاص کر تم سے میں نے خدمت طلب کی، تمہیں تیار کیا، تمہیں مخصوص کیا، ظالم لوگوں سے خدمت طلب نہیں کی، بدنیتوں کی موافقت کو پسند نہیں کرتا، میری جزاء تمہارے لئے بہتر جزاء ہے۔ میری عطاء تمہارے لئے وافر عطاء ہے۔ میرا خرچ تمہارے لئے مہنگا خرچ ہے میرا اکرم تم پر بہتر کرم ہے۔ میرا معاملہ، تمہارے ساتھ احسن معاملہ ہے میرا مطالبہ تم سے اہم مطالبہ ہے۔ تمہارے قلوب کا معائنہ کرنے والا ہوں۔ غیوب کو خوب جاننے والا ہوں۔ لحظات کا بہتر ملاحظہ کرنے والا ہوں۔ غم پر نگاہ رکھنے والا ہوں، قلوب کا نگران ہوں، پپوٹوں کے اطراف کو جاننے والا ہوں۔ تمہیں میرے علاوہ کسی جبار کی آواز نہ ڈرائے اور نہ ہی میرے سوا کسی مسلط کی۔ لہٰذا جو تمہارا ارادہ کرے اسے میں ختم کردوں گا۔ جو تمہیں تکلیف دے اسے میں تکلیف دوں گا، جو تم سے عداوت کرے اس سے میں عداوت کروں گا۔ جو تم سے دوستی کرے گا اسے میں دوست بناؤں گا۔ جو تمہارے ساتھ احسان کرے گا، اس سے میں راضی ہوں گا۔ تم میرے اولیاء ہو، تم میرے احباء ہو، تم میرے لئے ہو اور میں تمہارے لئے ہوں۔''

اس نفیس کلام کا کچھ حصہ ذکر کرنے کے بعد شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''روح القدس'' میں اس پر اس طرح تبصرہ کیا ہے: ''اے ولی! یہ ہیں عارفین کے احوال، اسی طرح ہوتی ہے قلوب کی آبادی، بہر حال اہل زمانہ (تو اللہ کی قسم) اگر تو ان پر مطلع ہو جائے تو تو بہت کچھ جانے گا۔ اگر تو ان کے چہروں کی طرف دیکھے تو سخت آنکھیں یا متحرک غیر ساکن، اگر ان کے نفوس کی طرف دیکھے تو تو تھکے

۱۲۴۸۷۷

Marfat.com

ہوئے، اگر ان کے قلوب کی طرف دیکھے تو وہ غافل، قدسی علوی عمارت سے خالی، اپنی بیلوں پہ گرے ہوئے اور خونخوار درندوں کے لئے جنگلوں کی مانند اور بھونکنے والے بھیڑیوں کے لئے باڑوں کی طرح ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ان کے دیکھنے کے وقت عافیت سے نوازے۔

اے ولی! وہ لوگ کہاں ہیں جن کی ابوالفیض رحمہ اللہ نے اس طرح تعریف کی ہے؟ یقیناً اللہ رب العزت کے اس کی مخلوق میں کچھ منتخب لوگ ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے کچھ پسندیدہ لوگ ہیں۔ پھر عرض کیا گیا اے ابوالفیض! ان کی علامتیں کیا ہیں؟ فرمایا: جب بندہ راحت کا لبادہ اتار پھینکے، ساری جدوجہد طاعت میں لگادے اور سقوطِ مقام کو محبوب بنالے، پھر فرمایا:

منع القرآن بوعدہ و وعیدہ مقل العیون بلیلھا ان تھجعوا
فھموا عن الملک الکریم کلامہ فھما تذل لہ الرقاب و تخضع

قرآن کریم نے اپنے وعدو وعید سے آنکھوں کو کھولے رہنے والوں کو منع کیا کہ وہ راتوں کو سکون حاصل کریں۔ انہوں نے اپنے مہربان بادشاہ سے اسکے کلام کو سمجھ لیا لہٰذا اسی وجہ سے اس کے حضور ان کی گردنیں جھکتی اور اس کی تابع فرمان ہیں۔

اس بات پر ان کی مجلس میں بیٹھے ایک شخص نے کہا: اے ابوالفیض! یہ لوگ کون ہیں؟ فرمایا آپ پر افسوس ہے، یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنے گھٹنوں کو اپنی پیشانیوں کے لئے تکیے اور مٹی کو اپنے پہلوؤں کے لئے بستر بنالیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے رگ و پے میں قرآن اتنا داخل ہوتا ہے کہ انہیں بیویوں سے بے نیاز کردیتا ہے، انہوں نے اسے اس طرح اپنے دلوں میں رکھا کہ وہ روشن ہوگئے، اسے اس طرح سینوں سے ملایا کہ انہیں انشراح ہوگیا، اس سے ان کے ارادے اس طرح پھیلے کہ وہ مختی بن گئی اور انہوں نے اسے اپنی تاریکی کے لئے دیا اور اپنے راستے کے لئے دستور بنا لیا۔ وہ غمگین ہوتے ہیں جب لوگ خوش ہوتے ہیں۔ وہ جاگتے ہیں جب لوگ سوتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں جب لوگ افطار کرتے ہیں، وہ ڈر رہے ہوتے ہیں جب لوگ پرسکون ہوتے ہیں، وہی حقیقت میں خوف کھانے والے، پرہیز کرنے والے، احتیاط کرنیوالے، مشقت سے کام لینے والے، تیزی سے گزرنے والے، فوت ہونے کے خوف سے عجلت کرنیوالے، اور موت کے لئے تیار رہنے والے ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہمیں ان کی اتباع و محبت عطا کرے۔ (یہ ان حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے چند اوصاف تھے۔)

میں کہتا ہوں: یہ وہی اوصاف ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب عزیز میں آئے ہیں:

" و عباد الرحمن الذين يمشون على الأرض هونًا و اذا خاطبهم الجاهلونَ قالوا سلامًا، والذين يبيتون لربهم سجداً و قيامًا " (سورۃ الفرقان، آیات نمبر ۶۳، ۶۴) اور رحمٰن کے مخصوص بندے وہ ہیں، جو زمین پر عاجزی اور تواضع کے ساتھ چلتے ہیں، اور جب نادان لوگ ان سے بات کرنے لگیں، تو ان سے سلامتی اور رفع شر کی بات کرتے ہیں، اور جو اپنے رب کے آگے سجدے کرنے اور کھڑے رہنے میں رات گذارتے ہیں۔

....

حواشی

1: یہ کتاب غیر مطبوع ہے' تقریباً اکثر حضرات اس مخطوط کا حوالہ دیتے ہیں۔ یہ امام عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) کی معرکۃ الآراء کتاب دوسری کتابوں کی طرح تصوف کے حوالے سے ایک بہت بڑا حوالہ ہے، دعا ہے کہ جلد ہمارے سامنے مطبوع شکل میں نظر آئے۔ تاہم یہ باتیں امام عبدالوہاب شعرانی نے اپنی دوسری کئی کتابوں میں بھی بیان کیں جس طرح ذیل میں بیان کیا جائے گا۔

2: حضرت خضر و موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے اس بات کو "الطبقات الکبریٰ" امام عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) (اردو ترجمہ، شیخ عبدالغنی وارثی) نفیس اکیڈمی کراچی، پاکستان، ص ۲۲، سال اشاعت ۱۹۶۵ء میں دیکھیں۔

3: یہ بات بھی "الطبقات الکبریٰ" اردو ترجمہ شیخ عبدالغنی وارثی، مطبوعہ کراچی کے ص ۲۳ پر مذکور ہے، ہاں البتہ اس کو شیخ محمد امین کردی نقشبندی متوفی (۱۳۳۲ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "تنویر القلوب فی معاملہ علاّم الغیوب" مطبوع: مطبعہ السعادۃ، مصر سال اشاعت: ۱۳۵۸ھ کے ص ۴۰۵ پر بھی لکھا ہے۔

4: یہ بات الطبقات الکبریٰ (اردو ترجمہ شیخ عبدالغنی وارثی) کے ص ۱۴۶ پر حضرت ابراہیم بن ادہم (متوفی ۱۶۶ھ) کے حالات زندگی میں اس طرح مذکور ہے: "جواب: بن حضرت ابراہیم بن ادہم

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ چڑیا دوسری جنس کے پرندوں میں ملنا چاہتی ہے تو یہ پرندے اڑ جاتے ہیں اور اس کو چھوڑ دیتے ہیں''۔ اس کے متعلق ایک عربی مقولہ ہے: ''الطیور تقع علی اشکالھا'' پرندے اپنی اشکال پر ہی گرتے ہیں''۔

5: اس حوالے سے حضرت ابو یحیٰی زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۲۹ھ) (امام عبدالوہاب شعرانی کے ظاہری و باطنی استاد) کا قول ہے: ''جب فقیہ کو اس فرقے کے احوال اور ان کی اصطلاحات سے واقفیت نہ ہو تو وہ برہنہ یا فقیہ ہے''۔ الطبقات الکبریٰ (اردو ترجمہ شیخ عبدالغنی وارثی) ص ۲۳۰۔ اسی طرح امام عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) کی اکثر کتابوں میں آتا ہے کہ امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) بہت زیادہ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) کو نصیحت کیا کرتے تھے کہ ان کا احترام اور مجالست اختیار کیا کرو، ایک جگہ پر یہ بھی آیا ہے کہ وہ دونوں اکٹھے ان کی مجالس ذکر میں آیا جایا کرتے تھے تو انہیں کہا گیا کہ ان لوگوں کے پاس کیوں آتے جاتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس تمام چیزوں کی اصل ہے اور وہ اللہ رب العزت کا تقویٰ اور اس کی محبت ہے''۔

6: یہ قول امام عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) کی کتابوں کے علاوہ حافظ عبدالرحمٰن بن ابو بکر سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی ایک کتاب ''تایید الحقیقۃ العلیۃ'' مطبوعہ: مطبعۃ الاسلامیۃ، مصر، سال اشاعت ۱۳۵۲ھ کے صفحہ ۱۵ پر بھی موجود ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول ''الوقت کالسیف'' (وقت تلوار کی مانند ہے) کی وضاحت صوفیہ کرام کچھ اس طرح کرتے ہیں: وقت تلوار کی مانند ہے یعنی جس طرح تلوار کاٹتی ہے اسی طرح ان امور کی وجہ سے، جنہیں اللہ تعالیٰ جاری کرتا ہے، غالب ہوتا ہے' بعض حضرات اس کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ تلوار چھونے میں نرم محسوس ہوتی ہے مگر اس کی دھار کاٹنے والی ہے، للہذا وہ جس نے اس سے نرمی کی وہ بچ نکلا اور جس نے سختی کی وہ کٹ گیا' یہی حال وقت کا ہے جس نے وقت کے سامنے سر جھکا دیا وہ نجات پا گیا اور جس نے مقابلہ کیا وہ سرنگوں اور تباہ ہوا، چنانچہ اس کی تائید ایک شعر سے ہوتی ہے۔

وکالسیف ان لاینتہ لان مسہ   وحداہ ان خاشنتہ خشنان

وقت کی مثال تلوار کی سی ہے، اگر اس سے نرمی سے پیش آؤ گے تو یہ بھی نرم محسوس ہوگی اور اگر سختی کرو گے تو اس کی دونوں دھاریں سخت ہوں گی، للہذا جس شخص سے وقت نے مساعدت کی، تو پھر وقت اس کا ہے اور جس شخص سے وقت نے تنگی کی وقت اس کیلئے دشمنی کا سبب ہوگا۔ (دیکھئے: رسالہ قشیریہ ،

Marfat.com

اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن، ص ۱۰۵، مطبوعہ، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد)، مزید تصوف اور اہل تصوف کے بارے میں ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کئی متقدمین و متاخرین علماء کی آراء و مواقف آ رہے ہیں۔

7: اسی بات کو امام عبدالوہاب شعرانی ''الطبقات الکبریٰ'' (اردو ترجمہ شیخ عبدالغنی وارثی) کے صفحہ ۲۲۔۲۳ پر آگے بڑھاتے ہوئے امام عبدالکریم قشیری (متوفی ۴۶۵ھ) کے حوالے سے لکھتے ہیں۔
دور اسلام میں کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا ہے کہ اس میں اس فرقہ (صوفیہ) کا شیخ موجود ہو اور اس زمانے کے علماء کے ائمہ نے اس شیخ کے آگے گردن نہ جھکائی ہو اور اس سے عاجزی کے ساتھ پیش نہ آئے ہوں، لہٰذا اگر ان کو یہ فضیلت و خصوصیت حاصل نہ ہوتی تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا، اس کی اور بھی کئی مثالیں دی ہیں مثلاً امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیبان رحمۃ اللہ علیہ کا ان کے مقام معرفت کی وجہ سے بہت زیادہ احترام بجالاتے تھے اور اسی طرح ابوالعباس بن سریج کا حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۹۷ھ) پر اعتقاد لا نا یعنی جب ان کے پاس حاضر ہوتے تو کہتے جو کچھ حضرت جنید کہتے ہیں اس کو میں بھی نہیں جانتا اور امام ابوعمران کا حیض کے مسائل میں حضرت شبلی کا امتحان لینا اور ایسی سات باتوں کا ان سے جاننا جو انہیں معلوم نہ تھیں تو اس پر ابوعمران رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت شبلی کے آگے سپر ڈال دینا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اور کئی واقعات ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کئی علماء کرام اپنے دور کے صوفیہ کرام سے متعدد مسائل میں رجوع کرتے تھے۔

8: تاریخ بغداد، جلد ہشتم ص ۹۳۴، مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ، مصر، سال اشاعت ۱۳۴۹ھ

9: حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۵ھ) کے نام کے متعلق اختلاف ہے، مشہور یہ ہے کہ ان کا نام ''ابوالفیض ذوالنون مصری'' ہے۔ بعض ان کا نام ''ثوبان بن ابراہیم'' بتاتے ہیں اور بعض ''الفیض بن ابراہیم'' بتاتے ہیں۔ آپ تصوف میں فوقیت رکھتے اور علم، ورع، حال اور ادب میں یکتائے روزگار تھے۔ متوکل کا یہ حال تھا کہ جب کبھی اس کے سامنے اہل ورع کا ذکر کیا جاتا تھا تو وہ رو پڑتا تھا۔ متوکل ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ جب اہل ورع کا ذکر ہو تو ذوالنون کا ذکر ضرور کیا کرو۔ محمد بن شاذان رازی کا پورا نام: ابوبکر محمد بن عبداللہ بن شاذان تھا، (دیکھئے: رسالہ قشیریہ اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن ص ۲۴: ۲۵، مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۷۰ء)۔

Marfat.com

حصہ اوّل

(تصوف کی تاریخ)

باب نمبر۱: تصوف کی اصل اور اس کا ارتقاء

باب نمبر۲: تصوف کی تعریف اور اس کا اشتقاق

الف) تصوف کی تعریف

ب) تصوف کا اشتقاق

ج) صوفی کون ہے؟

باب نمبر۳: اسلامی تصوف کے سرچشمے

باب نمبر۴: اہل تصوف کا عقیدہ

باب نمبر۵: چند کبار علماء کے اقوال

باب نمبر۶: اتحاد اور حلول

باب نمبر۷: صوفی شیخ بننے کی شروط اور آداب

Marfat.com

Marfat.com

باب نمبرا

تصوف کی اصل اور اس کا ارتقاء

لفظِ تصوف دوسری صدی ہجری میں متعارف ہوا، اس کا مدعا و مفہوم وہی تھا، جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پہلی صدی میں کاربند تھے، اصحابِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بواطن ذوقی شہودی معارف پر قائم تھے، خواہ ان میں کچھ ظاہری ارزاق کے طالب تھے یا اہل صفہ[۱] جیسے حضرات، جنہوں نے اپنے آپ کو عبادت الٰہی کے لئے وقف کر رکھا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ صفہ کو ان کی خلوت پر برقرار رکھا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں اس پر قدرت اور اس سے نفع حاصل کرنے کا مادہ ملاحظہ کر لیا تھا، اور اسی طرح اسباب کو اختیار کرنے والوں کو بھی ان کی حالت پر برقرار رکھا، اس لئے کہ آپ نے ان میں اسباب کی رغبت اور ان سے نفع پانے کا مادہ دیکھ لیا تھا، اللہ تعالیٰ کی تمام سے مراد یقیناً وہی ہے جس پر وہ قائم و دائم رہے، اس لئے کہ ہر ایک خالص توحید، اصلِ دین، اپنی علیحدگی میں یا اسباب میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی نیت پر قائم تھے، یہی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ربانی علم و عقلی کمال تھا جس کی مدد سے آپ لوگوں کو ان کے کمال یا ان کی ترقی یا ان کے مزید تزکیۂ نفس کی خاطر، ان کی عقل و بساط کے مطابق، انہیں مخاطب کرتے اور انہیں نیک عمل کی طرف متوجہ کیا کرتے تھے۔

تصوف درحقیقت وہ خالص دین اور اللہ تعالیٰ کے لئے اس صاف نیت کا نام ہے جو عبودیت کی تحقیق، ربوبیت کی تعظیم اور عمارت بواطن کی معارف، اسرار، رضا، توکل، اخلاص سے استحکام اور عمارتِ ظواہر کی عبادت، تقویٰ، پرہیزگاری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ کے اقوال، افعال اور احوال میں متابعت کی تکمیل کی اساس پر ہے۔ یہ بالکل وہی چیز ہے جس پر نبی کریم اور آپ کے صحابہ کرام وہ تھے کیونکہ وہ دین محمدی اور اسکے ان تینوں مراتب: اسلام، ایمان اور احسان میں

Marfat.com

راسخ تھے، جن کا ذکر اس صحیح حدیث میں آیا ہے جسے حضرت عمر بن خطابؓ نے روایت کیا ہے[۲] (بخاری) کسی موحد مسلمان سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کسی "حرف" کی وجہ سے کرے، جبکہ "حرف" پہلی تفسیر کی بناء پر علت ہے اور دوسری تفسیر کے مطابق اور جس کے حوالے سے ہم بات کرر ہے ہیں، وہ طرف و جانب ہے، یعنی تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک وجہ سے کرے، وہ یا تو صرف ظاہری طور یا باطنی طور پر، جو بلا شبہ خالص توحید کی عمدگی سے خارج ہے[۳] کیونکہ وہ شخص جو صرف باطنی ہے وہ گمراہ یا پکا شیطان ہے، اس لئے کہ وہ شریعت وحکمت کا انکاری ہے، اسی طرح وہ شخص جو صرف ظاہری ہے، وہ فاسق و گناہ گار ہے، کیونکہ اس کی عبادت صدق واخلاق سے خالی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وذروا ظاهر الاثم و باطنه" (سورۃ الأنفال، آیت نمبر ۱۲۰) یعنی ہر اس گناہ کو جس میں شرک جلی یا خفی کا شائبہ ہے اسے ترک کر دو، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: "وقلیل من عبادی الشکور"، میرے بندوں میں کم ہی لوگ شکر گذار ہیں۔

یقیناً تم میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت مکمل پرہیز گاری، ظاہری و باطنی گناہوں سے اجتناب اور شرک جلی وخفی سے مکمل طور پر بچتے ہوئے حسی حواس و معنوی قدرات کے ساتھ متابعت محمدی میں کرتے ہیں۔ لہٰذا یہی وہ صوفیہ کرام ہیں جن کا صدق اپنے رب کے ہاں مسلم ہے، اس لئے کہ وہ مقامِ احسان پر کاربند ہیں۔

خلاصہء کلام یہ ہے کہ تصوف اس حال یا کیفیت کا نام ہے جس پر پہلی صدی ہجری پھر دوسری اور پھر تیسری صدی والے تھے، جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے: خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِی ثُمَّ الَّذِینَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِینَ یَلُوْنَھُم "[۴] صدیوں میں بہترین صدی میری صدی ہے پھر اس کے بعد والے لوگ پھر اس کے بعد والے لوگ پھر اس کے بعد والے لوگ۔

اس کے بعد مسلمان دوسرے لوگوں کے ساتھ گھل مل گئے، مختلف فلسفے واجنبی زبانیں اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئیں تو علماء کے مختلف متخصص گروہ دین اسلام کی حفاظت اور اس کے دفاع کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، اس طرح کہ ہر ایک خاص میدان میں تدوین، تالیف اور تحریر کا فریضہ ادا کرنے لگا، عربی جاننے والے کھڑے ہوئے تو اس کی ترویج واصلاح کے حوالے سے کام کیا اور ہنر کیا، فقہاء کھڑے ہوئے تو فقہ میں کام کیا اور خوب کام کیا، اصولی کھڑے ہوئے تو مسلمانوں کے عقیدے کا دفاع کیا اور عباد، زہاد، اور عارفین باللہ کھڑے ہوئے تو لوگوں کے لئے اس

Marfat.com

خالص دین، حال یا کیفیت کی وضاحت شروع کردی جس پر پہلے صدی والے حضرات تھے جو یقیناً ''مقام احسان'' میں مکمل رسوخ اور دین میں ظاہری و باطنی طور پر پختگی کا نام ہے۔اس گروہ کو صوفیہ کا نام دیا گیا، اس طرح لفظِ تصوف اس گروہ کی شناخت بن گیا جو حق پر قائم تھے اور قیامت تک رہیں گے۔[۵]

اسی طرح محدثین وفقہاء کے گروہ میں کچھ ایسے لوگ تھے جو جادۂ حق سے دور چلے گئے تھے۔ہاں میں صوفیہ میں کچھ ردی وکھوٹے لوگوں کا انکار نہیں کرتا، یقیناً کچھ ان میں کھرے و پکے ہیں جبکہ کچھ ایسے بھی نظر آجاتے ہیں جو خالی تبرک کے قائل و لادین ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں کچھ جعلی و گمراہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ '' (سورۃ آل عمران، آیت نمبر۱۶۳)۔وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں درجہ درجہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے کام دیکھتا ہے۔

بہر حال حجت اپنی جگہ پر قائم ہے اور وہ کتاب وسنت ہے، لہٰذا جو شخص اپنے سچے صوفی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور کتاب وسنت کی اپنے اقوال، افعال اور احوال میں مخالفت کرتا ہے تو اسکا دعویٰ مسترد اور اس کی بات کو واپس لوٹا دیا جائے گا۔ بلاشبہ مسلمانوں کی صفوں میں اس طرح کے بہت لوگ ہیں، ہم اپنی اور دوسرے مسلمان بھائیوں کی اللہ تعالیٰ سے اس طرح کے لوگوں کے شر سے پناہ کے خواستگار ہیں۔

اب ہم اس موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں جس کے متعلق آج کل بہت باتیں ہورہی ہیں، وہ وحدت الوجود، اتحاد اور حلول کا عقیدہ اور اس کے متعلق صوفیہ کرام کا موقف، میں کہتا ہوں کہ وہ وحدت الوجود جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، وہ صوفیہ کرام کے ہاں فلاسفہ کے نظریے اور ان کی اس فکری وحدت کے مخالف ہے جو خالق ومخلوق اور صنعت وصانع کے درمیان فرق نہیں کرتی، لہٰذا اس سے صریح کفر اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کردہ بڑا نقص وعیب اور کون سا ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جبکہ اہل حق صوفیہ بھی اس سے پوری طرح بری ہیں۔ اور وہ وحدت الوجود[۶] جس کی طرف کچھ صوفیہ اشارہ کرتے ہیں وہ ایک روحانی امر اور ایسا معنوی علم ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں وحدانیت کو پختہ کرنے سے متعلق ہے، اسی کو صوفیہ کرام نے پہچانا اور اسی میں نور ربانی سے کمال حاصل کیا چنانچہ اسی حوالے سے کہا گیا ہے: ''اتقوا فراسة المؤمن

Marfat.com

فانہ ینظر بنور اللہ'' مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور کی مدد سے دیکھتا ہے۔
اسی کی انہوں نے معرفت حاصل کی اور اس میں اطاعت محمدی ﷺ کی روشنی میں مکمل رسوخ حاصل کیا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرمایا: ''قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ '' (سورۃ یوسف، آیت نمبر ۱۰۸) تم فرماؤ! یہ میری راہ ہے، میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلتے ہیں، دل کی آنکھیں رکھتے ہیں۔

تو وہ بصیرت جس کی طرف یہاں اشارہ کیا جا رہا ہے، وہ امور کے حقائق کی قلبی رؤیت و باطنی مشاہدہ ہے جس کی وجہ سے اس کا صاحب یعنی صاحب بصیرت ایسے علم کا حامل ہو جاتا ہے، جس میں کسی فکر، عقل یا حسی نظر کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا تو تو دیکھ اللہ تعالیٰ کے اس قول کو، جس میں اُس نے اپنے نبی کریم ﷺ کو فرمایا۔ ''عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ'' (میں اور جو میرے قدموں پر چلتے ہیں، دل کی آنکھیں رکھتے ہیں) یہ نور و قلبی مشاہدہ صرف آنحضور ﷺ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اس کے شرب میں حق کے ساتھ آپ کی اتباع کرنے والے دوسرے لوگ بھی شریک ہیں، جن کو خواصِ امت کا نام دیا گیا ہے، لہٰذا جو شخص اپنے اقوال، افعال اور احوال میں متابعت محمدی ایا تو کہہ: اسلام، ایمان اور احسان میں، یا تو کہہ: ظواہر میں حدود اور بواطن میں توسل، رضا، تعلق بالمعبود پر عمل اور سرائر میں اذواق، اسرارِ وجود میں تحقق حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تو اس کی صوفیہ کرام کے مخصوص مقامات و مراتب تک پہنچنے کی کوئی امید نہیں ہے، اس لئے کہ وہ وہم، خیال اور اس نفسِ امارہ کا غلام بن چکا ہے جو تکبر و غرور کا اسیر ہوتا اور یہ خیال کرتا ہے کہ وہ زمین کو پھاڑ ڈالے گا اور بلند و بالا پہاڑوں کو با آسانی سر کر لے گا کیونکہ اُس کی یہ حالت معارف و اسرار میں کامل اشخاص کے سامنے اطفال کی مانند ہے۔

لہٰذا صوفیہ کرام کے ہاں وحدت الوجود سے مراد ایسے دو قدیم وجود نہیں ہیں جو متحد ہو گئے اور نہ ہی ایک قدیم اور دوسرا احدیث جو اکھٹے ہو گئے، اس سے اللہ تعالیٰ پاک ہے، کیونکہ وہ نہ تو کسی چیز میں حلول پذیر ہوتا ہے اور نہ ہی کسی چیز کے ساتھ متحد ہوتا ہے، اور نہ ہی کسی چیز کے ساتھ گھلتا ہے، اسی طرح نہ ہی اس کی ذات کا کوئی حصہ مخلوق میں ہے اور نہ ہی مخلوق سے اس کی ذات میں ہے، اس کا قرب و بعد اجسام کے قرب و بعد کی طرح نہیں ہے، نہ ہی وہ محصور ہے، نہ ہی محدود، نہ ہی کوئی چیز

Marfat.com

اس کو اٹھاتی ہے اور نہ ہی وہ کسی چیز کا اُٹھانے والا ہے، وہ اپنے عرش پر خود بخود اس طرح متمکن ہوا، جو اس کی ذات کے شایانِ شان تھا، وہ اپنی ذات، صفات، افعال میں مطلق ہے، اس کی صفات صرف اسی کی ذات کے ساتھ ہی قائم ہو سکتی ہیں جبکہ وہ اپنی مخلوق کے اوصاف سے مبرا ہے ، ارشاد باری تعالیٰ: ''لیس کمثلہ شئی وھوالسمیع البصیر'' (سورۃ الشوری، آیت نمبر ۱۱) اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔ ہر وہ شخص جو تصوف میں اس کا ذائقہ اور اس میں تحقق حاصل کئے بغیر ،لب کشائی کرتا ہے اور اپنے آپ کو تصوف کے ان بزرگوں کے بارے میں ان کے حقائق سے آنکھیں چراتے ہوئے یا ان کی تاویل اپنی مرضی کے مطابق نہ کہ ان کی خواہش کے مطابق، قاضی وحکم تصور کرتا ہے تو وہ یقیناً اس خباثت کا اظہار کرتا ہے جو یا تو اس کے دل میں ہے یا مکمل جہالت کا نتیجہ ہے یا جہالت و خباثت دونوں کا۔ لہٰذا صوفیہ و تصوف کے حوالے سے اس کی بات کو کسی صورت کوئی وزن نہیں دیا جائے گا کیونکہ وہ اس سے مکمل طور پر نابلد ہے، اور وہ اس میں کوئی تخصص نہیں رکھتا۔ چنانچہ ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ ''ہر وہ شخص جو تصوف میں گفتگو یا اس پر کوئی حکم صادر کرتا ہے اس کے حقائق کا علم حاصل کئے بغیر اور اس کے معانی کا ذائقہ چکھے بغیر تو وہ یقینی طور پر تصوف و صوفیہ سے ناواقف ہے اور اسکی مثال اس شخص کی طرح جو بھرے ہوئے مٹکے اور اس کے اردگرد شہد کی مکھی کو بھنبھناتے دیکھے، تو مٹکے میں موجود اصل چیز پر تحقیق کئے بغیر، صرف مکھی کے بھنبھنانے کو دیکھ کر کوئی فیصلہ سنا دے۔''

دراصل شہد کی مکھی وہ اشارات و رموز ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہاں کوئی ایسی چیز ہے جس کے متعلق تعبیر کرنا عام لوگوں کے لئے ،اس کی گہرائی و غرابت کی وجہ سے، مشکل ہے، اس لئے کہ وہ اسرارِ خداوندی کا حصہ ہیں، جس طرح حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: ''حفظت عن رسول اللہ وعاءین من العلم ا ماأحدھما فبثثتہ' فیکم و أما الآخر فلو بثثتہ لقطعتم منی ھذا البلعوم'' (البخاری) [۷] میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے علم کے دو برتن یاد کئے، ان میں ایک کو تو میں نے تم میں پھیلا دیا جبکہ دوسرا اگر میں اس کو پھیلاتا تو تم میرا یہ گلا کاٹ دیتے۔

اسی طرح امام زین العابدین [21] نے فرمایا:

انی لأکتم من علمی جواھرہ   کیلا یری ذاک ذو جھل فیفتننا

وقد تقدم فی ھذا أبو حسن   الی الحسین ووصّی قبلہ الحسنا

Marfat.com

یا رب جوھر علم أبوح بہ لقیل لی أنت ممن یعبد الوثنا
ولاستحل رجال مسلمون دمی یرون ما أقبح ما یأتونہ حسنا[۸]

یقیناً میں اپنے علم کے کئی جواہر کو چھپاتا ہوں کہ انہیں جاہل آدمی نہ دیکھ لے اور ہمارے ٹکڑے کردے، اس میں ابوالحسن (علیؓ) نے پھر حسین رضی تک اور ان سے پہلے حسنؓ نے ترقی کی تھی، علم کے کئی جواہر ایسے ہیں اگر میں انہیں افشاء کردوں تو میرے متعلق فتوی دے دیا جائے گا کہ یہ بتوں کے پجاریوں میں سے ہے جبکہ باقی مسلمان میرے خون کو حلال قرار دے دیں گے۔ اور اس ناپاک ترین فعل کے سرانجام دینے پر اسے اچھا جانیں گے۔ تو وہ لوگ جنہوں نے مٹکے کے متعلق غلط فیصلہ سنایا وہ وہی ہیں جو تصوف میں علم وتحقق کے بغیر بات کرتے اور خیال کرتے ہیں کہ ان کے پاس اولیاء اللہ اور اہل اللہ کے متعلق کافی علم ومہارت ہے، وہ خطا کار ہیں اس لئے کہ وہ تصوف کا حقیقی علم نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کا اس کی اصطلاحات، رموز اور عبارات سے کوئی واسطہ ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی[22] ''فتوحات مکیۃ'' کے باب ''۳۱۴'' میں کہتے ہیں کہ ''اگر یہ بات صحیح ہوتی کہ انسان اپنی انسانیت اور ملک اپنی مَلکیت سے ترقی کرکے اپنے خالق کے ساتھ متحد ہوگیا تو حقائق کی تبدیلی یقینی طور پر ٹھیک ہوتی اور معبود اپنی معبودیت سے نکل کر مخلوق بن جاتا اور مخلوق حق بن جاتی، جبکہ کوئی شخص علم میں وثوق کے درجے پر نہ پہنچ پاتا اور محال واجب گردانا جاتا، لہٰذا حقائق کی تبدیلی کا کسی صورت تصور نہیں ہوسکتا۔'' اسی طرح آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

ودع مقالۃ قوم قال عالمھم بأنہ بالالہ الواحد اتحدا
الاتحاد محال لایقول بہ الا جھول بہ عن عقلہ شردا
وعن حقیقتہ وعن شریعتہ فاعبد الھک لاتشرک بہ أحدا

اس قوم کی بات کو چھوڑ دے جن کا صاحبِ علم یہ کہتا ہے کہ وہ (انسان) وحدہٗ لاشریک معبود کے ساتھ متحد ہوگیا، اتحاد محال ہے، یہ بات وہی کرسکتا ہے جو اپنے عقل سے عاری اور حقیقت وشریعت سے نابلد ہے، لہٰذا تو اپنے معبود کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ تو تو دیکھ کہ کس طرح ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ اتحاد وحلول کی سختی سے نفی کررہے ہیں۔ آپ کی کتابوں میں کچھ بھی ایسی چیزیں موجود نہیں ہیں جن سے اس طرح کے شبہات پیدا ہوتے ہوں البتہ اگر کوئی بات ہے

Marfat.com

تو وہ یا تو آپ پر تھوپ دی گئی ہیں یا حقیقت کے برعکس سمجھی گئی ہیں۔ لہٰذا اس شخص کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے جو اہل اللہ پر اپنی زبان کھولتا ہے۔ (دیکھئے: الیواقیت والجواھر، جلد 1 صفحہ ۸۰، ۸۱)۔
ہاں یہ تقریباً وہی ہے جس کی طرف شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیۃ (جلد ۴، صفحہ ۳۷۲، ۳۷۹) میں بھی اشارہ کیا ہے۔ ''ما قال بالاتحاد الا أھل الالحاد ومن قال بالحلول فھو معلول لا دواء لہ'' اتحاد کے قائل صرف ملحد لوگ ہی ہیں اور حلول کا قائل ایسا بیمار شخص ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔
شیخ علوان حموی (ت: ۹۳۴ھ)، احکام النظر (صفحہ: ۱۸۷) میں کہتے ہیں کہ: ''وہ اسی قبیل سے ہے جو حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلمیذ رشید محمد بن واسع کے کلام سے ماخوذ ہے کہ مخلوق حق میں فناء ہوتی ہے۔: ''ما رأیت شیئًا الا رأیت اللہ فیہ'' میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا مگر اس میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اس کا تجزیہ کرتے ہوئے آپ کہتے ہیں۔ ''اہل حق کا مذہب ہے کہ ہمارے مولیٰ عز وجل نہ تو کسی چیز میں حلول کرتے ہیں اور نہ ہی کوئی چیز اس میں حلول کرتی ہے اور جب بھی تیرے سامنے ایسی چیز آئے جس کے ظاہر سے حلول کا شائبہ پیدا ہوتا ہو تو اس کی تاویل کرو۔''
شیخ ابن تیمیہ[23] ''مجموعۃ الرسائل والمسائل (صفحہ: ۸۶) میں اس کی ایک زبردست توجیہ بیان کرتے ہیں کہ: ''اذا قال قائل الا و رأیت اللہ فیہ أو قبلہ أو بعدہ'' جب بھی کوئی بات کرتا ہے، میں اس میں اللہ کو دیکھتا ہوں یا تو اس سے پہلے یا اس کے بعد، ''اس کا مطلب یہ ہے کہ صانع کے آثار اپنی صنعت میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں''، یہ بات بالکل ٹھیک ہے، بلکہ سارا قرآن اس پر مبنی ہے اور اللہ آسمانوں وزمین کا نور ہے۔
شیخ ہجویری (ت: ۴۷۰ھ)[24] اپنی کتاب: ''کشف المحجوب'' (صفحہ: ۱۵) میں اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے کچھ اس طرح کہتے ہیں کہ: ''بلاشبہ بندے پر جب ذاتِ الٰہی کی محبت غالب آجاتی ہے تو وہ اس مرحلے پر پہنچ جاتا ہے کہ اسے صنعت نظر نہیں آتی بلکہ صانع نظر آتا ہے۔''
کسی عارف باللہ شخص نے کہا: ''اس رؤیت سے مراد شہود ہے نہ کہ رؤیت بصری کیونکہ رؤیت، بصر کے خصائص میں سے ہے اور شہود بصیرت کے قبیل سے ہے۔''
لہٰذا ان لوگوں کو اس پر غور کرنا چاہیے جو صوفیہ کرام پر ہجوم کرتے ہیں اور انہیں شیخ ابن تیمیہ کی مذکورہ توجیہ اور ان کے علاوہ اہل معرفت وبصیرت کے اقوال سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے۔

Marfat.com

بہر حال ہم اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ان بزرگوں کے بارے میں خبث و شر چھپاتا ہے جو اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے ہیں، اس دن تک جس دن تمام حجابات اٹھ جائیں گے اور جملہ اسرار واضح ہو جائیں گے تو اس دن وہ جان لے گا کہ وہ کس حد تک حقائق پر ہے یا خیال پر، لیکن یہ چیز اس وقت سامنے آئے گی جب نقصان کا ثمر چن لیں گے، اور پریشان و مغموم ہوں گے جبکہ اس دن پریشانی کوئی فائدہ نہیں دے پائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے کثرت سے ذکر کرنیوالوں کے حوالے سے ارشاد فرمایا جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے۔ ''جنتی جنت میں حسرت کا اظہار نہیں کریں گے مگر اس لمحے پر جو دنیا میں گزرا اور انہوں نے اس میں اللہ کا ذکر نہ کیا۔'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ'' (سورۃ الرعد، آیت نمبر ۲۸) خبردار! اللہ کے ذکر سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔

لہٰذا اس طرح کے لوگوں کے متعلق ہم کیا کہہ سکتے ہیں مگر یہ کہ وہ حقائق سے آنکھیں چرائے ہوئے ہیں، وہ جب فوت ہوں گے متنبہ ہوں گے، بجائے اس کے کہ وہ ہوش میں آئیں، اپنے رب کا ذکر کریں اور ان نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں جن کی صحبت کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ'' (سورۃ التوبۃ، آیت نمبر ۱۱۹) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں کی صحبت اپناؤ۔ اور بجائے اس کے کہ وہ اپنی زبانیں واحکامات چلائیں اور وہ ذاکرین و صالحین پر برسیں، لہٰذا اے اللہ! ان پر اور ہم سب پر رحم فرما! کیونکہ تو سب پر بہتر رحم کرنیوالا ہے۔

تصوف کی اصل اور اس کے ارتقاء کے متعلق جو کچھ گزرا ہے، اس کی تائید کرتے ہوئے عظیم مفکر ابوالقاسم عبدالکریم قشیری[25] رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے رسالے ''الرسالۃ القشیریۃ'' میں کہتے ہیں کہ '' تم جان لو! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے! بلاشبہ نبی کریم ﷺ کے بعد مسلمانوں میں جو حضرات سب سے افضل تھے، انہیں صحبت رسول ﷺ کے سوا کوئی لقب یا اسم پسند نہیں تھا، کیونکہ اس سے بڑھ کر ان کے ہاں کوئی چیز عزیز نہ تھی، تو اسی وجہ سے انہیں ''صحابہ'' کہا گیا اور جب دوسری صدی والے آئے، جنہوں نے صحابہ کی صحبت کا شرف حاصل کیا، ان کا نام تابعین رکھا گیا، جسے انہوں نے عظیم نام قرار دیا، پھر ان کے بعد والوں کو ''اتباع التابعین'' (تبع تابعین) کہا گیا، پھر اس کے بعد والے لوگوں کی مختلف قسمیں بن گئیں اور علیحدہ علیحدہ مراتب سامنے آئے تو ان

Marfat.com

خاص لوگوں کو، جن کا دین کے ساتھ انتہائی گہرا رشتہ تھا، ''زھاد یا عباد'' کہا گیا، اس کے بعد نئی نئی چیزیں ظاہر ہوئیں اور مختلف فرقوں کے مابین دعوٰی بازی شروع ہو گئی اور ہر فرقے والوں نے دعوٰی کیا کہ صرف انہیں میں ''زھاد یا عباد'' ہیں تو اہل سنت کے خواص نے، جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے والے اور اپنے دلوں کو غفلت کے طریقوں سے دور رکھنے والے تھے، اپنے لئے اسم ''صوفیہ'' کو مخصوص کر لیا اور یہ اسم ان اکابر صوفیہ کیلئے ہجرت کے تیسرے قرن سے قبل ہی مشہور ہو گیا تھا'' [۹]۔

اسی لئے ہمارے لئے یہ واضح ہو گیا کہ تصوف کی ولادت اسلام کے ساتھ ہی ہوئی اور اس کی اس کے پہلو ہی میں پرورش ہوئی، اس لئے کہ یہ اس کا لازمی جزء ہے، یہ اس کا کوئی اضافی پہلو نہیں ہے، بلکہ یہ اس کی عملی تطبیق اور روحانی عنصر ہے اور وہ جو دشمنانِ اسلام کہتے ہیں کہ یہ دوسری قوموں سے ماخوذ ہے، اس سے اس کا کوئی رشتہ نہیں ہے بلکہ یہ اصل میں نبی کریم ﷺ اور ان پہلی تین صدیوں کے لوگوں کا حال ہے، جن کی بہتری کی گواہی دی جا چکی ہے۔ صوفی وہ مسلمان ہوتا ہے جو اپنے حال میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی جماعت کے حال کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

....

حواشی

1: اہل صفہ: اس کے متعلق کشف المحجوب میں حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۵ھ) فرماتے ہیں کہ جملہ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ کی مسجد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت سکونت پذیر تھی، ہمہ وقت عبادت پر تیار، دنیا سے الگ تھلگ اور زندگی کے کاروبار سے منقطع تھی، باری تعالیٰ نے ان کی خاطر آپ ﷺ کو فرمایا: ''ان لوگوں کو دور مت رکھ جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اور اس کی رضا کو تلاش کرتے ہیں''، جہاں تک احادیث نبویہ کی بات ہے تو ان میں بھی ان لوگوں کی کافی فضیلت آئی ہے، ایک روایت حضرت عباسؓ بیان

Marfat.com

کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضور ﷺ ان کے قریب سے گزرے: ان کو اور ان کے فقر و ریاضت کو ملاحظہ فرمایا اور انہیں اس حالت میں شاداں و فرحاں پایا تو فرمایا اے اہل صفہ! تمہیں خوشخبری ہو جو میری امت میں تمہاری اس صفت پر راضی ہوگا بہشت میں اس کا شمار میرے رفقاء میں ہوگا۔ ان کی بہت زیادہ تعداد تھی جن میں اہم نام، بلال بن رباح، سلمان فارسی، ابوعبیدہ بن الجراح، عمار بن یاسر، ابن مسعود، عتبہ بن مسعود، مقداد بن اسود، صہیب، زید بن خطاب، حذیفہ بن یمان اور عبداللہ بن عمر شامل ہیں۔

2۔ بخاری کے علاوہ مسلم، کتاب الایمان میں اور اسی طرح یہ حدیث مؤطا امام احمد بن حنبل، کتاب الایمان والاسلام والاحسان میں بھی موجود ہے۔ در اصل یہ ایک طویل حدیث کا آخری حصہ ہے، اس طرح کہ جبریل علیہ السلام آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور صحابہ کرام کی کثیر تعداد بھی موجود ہوتی ہے، آپ سے اسلام اور ایمان کے متعلق دریافت کیا آپ نے جواب دیا اور پھر احسان کی تعریف پوچھی تو آپ نے فرمایا: ''ان تعبد اللہ کأنک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک'' کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے پھر اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے یقیناً دیکھ رہا ہے۔

3: اس حوالے سے امام مالک بن انس (متوفی ۱۷۹ھ) سے ایک قول روایت کیا جاتا ہے۔ ''من تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن جمع بینھما فقد تحقق'' جس فقیہ نے تصوف اختیار نہیں کیا وہ گناہ گار ہے اور جس صوفی نے فقہ حاصل نہیں کی وہ بلاشبہ بے دین ہے اور جو ان دونوں کا جامع ہے وہ یقینی طور پر حق پر ہے۔ (دیکھئے: شرح ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) بر کتاب الشفاء از قاضی عیاض مالکی (متوفی ۵۴۴ھ) جلد پنجم ص ۴۸، عین العلم وزین الحلم: ملا علی قاری، جلد دوئم ص ۱۹۵، ایقاظ الھمم فی شرح الحکم، علامہ ابن عجیبہ حسنی ص ۵، ۶، اور فقہ مالکی میں امام ابوالحسن کی شرح از علامہ عدوی، جلد دوئم ص ۱۹۵۔)

4: صحیح بخاری، کتاب الشھادات، صحیح مسلم، فضائل الصحابہ۔

5: اس بات کو امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری (متوفی ۴۶۵ھ) نے اپنے ''رسالہ قشیریہ'' میں ذکر کیا ہے (دیکھئے: رسالہ قشیریہ، ص ۱۲، مطبعۃ صبیح اور رسالہ قشیریہ اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن، ص ۲۱۔ سال اشاعت، ۱۹۷۰ء، مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد۔)

Marfat.com

6: مصنف رفاعی صاحب یہاں حاشیہ میں کہتے ہیں کہ، سنی تصوف (جو عمدہ اور حجت ہے) وحدت الوجود کا انکار کرتا ہے کیونکہ رفاعی سلسلے کے امام وبانی امام سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۷۸ھ) کہتے ہیں۔ ''صموا اسماعکم عن علم الوحدۃ وعلم الفلسفۃ ومشاکلہما فان ھذہ العلوم مزالق الاقدام الی النار'' اپنی سماعتوں کو علم وحدت، علم فلسفہ اور ان کے مسائل سے بہرہ کرلو کیونکہ یہ علوم قدموں کو آگ کے پھسلانے کا سبب ہیں۔ (دیکھئے: البرہان المؤید، ص ۷۰)

7: بخاری کے علاوہ یہ حدیث مشکوۃ میں بھی ہے۔

8: منہاج العابدین ، امام غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)، اردو ترجمہ محمد سعید احمد نقشبندی، ص ۹، پروگریسو بکس، اردو بازار لاہور، سال اشاعت ۱۹۹۹ء۔

9: اس کا مکمل حوالہ حدیث نمبر ۵ میں آچکا ہے۔

Marfat.com

باب نمبر۲

تصوف کی تعریف اور اس کا اشتقاق

تصوف کی تعریف:

تصوف کی کئی تعریفیں کی گئی ہیں جن کی تعداد دو ہزار تک پہنچتی ہے۔ان میں سے سب سے اچھی اور بہتر یہ ذیل والی دو تعریفیں ہیں:

1: ابن عجیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا:

''تصوف اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح کی سچی توجہ کا نام ہے جن چیزوں سے وہ راضی ہو اور جیسے راضی ہو۔''[۱]

2: ''تصوف ایسا علم ہے جس سے بادشاہوں کے بادشاہ کی بارگاہ میں رسائی حاصل کرنے، رذائل سے بواطن کو پاک کرنے اور انہیں متعدد فضائل سے آراستہ کرنے کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔جس کی ابتداء علم، وسط عمل اور انتہاء عطاء ہے۔''[۲]

تصوف کی تقریباً تمام کتب اس بات پر اتفاق کرتی آئی ہیں کہ: ''تصوف ایسی سچی توجہ کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا سے مشروط ہے۔''

تصوف کا اشتقاق:

تصوف کے کئی اشتقاقات ہیں، جن کی تفصیل ہمیں کتب صوفیہ میں ملتی ہے جیسے: ''رسالہ قشیریہ'' اور ''احیاء علوم الدین'' وغیرہ۔

صوفیہ کرام نے ان متعدد اشتقاقات میں کسی ایک ایسی تعریف پر اتفاق نہیں کیا جو تصوف کی اصل بن سکے۔چنانچہ ابن عجیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب ان چند تعریفوں کو بیان کیا تو ان میں سے آخری

Marfat.com

تعریف کو بہت پسند کیا، جسے تیرے لئے ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں:
تصوف کا اشتقاق یا تو:

1: ''صفا'' سے ہے کیونکہ اس کا دارومدار تصفیۂ نفس پر ہے۔
2: یا ''صفوۃ کاملین'' (منتخب لوگ) سے ہے کیونکہ یہ کمالات سے متصف ہونے کا نام ہے۔
3: یا یہ مسجد نبوی کے ''صفہ'' سے ماخوذ ہے کیونکہ صوفیہ کرام، توجہ وانقطاع میں اہل صفہ سے مشترک ہیں، ہاں البتہ یہ اس وقت اشتقاق نہیں ہوگا بلکہ یہ اہل صفہ کی طرف نسبت کے قبیل سے ہوگا۔
4: یا یہ ''صوف'' (اون) سے ماخوذ ہے کیونکہ ان حضرات کا لباس زیادہ تر اُون کا ہوتا تھا تا کہ دنیا کی اہمیت کو کم اور اس سے بے رغبتی کا اظہار کیا جائے اور انہوں نے اسے اس لئے اختیار کیا کیونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کا لباس تھا۔

ابن عجیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے آخری اشتقاق کو اختیار کیا تو فرمایا: ''یہ اشتقاق، لغت کی رُو سے زیادہ مناسب اور نسبت کے حساب سے زیادہ واضح ہے کیونکہ اون کا لباس ظاہری چیز سے ظاہری حکم ہے، جب کہ اس کی کسی اور طرف نسبت ایک باطنی امر ہے، ظاہری چیز کے ساتھ حکم زیادہ موافق اور حقیقت کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔'' [۳]

صوفی کون ہے؟

ابن عجیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس حوالے سے کہتے ہیں:۔
سہل تستری [26] رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: ''صوفی وہ ہے جو گدلے پن سے صاف، افکار سے پُر اور مخلوق سے اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل طور پر اسطرح متوجہ ہو جائے کہ اسکی نظر میں سونا ڈھیلا برابر ہوں یعنی اسکی اپنے مولیٰ کے ماسوا کسی اور چیز کی طرف توجہ نہ ہو۔''
جنید بغدادی [27] رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: ''صوفی اس زمین کی مانند ہے جس پر ہر ہلکی چیز پھینکی جاتی ہے اور اس سے ماسوا اچھی چیز کے کوئی چیز نہیں نکلتی۔''
یہ بھی جنید بغدادی نے کہا: ''صوفی کی مثال اس زمین کی طرح ہے جس پر ہر نیک و بد چلتا ہے، اس آسمان کی طرح ہے جو ہر چیز پر سایہ کرتا ہے اور اس بارش کی طرح ہے جو ہر چیز کو سیراب کرتی

Marfat.com

ہے۔" [۴]

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ تصوف درحقیقت اس "مقام احسان" کی تفسیر ہے جو مقام شہود و اعیان سے عبارت ہے، جب کہ اصطلاحات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی، یقیناً عبرت، حقیقت و جوہر میں ہوتی ہے۔ لہٰذا جب ظاہر کی اصلاح ضروری ٹھہری تو باطن کی اصلاح اس سے بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نظر کرنے کی جگہ ہے اور جب بندے کے باطن، اس کی سیرت اور اس کے دل کی اصلاح اصلِ دین ہوئی، تو یہی تصوف ہے جو دلوں کی اصلاح سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہے۔

Marfat.com

باب نمبر ۳

اسلامی تصوف کے سرچشمے

قرآنِ کریم اور سنت نبوی ﷺ

صوفی سلاسل وطرق جو اکابر اولیاء کی طرف منسوب ہیں (قطع نظر اس کے کہ اُن کے ساتھ جعلی، مکار، بے وقوف اور خارج از دین لوگ چمٹے ہوئے ہیں) یہ حقیقت میں ہمہ گیر اسلامی منہج کی تطبیق کے عملی مدارس ہیں خواہ عقیدہ ہو، شریعت ہو، سلوک ہو، تحریک ہو، یا زندہ رنگ ہوں، یہ ان طرق و مناہج کی تعبیر ہیں جن پر روشن وتابناک اسلامی قرون میں صحابہ کرام اور تابعین عظام تھے، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سلوک، احکامِ شریعت کی طرف عملی تطبیق اور بہترین نصیحت کے ذریعے دعوت دی۔

یہاں ہم ائمہ تصوف کے چند اقوال وآراء نقل کر رہے ہیں جن میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس پر وہ حضرات کاربند تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ان میں اس حقیقی دین کا ذکر ہے جس کا وہ اپنے آپ کو پابند سمجھتے اور اس کی طرف اپنے مریدین و پیروکاروں کو بلاتے تھے چنانچہ:

1: ابوالفیض ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے کہا: کلام (تصوف) کا دارومدار چار چیزوں پر ہے۔ ''جلیل سے محبت، قلیل سے نفرت، تنزیل کی اتباع، تحویل کا خوف'' [۵]

یہاں قلیل سے مراد ''ماقل'' دنیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''قل متاع الدنیا قلیل'' ''اے محبوب ﷺ فرمادو! دنیا کا مال ومتاع کم ہے۔ اور یہی دوسرا معنی زیادہ راجح ہے۔

2: ابوالحسن سری بن مغلس سقطی رحمہ اللہ [28] نے کہا: ''تصوف تین مفاہیم کا نام ہے:

۱) اس کی معرفت کا نور اس کے تقویٰ کے نور کو نہیں بجھاتا،

Marfat.com

۲) وہ کسی ایسے باطنی علم سے کلام نہیں کرتا جو ظاہر کتاب یا ظاہر سنت کے خلاف ہو

۳) اور وہ محرماتِ خداوندی کے پردوں کی پردہ دری پر آمادہ نہیں کرتا۔[٦]

3: ابو یزید طیفور بن عیسیٰ بسطامی[29] رحمہ اللہ نے کہا: ''اگر تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جسے کرامات سے نوازا گیا یہاں تک کہ وہ ہوا میں اُڑتا ہے تو اس سے مرعوب نہ ہوں قبل اس کے کہ اس کو دیکھ لو کہ وہ اوامر، نواہی، محافظت حدود اور اداء شریعت کا کس حد تک پابند ہے۔''[٧]

4: ابو الحسن احمد بن حواری[30] رحمہ اللہ نے کہا: ''جس نے کوئی کام سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر کیا تو وہ کام باطل ہے''[٨]

5: ابو حفص حداد[31] رحمہ اللہ نے کہا: ''جو شخص اپنے احوال و افعال کو ہر وقت کتاب و سنت کے ساتھ تولتا نہیں اور نہ ہی اپنے دل میں ان کا اہتمام کرتا ہے تو اسے صوفیہ کرام کے گروہ میں شمار نہ کیا جائے۔''[٩]

6: ابو القاسم جنید بن محمد بغدادی رحمہ اللہ نے کہا: ''جس شخص نے قرآن حکیم کو یاد اور حدیث نبوی کو لکھا نہیں، اس کی اس معاملے میں اقتداء نہ کی جائے کیونکہ ہمارا یہ علم کتاب و سنت کے ساتھ مقید ہے''[١٠]

7: ابو الحسین احمد بن محمد نوری[32] رحمہ اللہ نے کہا: ''جس شخص کو تو دیکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی حالت کا دعویدار ہے جو اسے شرعی علم کی حد سے نکالتی ہے تو تو اس کے مَت قریب ہو۔''[١١]

8: ابو سعید احمد بن عیسیٰ خراز[33] رحمہ اللہ نے کہا ''ہر ایسا باطن جس کا ظاہر مخالف ہو تو وہ باطل ہے۔''[١٢]

9: ابو العباس احمد بن محمد بن عطاء اللہ سکندری[34] رحمہ اللہ نے کہا: ''جس شخص نے اپنے نفس کو آدابِ شریعت کا پابند بنایا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نورِ معرفت سے منور فرما دیتا ہے اور کوئی مقام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر، افعال اور اخلاق میں متابعت سے زیادہ شرف والا نہیں ہے۔''[١٣]

10: ابو حمزہ بغدادی بزار رحمہ اللہ نے کہا: ''جس شخص نے طریق حق کو پہچان لیا تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کا سلوک آسان کر دیتا ہے اور طریق حق کی دلیل صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کے احوال، افعال اور اقوال میں مکمل طور پر متابعت ہے۔''[١٤]

Marfat.com

11: امام عبداللہ بن علوی حداد باعلوی حسینی رحمہ اللہ نے اپنے بڑے تائی قصیدے میں کہا:

1: وما فی طریق القوم بدأ ولا انتهاء مخالفة للشرع فاسمع وانصت
2: وخل مقامات الذین تخبطوا ولاتک الا مع کتاب وسنة
3: فثم الهدی والنور والأمن من ردی ومن بدعة تخشی وزیغ وفتنة
4: ومتبعو حکم الکتاب وسنة هم المفلحون الفائزون بجنة
5: علیهم من الرحمٰن رضوانه الذی هو النعمة العظمی وأکبر منة
6: ومن حاد عن علم الکتب وسنة فبشره فی الدنیا بخزی وذلة
7: وبشره فی العقبی بسکنی جهنم وحرمان جنات الخلود ورؤیة

اس قوم صوفیہ کے طریقے کی نہ ابتداء اور نہ ہی انتہاء ہے، جو راستہ شریعت کے مخالف ہو اسے سنو اور غور کرو، اور بصیرت سے عاری لوگوں کے راستوں کو چھوڑ دو، صرف کتاب وسنت کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس کے بعد خوفناک بدعت، ہلاکت، کھوٹ اور فتنے سے نجات، نور اور امن ہے، جو لوگ کتاب وسنت کے حکم کو بجالانے والے ہیں، وہی فلاح پانے والے اور جنت میں کامیاب ہونے والے ہیں، انہی پر رحمٰن کی طرف سے وہ رضوان ہے جو عظیم نعمت اور بڑا احسان ہے۔ جس شخص نے کتاب وسنت کے علم سے روگردانی کی، تو اسے دنیا میں ذلت ورسوائی کی خوشخبری دے، اور آخرت میں جہنم میں ٹھکانے اور ہمیشہ کی جنتوں اور رویت باری تعالیٰ کی محرومی کی بشارت سنا۔

شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے فتاوی ''علم السلوک'' میں صوفیہ کرام کے کتاب وسنت کو اپنانے کے حوالے سے کہتے ہیں: ''شیخ عبدالقادر [35] رحمہ اللہ اور آپ کے دور کے دوسرے مشائخ نے شریعت اور امر ونہی کے التزام کا حکم دیا تھا اور انہیں ذوق وتقدیر پر مقدم گردانا تھا، آپ کا شمار ان عظیم مشائخ میں ہوتا تھا جنہوں نے ذاتی خواہش اور ارادہ کو ترک کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ ارادے میں غلطی اس حیثیت سے کہ وہ ارادہ ہے تو وہ اسی طرف سے واقع ہوتی ہے، جبکہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ سالک کو حکم دیتے تھے کہ اس کا اپنا کوئی ذاتی ارادہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کا ارادہ وہی ہونا چاہیے جو اس کے رب کا ارادہ ہے، یا وہ اس وقت شرعی ارادہ متصور ہوگا اگر یہ اس کے لئے واضح ہو جائے، وگرنہ اسے تقدیر کے ارادے کا پابند ہونا پڑے گا، پھر وہ یا تو رب کے ساتھ ہوگا یا اس کی مخلوق کے ساتھ، جبکہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخلوق وحکم ہے اور یقیناً یہی شرعی طریقہ ہے۔'' [۱۵]

Marfat.com

باب نمبر۴

اہل تصوف کا عقیدہ

صوفیہ کرام پر بعض ہم عصر مخالفین یہ الزام لگاتے ہیں کہ ان کے عقائد اہل السنّت والجماعت کے خلاف ہیں، چنانچہ عظیم صوفی شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "الأنوار القدسیة فی معرفة قواعد الصوفیة" میں جو صوفیہ کرام کے عقائد کی تفصیل بیان کرتے ہیں، اس کی رُو سے واضح ہوتا ہے کہ وہ کلی طور پر کتاب وسنت کے موافق اور سلف صالحین اہل السنّت والجماعت کے مطابق ہیں۔

قومِ صوفیہ کے عقائد اور اہل سنت:

قومِ صوفیہ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے، معبود ہے، اس کا کوئی ثانی نہیں ہے، بیوی اور بچے سے پاک ہے، بادشاہی کا مالک ہے، اس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اس کا صانع ہے، اس کے ساتھ اس حوالے سے کوئی مدبر نہیں ہے، خود بخود موجود ہے، اپنی ایجاد میں کسی موجود کا محتاج نہیں ہے، بلکہ ہر موجود چیز اپنے وجود میں اس کی محتاج ہے، تمام کائنات اسی کی وجہ سے موجود ہے، اللہ تعالیٰ بذاتہ موجود ہے، اس کے وجود کی نہ کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی اس کی بقاء کی کوئی انتہاء ہے، بلکہ اس کا وجود مطلق ومستمر ہے۔ خود بخود قائم ہے، خود مختار ہے، کسی جوہر کی وجہ سے نہیں ہے کہ اس کے لئے جگہ کا سوچا جائے اور نہ ہی عرض کے مرہونِ منت ہے کہ اس پر بقاء محال ہو، اور نہ جسم کا محتاج ہے کہ اس کا کنارہ اور سایہ ہو، کناروں اور گوشوں سے پاک ہے، قلوب وبصیرت کے ذریعے نظر آنے والا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر متمکن ہوا، جس طرح اس نے فرمایا [۱۶]، اور اس مفہوم پر جس کا اس نے ارادہ کیا اسی طرح عرش اور اس کے اردگرد متمکن ہوا۔"[۱۷]

Marfat.com

اسی کی دنیا اور اسی کی آخرت ہے، اس کی عقلی مثل نہیں ہے اور نہ ہی عقول نے اس کی خبر دی، زمان اس کو گھیر نہیں سکتا اور نہ مکان اس کا احاطہ کر سکتا ہے، اسی نے زمان و مکان کو تخلیق کیا اور کہا میں وہ واحد اور زندہ ہوں جسے مخلوق کی نگرانی نہیں تھکاتی، وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کو مصنوعی اشیاء کی کوئی صفت لاحق نہیں ہوتی، حوادث کے حلول سے پاک ہے خواہ وہ اس سے پہلے ہوں، یا وہ اس سے پہلے ہو، بلکہ کہا جاتا ہے کہ وہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی، کیونکہ قبل و بعد اس زمان کے صیغے ہیں، جنہیں اس نے خود ایجاد کیا، لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ پر اس چیز کا اطلاق نہیں کر سکتے جس کا اس نے اپنے اوپر اطلاق نہیں کیا، اس لئے کہ اس نے اپنے اوپر درج ذیل اشیاء کا اطلاق کیا، وہ اوّل و آخر ہے نہ کہ قبل و بعد، وہ ہر چیز کا نگہبان ہے اسے نیند نہیں آتی۔ وہ بڑا غالب ہے، اس کی طرح کوئی خواہش نہیں کر سکتا۔ وہ بہت زیادہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ اس نے عرش کو پیدا کیا اور بالکل برابر کر دیا۔ اس نے کرسی کو بنایا اور اسے زمین و آسمان پر پھیلا دیا، اس نے لوح اور قلم اعلیٰ کو ایجاد کیا، اور اسے مخلوق میں روز آخرت تک کاتب کی حیثیت دے دی۔ اس نے تمام عالم کو بغیر کسی سابقہ مثال کے پیدا کیا اور مخلوق کو بنایا اور اس کی بنائی ہوئی تمام اشیاء بہتر بنائی گئی ہیں۔ اس نے ارواح کو پُر امن طریقے سے خیالی شکلوں میں اتارا اور ان شکلوں کو جن کی طرف ارواح کو اتارا تھا، انہیں زمین پر مخلوق بنایا اور ان کے لئے زمین و آسمان کی تمام اشیاء کو مسخر کر دیا، لہٰذا کوئی قطرہ اس کی مرضی کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا، اس نے تمام اشیاء کو اپنی ضرورت کے بغیر بنایا اور ان کے بنانے کا کوئی موجب بھی نہیں تھا لیکن ان کا علم ان پر سبقت اختیار کر گیا تو مخلوق کا بنانا ضروری ہوا۔

تو وہی:

"اَلاَوَّلُ وَالآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيمٌ"

اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے، اس نے ہر چیز کو علم سے گھیر لیا اور ہر چیز کی تعداد کو شمار کر لیا، رازوں کو جاننے والا اور انہیں مخفی رکھنے والا ہے، خیانت کرنے والی آنکھیں اور دلوں کے چھپے بھید اسکے علم میں ہیں اور وہ انہیں کیسے نہ جانے کیونکہ اس نے انہیں پیدا کیا: "اَلاَيَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ط وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ" (سورۃ الملک، آیت نمبر ۱۴)۔ سنو! وہ اپنی تمام پیدا کردہ اشیاء کو جانتا ہے اور وہ نہایت باریک بین اور بہت خبردار ہے، اس کے پاس اشیاء کا علم ان کے وجود سے قبل تھا اور اس کے بعد اس نے انہیں اپنے علم کے حساب سے پیدا کیا، لہٰذا اس

Marfat.com

کے پاس اشیاء کا علم ازل سے تھا، اس کے علم کا ظہور و تجدد، اشیاء کے ظہور پر منحصر نہیں ہے، اس نے اشیاء کو مستحکم کیا، وہ قطعی طور پر کلیات و جزئیات کا علم رکھتا ہے، وہ ظاہر و باطن کا علم رکھتا ہے، وہ ان تمام اشیاء سے بلند و پاک ہے جن کو وہ اس کا شریک گردانتے ہیں، جس کا ارادہ کرتا ہے اسے کرتا ہے اور وہ کائنات کو عالم ارض و سما میں جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کسی چیز کی ایجاد کے ساتھ متعلق نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ اس کا ارادہ کرے، اسی طرح اللہ تعالیٰ اس کو ایجاد نہیں کرتا، یہاں تک کہ اس کا علم حاصل کر لے کیونکہ یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرے اور اس کا اسے علم نہ ہو، یا وہ اس منتخب کام کو کرے جس کا وہ ارادہ نہیں رکھتا، اسی طرح یہ بھی محال ہے کہ یہ حقائق کسی زندہ کے بغیر ہوں، جس طرح یہ بھی محال ہے کہ صفات بغیر موصوف کی ذات کے قائم ہوں۔

لہٰذا وجود میں نہ کوئی طاعت اور نہ ہی عصیان، نہ نفع نہ نقصان، نہ غلامی نہ آزادی، نہ ٹھنڈک نہ گرمی، نہ زندگی نہ موت، نہ حصول نہ فوت، نہ دن نہ رات، نہ اعتدال نہ میلان، نہ خشکی نہ تری، نہ جفت نہ طاق، نہ جوہر نہ عرض، نہ صحت نہ مرض، نہ خوشی نہ غمی، نہ روح نہ جسم، نہ اندھیرا نہ روشنی، نہ زمین نہ آسمان، نہ ترکیب نہ تحلیل، نہ کثیر نہ قلیل، نہ صبح نہ شام، نہ سفیدی نہ سیاہی، نہ بیداری نہ آرام، نہ ظاہر نہ باطن، نہ متحرک نہ ساکن، نہ ترک نہ خشک، نہ چھلکا نہ گودا ہے، تمام مختلف متضاد اور مماثل اشیاء صرف اللہ تعالیٰ کی مراد ہیں، اور کیسے اس کی وہ مراد نہ ہوں جب کہ اس نے انہیں ایجاد کیا ہے ؟ لہٰذا منتخب چیز کیسے موجود ہو سکتی ہے، جس کا ارادہ نہ کیا گیا ہو؟ نہ اس کے حکم کو کوئی رد کرنیوالا ہے اور نہ اس کو کوئی ٹالنے والا ہے۔ جسے چاہتا ہے بادشاہی دیتا ہے، جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے، جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، جو وہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

اگر تمام مخلوق کسی ایسی چیز کا ارادہ کر لے جسے اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تو وہ اس کو نہیں چاہ سکتے یا کسی ایسی چیز کے کرنے کا ارادہ کریں جس کی ایجاد کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا تو وہ اس کے کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے اور وہ اس سے اس پر زیادہ قدرت نہیں رکھتے۔

لہٰذا کفر، ایمان، طاعت اور عدم اس کی مثبت حکمت و ارادہ سے مقید ہے، اللہ تعالیٰ ہمیشہ ازل سے اس ارادے کے ساتھ متصف رہا ہے جبکہ پورا عالم معدوم تھا، بعد ازیں اس نے پورے عالم کو بغیر

Marfat.com

کسی تفکر و تدبر کے پیدا کیا، بلکہ اسے اپنے سابقہ علم سے ایجاد کیا، حتیٰ ازلی ارادے کی تعیین کہ اس نے زمان، مکان، اکوان اور الوان کو ایجاد کیا تو یہ درحقیقت اس کے علاوہ ان کے وجود کا کوئی ارادہ کرنے والا نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ'' (سورۃ الدھر، آیت نمبر ۳۰)۔ اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے جس طرح جانا اسی طرح پیدا کیا اور جس طرح ارادہ کیا اسے مخصوص کیا، جس طرح اندازہ لگایا اسے ایجاد کیا، اسی طرح اس نے ہر متحرک و ہر ساکن کو سُنا اور دیکھا وہ کائنات میں عالم اسفل و اعلیٰ سے بولا، دوری اس کی سماعت میں رکاوٹ نہیں بن سکتی لہٰذا وہ قریب ہے اور قربت اس کی بصارت کو محدود نہیں کر سکتی لہٰذا وہ بعید ہے دل کی بات دل میں اور مخفی چھونے کی آواز چھونے کے وقت سنتا ہے، سیاہی کو اندھیرے میں اور پانی کو پانی میں دیکھتا ہے، امتزاج ، اندھیرے اور روشنی، اس کے لئے رکاوٹ کا باعث نہیں ہیں، وہ بہت زیادہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کلام کیا، نہ ہی سابقہ خاموشی اور نہ ہی وہمی سکوت سے، قدیم ازلی کلام کے ساتھ، اپنی تمام دوسری صفات، علم، ارادہ، قدرت کی طرح، اس سے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کلام کا شرف حاصل کیا، یہ نام تنزیل، زبور، تورات، انجیل اور قرآن نے بغیر کسی تشبیہ و تمثیل کے دیا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام زبان و حلق کے کوے کے بغیر ہے، جس طرح اس کی سماعت کانوں و پردوں کے بغیر ہے، اسی طرح اس کی بصارت آنکھوں و پپوٹوں کے بغیر ہے، جس طرح اس کا ارادہ دل و جوف کے بغیر ہے، اسی طرح اس کا علم اضطرار و برھان میں نظر کے بغیر ہے، جس طرح اس کی زندگی، دل کے سوراخ کی اس بھانپ کے بغیر ہے جو ارکان کے امتزاج سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کی ذات کمی و بیشی کو قبول نہیں کرتی۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ اختیاری دوری سے پاک ہے، عظیم بادشاہ ہے، بہت احسان فرمانے والا ہے، بہتر سلوک فرمانے والا ہے، ہر چیز اس کے علاوہ اپنے وجود کے حوالے سے اس سے فیض پانے والی ہے، اس کا فضل و عدل کشادہ و محدود ہے، اس نے عالم کی ایجاد کو مکمل کیا جبکہ اس کی ایجاد و اختراع کے وقت اس کی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک اور اس کے ساتھ کوئی مدبر نہیں تھا۔ اگر وہ انعام و اکرام سے نواز دے تو بندے کے لئے بہت بہتر، اور یہ اس کا فضل ہوگا اور اگر عذاب کے ذریعے آزمائے تو یہ اس کا عدل ہوگا، بادشاہی میں کوئی دوسرا تصرف نہیں کر سکتا، اس لئے کہ وہ ظلم و زیادتی

Marfat.com

کا مرتکب ہوگا، اس کے علاوہ کوئی حکم نہیں چلا سکتا اس لئے کہ وہ اس کی اور خوف کی وجہ سے جبر کے ساتھ متصف ہوگا۔ اس کے علاوہ ہر ایک اس کے قہر کی بادشاہی کے ماتحت اور اس کے ارادے وامر سے تصرف کرنے والا ہے۔ وہ مکلف بندوں کے دلوں میں تقویٰ و فجور کا الہام فرمانے والا ہے، (یعنی وہ تقویٰ پر عمل کریں اور فجور سے اجتناب کریں یا ان پر ان کے اعمال کے علم کی بناء پر حجت قائم ہو) وہ جس سے چاہے اس کی برائیوں سے یہاں یا بروز قیامت تجاوز فرمانے والا ہے، نہ اس کا فضل اس کے عدل کے متعارض ہوگا اور نہ عدل اس کے فضل کے کیونکہ اس کی جملہ صفات قدیم اور حدوث سے پاک ہیں۔

اس نے عالم کو دو مٹھیوں میں نکالا اور ان کے لئے دو مقام ایجاد کئے، اس کے بعد کہا: یہ جنتی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور یہ دوزخی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں، [۱۸] اس پر کسی نے اس وقت کوئی اعتراض نہیں کیا کیونکہ اس وقت کوئی موجود نہیں تھا، لہٰذا تمام چیزیں اس کے اسماء تصرف کے ماتحت ہیں، ایک مٹھی اس کی بلاء کے اسماء کے ماتحت ہے جبکہ دوسری اس کی نعمتوں کے اسماء کے ماتحت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ تمام عالم خوش بخت ہو تو ہوتا یا بد بخت، تو اس میں کوئی عظمت نہ ہوتی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا ارادہ کیا، لہٰذا وہ اس طرح ہو گیا جس طرح اس نے چاہا، تو ان میں کچھ بد بخت ہیں اور اسی طرح ان میں کچھ خوش بخت ہیں یہاں دنیا میں اور یوم آخرت میں بھی، لہٰذا قدیم چیز پر نئی راہ کا کوئی حل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث جس میں نماز کو فرض فرمایا، فرمایا: ''ھی خمس وھی خمسون'' وہ پانچ ہیں، اور وہ پچاس ہیں۔ ''مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ'' (سورۃ ق، آیہ نمبر ۲۹)

میرے ہاں بات بدلتی نہیں اور میں بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہوں، یعنی اپنے ملک میں اپنے تصرف میں اور اپنے ملک میں اپنی خواہش کے مطابق وہ ذات نافذ کرتی ہے۔

یہ ایک ایسی حقیقت کی بناء پر ہے جس سے آنکھیں نابینا ہیں اور افکار وضمائر اس کی تعبیر سے عاجز ہیں مگر بخشش خداوندی اور وجود رحمانی سے اس شخص کے لئے جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں منتخب کر لے، یہ چیز اسکی حضرت شہود میں پہلے آ گئی تھی، اس نے جان لیا تھا جب اس نے علم دیا کہ الوہیت نے یہ تقسیم دی ہے اور یہ چیز قدیم کے دقائق میں سے ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ پاک ہے اس سے کہ کوئی اس کے علاوہ فاعل ہے اور کوئی اس کے علاوہ خود بخود موجود ہے؟ ''وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ''

Marfat.com

(سورۃ الصافات، آیت نمبر ۹۶) اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا، اور '' لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَہُمْ یُسْئَلُوْنَ '' (سورۃ الأنبیاء، آیت نمبر ۲۳) اس سے نہیں پوچھا جاتا اور ان سب سے پوچھا جائے گا۔ اور قُلْ فَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْبَالِغَۃُ ج فَلَوْشَآءَ لَھَدٰکُمْ اَجْمَعِیْنَ '' (سورۃ الأنعام، آیۃ نمبر ۱۴۹) تم فرماؤ! تو اللہ تعالیٰ ہی کی حجت پوری ہے، وہ اگر چاہتا تو تم سب کو ہدایت دیتا۔

جس طرح ہم نے اللہ تعالیٰ کیلئے وحدانیت اور ان عالی صفات کی جن کا وہ مستحق ہے گواہی دی، اسی طرح ہم اپنے سردار اور آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تمام مخلوق کی طرف خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے کی حیثیت سے گواہی دیتے ہیں۔ '' وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا '' (سورۃ الأحزاب، آیت نمبر ۴۶)

اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والا، اس کے حکم سے اور چمکا دینے والا آفتاب۔

یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی طرف سے جملہ نازل کردہ اشیاء کو پہنچا دیا۔ اس کی امانت کو چکا دیا اور امت کی خیر خواہی کی، بے شک یہ چیز ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے ماننے والے جملہ حاضرین سے خطاب کیا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا، ڈرایا، خوف دلایا، ترغیب سے کام لیا، ترہیب دی، نرمی کی، سختی سے کام کیا، ایک ایک کر کے نصیحت کی اللہ بے نیاز و واحد کی اجازت سے پھر اس کے بعد آخر میں فرمایا۔ '' ألا ھل بلغت ''؟ خبردار ! کیا میں نے پہنچا دیا؟ تو سب نے عرض کی۔ '' قد بلغت یا رسول اللہ '' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً آپ نے پہنچا دیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا، اللھم فاشھد '' [۱۹] اے اللہ! پس تو گواہ ہو جا۔

اور ہم ایمان لائے ہیں ان سب چیزوں پر جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے، چاہے ہم نے ان کو جانا یا نہ جانا، لہٰذا وہ چیزیں جنہیں ہم نے جانا اور ان پر تحقیق کی، جنہیں آپ لائے اور ثابت کیا، ان میں سے ایک موت ہے جس کا وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر ہے جب وہ آئے گا تو مؤخر نہیں ہوگی، اور اس پر بھی ہم بغیر کسی شک وشبہ کے ایمان رکھنے والے ہیں جس طرح ہم اس بات پر بھی ایمان لائے، اقرار کیا اور تصدیق کی کہ قبر میں منکر نکیر کے سوالات، عذاب قبر، قبروں سے اٹھنا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا، حوض، میزان، اعمال ناموں کا پھیلایا جانا، صراط مستقیم، جنت، دوزخ، ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں، یہ تمام چیزیں برحق ہیں، اسی طرح ایک گروہ پر اس دن کا کرب، دوسرے پر بڑے خوف کا طاری نہ ہونا، مصطفیٰ کریم کی شفاعت، انبیاء، ملائکہ،

Marfat.com

صالحین کی شفاعت اور ارحم الراحمین کی شفاعت وغیرہ برحق ہیں۔ لہٰذا اس کے اسماء رحمت و شفقت، اس کے اسماء جبروت، انتقام اور عدل کے ہاں سفارش کریں گے۔ اور جس طرح ہم ایمان رکھتے ہیں کہ دوزخیوں جیسے فرعون وغیرہ کا ایمان غیر مقبول وغیر نافع ہے، اسی طرح موحدین اہل کبائر جماعت کا دوزخ میں داخل ہونا اور شفاعت کی وجہ سے باہر آنا برحق ہے اور وہ سب کچھ جسے کتابیں اور رسل اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں یقینی طور پر برحق ہے۔ اور اسی طرح ہم ایمان رکھتے ہیں کہ مومنین کا جنت میں اور کافرین و مشرکین کا جہنم میں ہمیشہ رہنا برحق ہے۔

لہٰذا یہ پوری قوم صوفیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عقیدہ ہے، اسی پر ہم زندہ ہیں اور اسی پر مریں گے۔ اسی طرح ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے فضل سے اس ایمان کے ساتھ نفع دے اور اسی پر ہمیں موت کے وقت آخرت تک برقرار رکھے اور ہمیں دارِ کرامت ورضوان میں جگہ دے اور جہنم سے دور رکھے اور ہمیں اس جماعت کا حصہ بنائے جو اپنا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں لے گی اور جو حوضِ کوثر پر حاضر ہوگی جس کا نام مقام ''ریّان'' ہے اور وہ جس کے میزان کو احسان سے راجح قرار دیا جائے گا اور وہ جس کے قدموں کو صراطِ مستقیم پر ثابت رکھا جائے گا۔ یقیناً وہ احسان فرمانے والا اور نعمتیں عطا کرنیوالا ہے، تو قبول فرما، اے اللہ! تو قبول فرما، اے اللہ! اپنے عظیم فضل اور اپنے رسولِ رحمت کے طفیل تمام مومنین کو محفوظ و مامون رکھ۔ '' حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِينَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُولُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ '' (سورۃ التوبۃ، آیت نمبر ۵۹) اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے، اب اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول ہمیں دیتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف راغب ہیں۔

لہٰذا اے میرے بھائی! اس عقیدے پر غور کر، بے شک یہ عظیم الشان عقیدہ ہے اور اگر تو اسے دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ قبول کرلے تو تیرے لئے بہت بہتر ہے، اللہ تعالیٰ ہی تجھے بہتر ہدایت دینے والا اور تیری رعایت فرمانے والا ہے، صرف وہی آپ کا متولی ہے۔

یہ اہل تصوف کا عقیدہ ہے جس طرح اسے عظیم صوفی شیخ عبدالوہاب شعرانی (صاحب مؤلفات کثیرہ در علم تصوف) نے بیان کیا ہے، اور جب اس پر کوئی انصاف پسند شخص غور کرتا ہے تو اسے مکمل طور پر سوادِ اعظم اہل السنّت والجماعت کے مطابق یا اس جیسا پاتا ہے جسے امام طحاوی[36]، حجۃ الاسلام امام غزالی[37] اور آخر میں امام عبداللہ بن علوی حدّاد حضرمی حسینی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

Marfat.com

وغیرہ نے واضح کیا ہے۔

اشاعرہ[۲۰] علماء اور ان کے اعلام ہدایت:

صوفیہ کے گذشتہ عقیدے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ غالباً اشاعرہ علماء اور ان کے اعلام ہدایت کا عقیدہ ہے، تو لہٰذا ہمیں جاننا چاہیے کہ اشاعرہ کون ہیں؟

چنانچہ اس حوالے سے شیخ علامہ سید محمد علوی مالکی کہتے ہیں: مسلمانوں کی کثیر تعداد اشاعرہ، مذہب اشاعرہ، ان کے عقیدے اور ان کے مسلک سے ناواقف ہے اور کچھ تو انہیں گمراہ یا خارج از دین قرار دیتے ہوئے احتیاط نہیں برتتے اور مذہب اشاعرہ سے یہی عدم واقفیت اہل سنت کی وحدت اور ان کی اجتماعیت کے پارہ پارہ کرنے کا سبب ہے، یہاں تک کہ گمراہ فرقوں سے کچھ لوگوں نے اشاعرہ کے مذہب کو اپنا لیا، جبکہ میں نہیں جانتا کہ کس طرح اہل ایمان اور اہل ضلال کو ملا دیا گیا؟ اور اہل سنت اور غالی معتزلہ، جو جہمی ہیں، انہیں کیسے ایک تصور کر لیا گیا؟ ''اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کَالۡمُجۡرِمِیۡنَ ☆ مَالَکُمۡ کَیۡفَ تَحۡکُمُوۡنَ'' (سورۃ القلم، آیت نمبر ۳۵،۳۶) کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کے برابر کر دیں گے؟ تم کو کیا ہوا تم کیا فیصلہ کرتے ہو؟

اشاعرہ علمائے دین میں وہ ائمہ ہیں، جن کے علم نے مشرق و مغرب کو بھر دیا، جن کے علم و فضل کا تمام لوگوں نے اعتراف کیا، وہی اہل السنّت والجماعت کے عظیم اور فاضل علماء ہیں جو معتزلہ کی طغیانی کے سامنے کھڑے ہوئے، یقیناً وہ محدثین، فقہاء اور علمائے دین متین ہیں جن میں کچھ یہ ہیں:

1: صاحب کتاب ''فتح الباری علی شرح البخاری'' بالاتفاق شیخ المحدثین (ان کی کتاب سے کوئی عالم بے نیاز نہیں ہو سکتا)، شیخ الاسلام احمد بن حجر عسقلانی، اشعری المذہب ہیں

2: صاحبِ کتاب: ''شرح صحیح مسلم'' اور صاحب تصنیفات مشہورہ، علماء اہل السنّت کے شیخ امام نووی، اشعری المذہب ہیں۔

3: صاحب کتابِ تفسیر: 'الجامع لأحکام القرآن'' شیخ المفسرین امام قرطبی، اشعری المذہب ہیں۔

4: صاحبِ کتاب: ''الزواجر عن اقتراف الکبائر''، شیخ الاسلام ابن

Marfat.com

حجر ہیثمی ،اشعری المذہب ہیں۔

5: شیخ الفقہ والحدیث حجۃ الاسلام امام زکریا انصاری،اشعری المذہب ہیں۔

6: صاحب تفسیر ''نسفی'' امام نسفی، اشعری المذہب ہیں۔

7: امام شربینی،اشعری المذہب ہیں۔

8: صاحب تفسیر ''البحر المحیط'' ابوحیان توحیدی،اشعری المذہب ہیں۔

9: صاحب ''التسھیل فی علوم التنزیل''،امام ابن جزی،اشعری المذہب ہیں

10: صاحب ''تفسیر ابن الکثیر'' امام ابن کثیر،اشعری المذہب ہیں۔

11: امام شوکانی،اشعری المذہب ہیں۔

12: صاحبِ تفسیر امام ابن عطیہ،اشعری المذہب ہیں۔

یہ تمام علماء کرام اشاعرہ مذہب کے ائمہ ہیں اور اگر ہم ان تمام اشاعرہ علماء، محدثین ،فقہاء اور مفسرین ائمہ کو شمار کرنا چاہیں تو ایک تو یہ جگہ تنگ پڑ جائے گی اور دوسرا ان فاضل علماء کے ذکر کے لئے جن کے علم نے مشرق ومغرب کو بھر دیا، کئی جلدوں کی ضرورت ہوگی۔ یقیناً ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم ان اصحاب علم کی طرف اچھائی کی نسبت کریں اور ان کے علم وفضل کو پہچانیں کیونکہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کی خدمت کی، ہم سے کس بہتری کی توقع کی جاسکتی ہے اگر ہم ان علماء اور اسلاف کی اضافت گمراہی اور ضلالت کی طرف کریں؟ پھر کس طرح ہمارے لئے ممکن ہوگا کہ ہم ان کے علم وفضل سے استفادہ کریں؟

میں کہتا ہوں! کیا عصرِ حاضر میں ایسے ڈاکٹر و عبقری شخصیات موجود ہیں جنہوں نے شیخ الاسلام ابنِ حجر عسقلانی اور امام نووی وغیرہ کی طرح سنتِ نبوی ا کی خدمت کی ہو؟ لہٰذا کیسے ہم ان اور باقی اشاعرہ کی گمراہی کی طرف اضافت کرتے ہیں جبکہ ہمیں ان کے علوم وفنون کی انتہائی سخت ضرورت ہے؟ اور اگر وہ گمراہ تھے تو کس طرح ہم ان سے علوم میں استفادہ کرسکیں گے؟ یقیناً امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: '' ان العلم دین فانظروا عمن تأخذون دینکم ''[۲۱] یقیناً علم دین ہے لہٰذا تم دیکھو کہ کن سے تم اپنا دین لے رہے ہو۔

کیا مخالف کے لئے یہ کہنا کافی نہیں تھا کہ: ان حضرات نے اجتہاد کیا تو صفات کی تاویل میں غلطی کی اور بہتر یہ تھا کہ وہ اس مسلک پر نہ چلتے اس کے برعکس کہ وہ ان پر گمراہی و بے راہ روی کا فتویٰ

Marfat.com

لگائیں اور ان پر ناراض ہوں جو انہیں اہل سنت میں شمار کرتے ہیں؟ کیونکہ امام نووی، عسقلانی، قرطبی، فخر رازی، ہیثمی اور زکریا انصاری وغیرہ جیسے عظیم علماء اور نوابغ جب اہل سنت میں نہیں ہیں تو پھر اس وقت کون اہلسنت ہیں؟

میں پورے اخلاص سے ان تمام علماء اور مبلغین دعوتِ اسلامی کو دعوت دیتا ہوں کہ امت محمدیہ ﷺ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور بالخصوص اس کے ان عظیم علماء اور جلیل فقہاء کے متعلق، ہم میں کوئی اچھائی نہیں ہوگی جب ہم ان کی قدر و منزلت کو نہیں پہچانیں گے۔ (مفاہیم یجب أن تصحح[۲۲] ص ۳۸، ۳۹، ۴۰)

جبکہ امام محی الدین نووی[38] (ت: ۶۷۶ھ) اپنے رسالے: "المقاصد السبعة فی أصول طریق التصوف" میں کہتے ہیں کہ طریق تصوف کے پانچ اصول ہیں:

1: ظاہر وغیب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا

2: اقوال وافعال میں سنتِ نبوی ﷺ کی اتباع کرنا۔

3: سامنے و پیٹھ پیچھے مخلوق سے اعراض کرنا۔

4: قلیل وکثیر میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا۔

5: خوشحالی وتنگدستی میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔

اسی لئے "تقوی" کا ثبوت پرہیز گاری اور "استقامت سنت" کا ثبوت اس کا تحفظ اور حسن، اخلاق، "اعراف" کا ثبوت صبر اور توکل، "اللہ تعالیٰ سے راضی رہنے کا ثبوت" قناعت اور خود سپردگی، "اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا ثبوت" خوشحالی میں اس کا شکر بجالانے اور تنگدستی میں اس کی طرف رجوع کرنے میں ہے۔

جبکہ اس کے اصول پانچ ہیں۔: بلند ہمتی، عزتِ نفس، حسنِ خدمت، عزم مصمم اور تعظیم نعمت لہٰذا جس کی ہمت بلند ہوگی اس کا رتبہ بڑھ جائے گا، جس نے حرماتِ خداوندی کی حفاظت کی ہوگی اللہ تعالیٰ اس کی حرمت کی حفاظت کرے گا، جس کی خدمت بہتر ہوگی اس کی تکریم واجب ہوگی، جس کا عزم پکا ہوگا، اس کی ہدایت دائمی ہوگی اور جس نے نعمت کی تعظیم کی ہوگی گویا اس نے اس کا شکر ادا کیا ہوگا، اور جس نے اس کا شکر ادا کیا ہوگا وہ مزید کا مستحق ٹھہرے گا۔

Marfat.com

معاملات کے اصول پانچ ہیں:

حکم کی تعمیل میں علم کا طلب کرنا، بصیرت کی خاطر مشائخ اور صوفیہ کی صحبت اختیار کرنا، احتیاط کے لئے رخصتوں اور تاویلوں کو ترک کرنا، حاضری کے لئے اوقات کو اوراد کا پابند بنانا اور خواہش سے نکلنے اور مشکل سے محفوظ رہنے کے لئے ہر چیز میں اپنے نفس کو متہم کرنا۔

طلب علم کی آفت: حوادثِ زمانہ کی عقلی، دینی اور وقتی طور پر بغیر کسی اصل وقاعدے کے صحبت اختیار کرنا، صحبت کی آفت: دھوکہ دہی اور فضول چیزیں، رخصتوں اور تاویلوں کو ترک کرنے کی آفت: اپنے نفس پر شفقت کرنا۔[۲۴] اور اپنے نفس کو ملامت کرنے کی آفت: اسکے حسنِ احوال اور اسکی استقامت سے انس کرنا یقیناً اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: ''وَاِنۡ تَعۡدِلۡ کُلَّ عَدۡلٍ لَّا یُؤۡخَذۡ مِنۡهَا''۔ اور یہ کیفیت ہو کہ اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے، تب بھی اس سے نہ لیا جائے گا۔(سورۃ الانعام، آیت نمبر ۷۰)

اور نفس کی بیماریوں کے علاج کی اشیاء کے پانچ اصول ہیں: کھانے اور پینے کی قلت سے معدہ پر تخفیف کرنا، اللہ کی طرف خراب مواقف سے فرار اور اعراض کرتے ہوئے رجوع کرنا، مکمل یکسوئی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے استغفار کا معمول بنانا اور اس شخص کی صحبت اختیار کرنا جو آپ کی اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی کر سکے۔

Marfat.com

باب نمبر ۵

چند کبار علماء کے اقوال

شیخ عبدالقاہر بغدادی رحمہ اللہ نے کہا، ''ابوعبدالرحمٰن سلمی کی کتاب: ''تاریخ الصوفیۃ'' تقریباً ایسے ہزار مشائخ صوفیہ کے حالات پر مشتمل ہے جن میں کوئی ایک بھی اہل اہواء میں نہیں تھا ''

احمد بن زروق [۲۵] رحمہ اللہ نے کہا: ''تصوف کی تعریف، تفسیر اور تشریح ایسی وجوہ کے ساتھ کی گئی ہے جن کی تعداد تقریباً دو ہزار تک پہنچتی ہے، جبکہ وہ ساری کی ساری اس نتیجے پر پہنچتی ہیں کہ تصوف اللہ تعالیٰ کی طرف صدقِ توجہ کا نام ہے اور صدق توجہ اللہ تعالیٰ کی رضاء سے مشروط ہے کیونکہ کوئی مشروط بغیر شرط کے نہیں ہوتا۔'' وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ '' (سورۃ الزمر، آیت نمبر ۷) اور وہ اپنے بندوں کیلئے کفر کو پسند نہیں کرتا۔

تو لہٰذا ایمان کا ثبوت لازم ہے، '' وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ '' (سورۃ الزمر، آیت نمبر ۷) اور اگر تم شکر ادا کرو تو تم سے راضی ہوگا۔ اسی وجہ سے اسلام میں عمل ضروری ہے کیونکہ تصوف ہمیشہ فقہ کے ساتھ ہی ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہری احکام کی معرفت اسی سے ہوتی ہے اور فقہ بھی تصوف کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی طرف صدقِ توجہ سے ہی انجام پاتا ہے اور اسی قبیل سے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ''من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن جمع بینھما فقد تحقق [۲۶]'' جس شخص نے تصوف کو اختیار کیا اور فقہ کو نہ اپنایا تو اس نے یقیناً کفر کا ارتکاب کیا اور جس نے فقہ کو اختیار کیا اور تصوف کو نہیں اپنایا تو اس نے یقیناً گناہ کیا اور جس نے ان دونوں (فقہ و تصوف) کو جمع کیا تو اس نے یقیناً حقیقت کو پالیا۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ نے کہا: ''یقیناً قوم صوفیہ کا طریقہ کتاب وسنت کے ساتھ مستحکم اور انبیاء واصفیاء کے حسنِ اخلاق پر مبنی ہے اور یہ مذموم نہیں ہوتا مگر جس وقت صرف اور صرف صریح

Marfat.com

قرآن یا سنت یا احکام کے مخالف ہو لہذا جب ان کے مخالف نہ ہو تو خلاصہ کلام یہ ہوگا کہ یہ ایک ایسی سوچ ہے جو ایک مسلمان شخص کو عطاء کی گئی، پھر جو شخص چاہے اس پر عمل کرے اور جو چاہے اسے چھوڑ دے جبکہ انکار کی کوئی وجہ نہیں، صرف صوفیہ کو سوءِ ظن اور ریاکاری پر محمول کرنا یہ شرعی طور پہ جائز نہیں ہے۔ البتہ جس نے گہری سوچ سے کام لیا، اس نے جان لیا کہ اہل اللہ کے علوم کچھ بھی شریعت سے خارج نہیں ہیں اور کیسے ان کے علوم شریعت سے خارج ہو سکتے ہیں، شریعت ہی ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف ہر لمحے رسائی کا وسیلہ ہے لیکن ان حضرات کے لئے جن کی اہل طریقت کے ساتھ کوئی شناسائی نہیں ہے کہ علم تصوف عین شریعت ہے کیونکہ جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''علمنا ھذا مقید بالکتاب والسنۃ'' ہمارا یہ علم کتاب وسنت کے ساتھ مقید ہے، اس شخص کی رائے کا رد کرتے ہوئے اپنے زمانے کے یا اس کے علاوہ جو یہ خیال کرے کہ علم تصوف کتاب وسنت سے خارج ہے۔ بے شک قوم صوفیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ شخص آگے جا سکتا ہے جو علم شریعت میں تبحر حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے منطوق، مفہوم، خاص، عام، ناسخ اور منسوخ کا علم رکھتا ہو، ہاں وہ عربی زبان کو بھی اتنا جانتا ہو تاکہ اس کے مجازات واستعارات کو پہچان سکے، اسی وجہ سے ہر صوفی فقیہ تو ہوتا ہے جبکہ اس کا عکس نہیں ہوتا۔

مختصر یہ کہ احوال صوفیہ کا وہ شخص انکار کرتا ہے جسے ان کے احوال کی معرفت نہیں ہوتی، اسلام میں کوئی دور ایسا نہیں تھا کہ اس میں اس گروہ کا کوئی شیخ موجود ہو مگر اس وقت کے علماء وائمہ نے اس شیخ کی اطاعت نہ کی ہو، اس کے ساتھ تواضع سے نہ پیش آئے ہوں اور اس سے برکت حاصل نہ کی ہو کیونکہ اگر اس قوم کی کوئی خوبی یا خصوصیت نہ ہوتی تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا۔'' (الطبقات الکبریٰ، صفحہ ۱۔۴)

شیخ محمد امین کردی نقشبندی رحمہ اللہ نے کہا: ''تصوف کی تعریف یہ ہے کہ وہ ایک ایسا علم ہے جس سے مذموم ومحمود احوال کی معرفت کے ساتھ ساتھ اس کی مذموم سے تطہیر اور محمود کے ساتھ متصف ہونے اور اللہ تعالیٰ کی طرف چلنے، بھاگنے اور سلوک کی کیفیت معلوم کی جاتی ہے۔'' ''فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ''۔ (الذاریات،۵۰)

اور اس کا فائدہ قلوب کی تہذیب، علام الغیوب کی ذوقاً وجداناً معرفت، آخرت میں نجات

Marfat.com

رضائے خداوندی میں کامیابی، ابدی سعادت کا حصول اور دل کی تنویر و تطہیر ہے اس طرح کہ اس پر بڑے بڑے امور منکشف ہو جائیں، عجیب و غریب احوال کا شہود حاصل ہو جائے اور بصیرت سے عاری اشخاص کا مشاہدہ کیا جا سکے۔"

(تنویر القلوب فی معاملۃ علام الغیوب، صفحہ نمبر ۶)

Marfat.com

باب نمبر ۶

اتحاد اور حلول

(حلول اور اتحاد کا محال ہونا)

1: حلول: امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: حلول سے مراد دو چیزیں ہیں جن میں ایک وہ نسبت ہے جو جسم اور اس جگہ کے درمیان ہوتی ہے جس میں وہ ہوتا ہے اور یہ صرف دو جسموں کے درمیان ہی ہوسکتی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ جسمی مفہوم سے بری ہوا، کیونکہ یہ اس کے حوالے سے محال ہے، اور دوسری وہ نسبت ہے جو عرض اور جوہر کے درمیان ہوتی ہے کیونکہ عرض کا وجود جوہر کی مرہونِ منت ہوتا ہے تو کبھی کبھی اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اس میں ایک حالت ہے جبکہ یہ ہر اس چیز کے حوالے سے محال ہے جس کا قیام ذاتی ہوتا ہے تو تُو اس حوالے سے اللہ تعالیٰ کی بات چھوڑ کیونکہ ہر وہ چیز جس کا قیام ذاتی ہوتا ہے۔ اس کے لئے یہ محال ہے کہ وہ اس چیز میں حلول پذیر ہو جس کا قیام کسی دوسری چیز کے رحم وکرم پر ہوتا ہے مگر اس مجاورت کی وساطت سے جو مختلف جسموں کے مابین ہو، لہٰذا دو بندوں کے درمیان حلول کا تصور نہیں کیا جاسکتا تو کیسے رب اور بندے کے درمیان متصور ہوگا؟

2: اتحاد: جبکہ اتحاد، تو اس کا بطلان بھی واضح ہے کیونکہ بقول شخصے کہ بندہ رب ہوگیا ہے، تو یہ کلام اپنی ذات میں متناقض ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اس چیز سے بری ہے کہ انسان اپنے اوپر اس جیسے محاورات کا اطلاق کرے، یہی وجہ ہے کہ کسی شخص کی یہ بات کہ ایک چیز دوسری چیز ہوگئی ہے، یہ کلی طور پر محال ہے اس لئے کہ کہا جاتا ہے۔ ''اذا عقل زید وحدہ وعمر و وحدہ'' یعنی زید اکیلے اور عمرا کیلے باندھ دیئے گئے، پھر کہا گیا کہ زید اور عمرو میں زید عمرو ہوگیا اور اس کا اتحاد ہوگیا، لہٰذا بوقتِ اتحاد دو چیزوں کا ہونا ضروری ہوگا یا تو ان دونوں میں ہر ایک موجود ہوگا یا ہر ایک معدوم ہوگا یا دوسرے

Marfat.com

الفاظ میں زید موجود ہوگا اور عمر معدوم ہوگا یا اس کے برعکس ہوگا، جبکہ ان چاروں سے ہٹ کر اور کوئی قسم ممکن نہیں ہے۔ پھر اگر وہ دونوں موجود ہیں تو ان میں ایک دوسرے کا عین نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک بعینہٖ موجود ہوگا، یقیناً خلاصہ یہ ہے کہ ان دونوں کی جگہ کا اتحاد ہوگیا ہے، لہٰذا یہ چیز اتحاد کو لازم قرار نہیں دیتی کیونکہ علم، ارادہ اور قدرت ایک ذات میں بعض اوقات جمع ہوسکتی ہیں اور ان کی جگہ مختلف نہیں ہوتی اور قدرت نہ ہی علم اور نہ ہی ارادہ ہوسکتی ہے اور یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ ان کا کچھ حصہ دوسرے کے کچھ حصے کے ساتھ متحد ہوجائے۔

اور اگر وہ دونوں معدوم ہیں تو وہ دونوں متحد نہیں ہوسکتے بلکہ معدوم ہوں گے اور شاید کہ حادث کوئی چیز ہے، اور اگر ان میں ایک معدوم اور دوسرا موجود ہے تو کوئی اتحاد نہیں ہوگا کیونکہ موجود کا معدوم کے ساتھ اتحاد نہیں ہوسکتا، تو لہٰذا دو چیزوں کے درمیان اتحاد کلی طور پر محال ہوا جبکہ ذواتِ مختلفہ کے برعکس ذواتِ متماثلۃ میں جاری وساری ہے لہٰذا یہ بات اللہ تعالیٰ کے حوالے سے گمراہی اور پکی غفلت متصور ہوگی۔ چنانچہ رفاعی سلسلے کے پیشوا سید احمد رفاعی[39] رحمہ اللہ اپنی کتاب ''البرہان المؤید'' [۲۷] میں کہتے ہیں:

1: طریقت واضح ہے، وہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، توحید رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی اور محرمات سے اجتناب کرنا۔

2: اور فقیر (یعنی صوفی) کہتا ہے کہ، طریقت وہ ہے جو ہمیشہ سنتِ رسول ﷺ کے موافق ہو، پس جو سنت سے ہٹ گیا وہ طریقت سے نکل گیا۔

3: اپنے تمام آداب میں ظاہری اور باطنی طور پر شریعت کے ساتھ ہو جاؤ، کیونکہ جو شخص ظاہری اور باطنی طور پر شریعت کے ساتھ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا نصیب ومقدر ہو جاتا ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ نصیب ومقدر ہو جاتا ہے تو وہ اپنے عظیم مقتدر مالک کے ہاں سچے لوگوں میں ہو جاتا ہے۔

4: حارث محاسبی رحمہ اللہ اور ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ (یہ دونوں کبار صوفیہ میں سے ہیں): کہتے ہیں۔ ''الشرع لاینقص ولا یزید'' شریعت میں کمی بیشی نہیں ہوتی، جبکہ امام رفاعی رحمہ اللہ اپنی کتاب: ''البرہان المؤید'' میں کہتے ہیں کہ ابن ادہم رحمہ اللہ نے فرمایا'' ابویزید لاینقص ولا یزید ''ابو یزید رحمہ اللہ میں کمی بیشی نہیں ہوتی، مزید فرمایا: شافعی

Marfat.com

و مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کامیاب ترین طرق اور قریب ترین سلوک کی طرف راہنمائی کرتے ہیں، شریعت کے ستونوں کو علم وفضل سے پختہ کرلو اور اس کے بعد علم وعمل کے احکام میں غوطے لگانے کے لئے حوصلے بڑھالو۔

5: امام رفاعی نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم، اے شخص! یہاں کوئی اتصال وانفصال، حول وانتقال اور حرکت وزوال نہیں ہے۔

6: اور وحدت، اتحاد اور حلول کی نفی کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''اتباع کر اور بدعتیں نہ نکال کیونکہ ہر حقیقت جو شریعت کے خلاف ہوتی ہے وہ مکمل طور پر گمراہی ہوتی ہے۔''

گمراہ کن عقائد: شیخ محمد زکی ابراہیم رحمہ اللہ اپنی کتاب: ''فقہ الصلوات والمدائح النعویۃ'' میں کہتے ہیں: اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حوالے سے اس قول سے بری ہیں کہ: ''بندے کا رب کے ساتھ اتحاد بایں معنیٰ کہ رب کا بندے میں حلول ہوگیا ہے'' یا ''بندہ رب میں فنا'' ہوگیا ہے۔ اور اسی طرح اس قول سے بھی برأت کا اظہار کرتے ہیں کہ ''ایسی وحدت الوجود جو کائنات کو رب اور رب کو کائنات بنا دے''۔ اور اسی طرح اس قول سے بھی: ''حقیقت محمدیہ ﷺ بایں معنیٰ کہ محمد ﷺ اللہ ہیں یا آپ ﷺ کائنات ہیں'' کیونکہ تمام اعمال اسی کی ذات سے ہیں اور اسی کی طرف واپس جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اس قول سے بھی براءت کے خواستگار ہیں کہ: شریعت حقیقت کے مخالف ہے اور ہر اس فکر یا عمل یا قول سے جو ظاہر شریعت کے مخالف ہو، اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

Marfat.com

باب نمبر ۷

صوفی شیخ بننے کی شروط

شیخ احمد بن زروق رحمہ اللہ نے کہا: اس شیخ کی شروط جسے مرید اپنی جان اور اس کی قیادت سونپتا ہے، پانچ ہیں:

(i) صحیح علم (ii) صریح ذوق (iii) عالی ہمت (iv) قانع حال (v) روشن بصیرت

اور جس میں درج ذیل پانچ عادات ہوں اس کا شیخ ہونا صحیح نہیں ہے:

(i) دین سے جہالت (ii) حرمتِ مسلمین کو کم کرنا (iii) فضول باتوں میں پڑنا (iv) ہر چیز میں خواہش کی پیروی کرنا (v) لاپرواہی سے برے اخلاق کا مظاہرہ کرنا

اور اگر کوئی شیخ پیر نہ ہو یا شروط خمسہ میں ناقص ہو تو جن میں وہ کامل ہو، ان میں اس کی راہنمائی اختیار کی جائے اور باقی میں بھائی چارے کا برتاؤ کیا جائے۔

(حکم الاشراق الی کافۃ الصوفیۃ فی جمیع الآفاق)[٢٨]

جبکہ امام سید احمد رفاعی ''البرھان المؤید'' (ص نمبر: ۴۳، ۴۴) میں کہتے ہیں:

تمہارے لئے ہماری صحبت دافع زہر ہے، جبکہ ہم سے دوری تمہارے لئے زہر قاتل ہے ، کیا تیرا خیال ہے کہ تیرا علم تیرے لئے ہم سے کافی ہے؟ اس علم کا کیا فائدہ جو عمل کے بغیر ہے؟ اور مزید اس عمل کا کیا فائدہ جو اخلاص کے بغیر ہے؟ کون تیرا ریاکاری کے زہر سے علاج کرے گا؟ اور بعد از اخلاص صراطِ مستقیم کی طرف تیری کون راہنمائی کرے گا؟ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ اہل ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے، اسی طرح ہمیں علیم وخبیر رب نے بتایا ہے۔ اور آپؒ نے فرمایا: اے باپردہ! ہمارے دروازوں کو لازم پکڑ کیونکہ ہر وہ لمحہ و گھڑی جو تو ہمارے دروازوں پر گزاریگا، اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کی طرف درجہ بدرجہ رجوع میں آگے بڑھے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف ہمارے انابت صحیح ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''واتبع من أناب الی'' (سورۃ لقمان، آیت نمبر ۱۵)

اس کے بعد ہر ایک صاحب و مصحوب میں خواہ وہ شیخ ہو یا مرید ہو یا بھائی ہو، پس اگر وہ شیخ ہے تو اس لئے مناسب ہے کہ وہ کامل مرشد ہو، دین کا پابند ہو، شریعت کا متبع ہو، طریقت کے اصول، ارکان، آداب، خلوات، جلوات، اذکار، اسرار، سلوک کا عارف ہو، اپنے اقوال، افعال، احوال میں شریعت کا پابند ہو، تکبر، خود پسندی، صوفیہ کے ساتھ حسد اور جھوٹ سے عاری ہو، نفس کی مکاریوں اور دیسہ کاریوں سے خالی ہو۔ مشائخ مساکین، مسافروں کی عزت اور ان کے سامنے تواضع سے پیش آنے والا ہو، سلوک کی تعریف میں کشادہ زبان ہو، جواب میں مسائل کی رعایت کرنے والا ہو، اچھے اخلاق والا ہو۔ صاحبِ دل، صاحبِ زبان اور ثابت قدم ہو اور رسول خدا ﷺ تک پہنچنی والی مربوط اجازت کا چلانے والا ہو۔

میرے آقا و مولیٰ جناب سید احمد عز الدین صیادر فاعی نے کہا: ''تو جان لے! جو شخص اس عظیم رفاعی سلسلے میں شیخ بنتا ہے، وہ یقیناً شیخ امت سید احمد رفاعیؒ کا سجادہ نشین ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اس پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کا عالم ہو، تعبدی امور میں فقیہ ہو، اچھے اخلاق والا ہو، پاک عقیدے والا ہو۔ احکامِ شریعت کا جاننے والا ہو، مکمل طور پر اس مسلک کا پیروکار ہو، ایک کامل شیخ ہو، زاہد، متواضع، بوجھوں کا اٹھانے والا ہو، صاحب وجد و حال ہو، سچی بات کہنے والا ہو، احکامِ طریقت کی تعریف میں فراست اور کشادہ لسان کا مالک ہو، شطحات کے مسائل سے آزاد ہو، دعوے اور بلندی کی پٹی کو توڑنے والا ہو، اپنے شیخ سے بہت محبت کرنے والا ہو، اس کی حیات اور بعد از وفات اس کی عزت و حرمت کا پاسبان ہو، حق کے ساتھ چلتا ہو، جہاں بھی وہ جائے اپنے اقوال، افعال میں انصاف پسند ہو اور اپنے جملہ احوال میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والا ہو۔''

اسی طرح ہمارے شیخ سید محمد ابوالھدی صیادی رفاعی رحمہ اللہ اپنی کتاب: ''العقد النضید'' کے باب: آداب الشیخ والمرید'' میں کہتے ہیں: اس مسلک کے شیخ کے لئے مناسب ہے کہ وہ درج ذیل بارہ صفات سے متصف ہو:

دو صفات اللہ تعالیٰ کی طرف سے، بردباری اور پردہ پوشی

دو صفات نبی کریم ﷺ کی طرف سے: شفقت اور رحمت

Marfat.com

دو صفات جناب صدیق اکبرؓ سے: صدق اور تصدیق
دو صفات جناب فاروقِ اعظمؓ سے: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
دو صفات جناب عثمان ذوالنورینؓ سے: حیا اور تسلیم و رضا
دو صفات جناب علی کرم اللہ وجہہ سے: مکمل زہد اور شجاعت

اور اگر شیخ ان صفات سے متصف ہو، ان میں اس کا قدم پختہ ہو اور اس کی فطرت پاک ہو تو وہ اس قابل ہے کہ اس طریق کا پیشوا بن سکے۔"

اسی طرح شیخ مرشد کے متعلق سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ سے کچھ اشعار منقول ہیں:

اذا لم یکن للشیخ خمس فوائد والا فد جال یقود الی الجھل
علیم بأحکام الشریعۃ ظاھراً ویبحث عن علم الحقیقۃ عن أصل
ویظھر للوارد بالبشر والقری ویخضع للمسکین بالقول والفعل
فھذا ھو الشیخ المعظم قدرہ علیم بأحکام الحرام من الحل
یھذب طلاب الطریق ونفسہ مھذبۃ من قبل ذوکرم کلی

جب کسی شیخ کے پاس یہ پانچ فوائد نہ ہوں تو وہ دجال ہے جو جہالت کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ شیخ شریعت کے ظاہری احکام کا خوب عالم ہو، اور علم حقیقت میں اس کی اصل کے حوالے سے بحث کرتا ہو۔ تشنگانِ طریقت کیلئے کشادہ دل اور فراخ روح والا ہو اور غریب کے سامنے قول و فعل میں عاجزی کرنے والا ہو۔ لہٰذا یہ وہ شیخ ہے جس کی قدر و منزلت بلند ہے، حلال سے حرام کے احکام کا بہتر جاننے والا ہے، متلاشیانِ طریقت کی بہترین تربیت کرتا ہے کیونکہ وہ خود کلی مہربان سے تہذیب یافتہ ہے،

اور اگر صاحب یا مصحوب بھائی ہو تو اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کا خادم ہو، ان کے سروں پر انشراحِ صدر سے خوشی و سرور کے ساتھ ہاتھ رکھنے والا ہو، ان کی خدمت سے مزہ لینے والا ہو۔ ان کی رضا کی خاطر اپنی کوششیں صرف کرنے والا ہو، کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الخادم فی أمان اللہ ادام فی خدمۃ أخیہ المؤمن" خادم اللہ تعالیٰ کی امان میں رہتا ہے جب تک وہ اپنے مومن بھائی کی خدمت میں ہے اور فرمایا: "واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون أخیہ" [۲۹] اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی

Marfat.com

کی مدد میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''خادم القوم أعظمهم أجراً'' قوم کا خادم ان میں سب سے زیادہ اجر والا ہوتا ہے۔

رفاعی سلسلے کے شیوخ کی رائے: [٣٠]

رفاعی سلسلے کے آداب میں پہلا ادب صحبت ہے، جو شیخ کی خدمت ہے، تاکہ مرید کی طبیعت شیخ کی طبیعت کی فرمانبردار بنے اور اس کے اخلاق اور طبیعت، برے اخلاق سے اچھے اخلاق کی طرف، غصے سے حوصلے کی طرف، کنجوسی سے سخاوت کی طرف، تکبر سے تواضع کی طرف، سختی سے بشاشت کی طرف، نقصان سے نفع کی طرف، دھوکے سے اچھائی کی طرف، دعویٰ سے حد تک رہنے کی طرف، شطحات سے آداب کی طرف اور ان جھوٹی کافرانہ باتوں میں خوض کرنے سے، جنہیں گمراہ جماعت نے گھڑ لیا جیسے وحدتِ مطلقہ اور مخلوق کی طرف فعل کی تاثیر وغیرہ سے، تبدیل ہو کر خضوع وخضوع کی طرف منتقل ہو جو عبدیت کے مقام کے مطابق اور تمام چیزیں مؤثر حقیقی کی طرف لوٹا دینے سے عبارت ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی مؤثر حقیقی ہے۔ تاکہ مرید سستی کے گرداب سے نکل کر ہوشیاری اور غلطی سے اجتناب کے میدان کی طرف جائے اور نفس کی خواہشات اور طبیعت کی بیماریوں سے خالی ہو، زمین میں فتنہ اور بلندی کا خواہاں نہ ہو، کتاب اللہ پر عمل کرنے والا، آثارِ رسول ﷺ کی اتباع کرنے والا، حق کے ساتھ چلنے والا، جہاں بھی وہ ہو، اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنے والا ہو، اس پر توکل کرنے والا ہو، اغیار سے اعراض کرنے والا، عزم کے قلم کو پھیلانے والا، عزیمت کے تہبند کو مضبوط کرنے والا، اہل حق کے قریب رہنے والا، اہل باطل سے دور رہنے والا، خضوع وخشوع سے کام لینے والا، اپنے آپ کو کسی سے برتر نہ سمجھنے والا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کھانے والا، علماء سے محبت کرنے والا، سفہاء سے روگردانی کرنے والا، حق سے انحراف نہ کرنے والا، اپنے نفس کی خواہشات کی پابندی نہ کرنے والا، ہمہ وقت موت کا انتظار کرنے والا، تمام احوال وافعال میں اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے والا، اپنے شیوخ کی تعظیم کرنے والا، ان کے مقام کو پہچاننے والا، ان کے اغیار کے سامنے نہ جھکنے والا، قومِ صوفیہ سے محبت کرنے والا، تمام اولیاء کا کثرت سے ادب کرنے والا، مراتب کا خیال رکھنے والا، اللہ تعالیٰ کے دین میں دھوکہ نہ دینے والا، اللہ تعالیٰ کو کافی سمجھ کر اغیار سے انصراف کرنے

Marfat.com

والا، اللہ تعالیٰ کی وجہ سے محبت کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی وجہ ہی سے بغض کرنے والا، اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی مدد کا متمنی، اپنے مشائخ کو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے درمیان وسائل سمجھنے والا۔ اور صدق، محنت اور قوتِ حزم و عزم کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سلامتی صدر اور طہارتِ نیت کے ساتھ پونجی سمجھنے والا بن جائے۔ اور یہی ہمارے شیخ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہمارے وسیلے سید احمد کبیر رفاعی کے سلسلے میں بہت بڑی اصل ہے اور کیسے نہ ہو؟ اس لیے کہ آپ کا سلسلہ نبی کریم ﷺ کا ہی سلسلہ اور آپکے اخلاق ہیں کیونکہ آپ کا سلسلہ مخلوق کی تاثیر کے عدمِ قول اور تمام امور میں حکم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانے سے عبارت ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:
''لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ م بَعْدُ ط وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ☆ بِنَصْرِ اللّٰهِ ط يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ'' (سورۃ الروم، آیت نمبر ۴، ۵)۔ آگے اور پیچھے اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے اللہ کی مدد سے، وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہی عزت والا مہربان ہے۔

جبکہ امام شیخ عبدالکریم بن محمد رافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب۔ ''سواد العینین'' میں کہتے ہیں کہ: ''مجھے شیخ عارف ابوزکریا جمال الدین حمصی نے کہا کہ انہیں قطبِ وقت غوث زمان ابوالعباس سید احمد رفاعیؒ کے نواسے شیخ عارف باللہ حجۃ اللہ قدوۃ الصالحین امام عزالدین احمد صیاد نے بتایا کہ ان کے جدِ امجد سیدنا سید احمد کبیر نے ''ام عبیدہ'' میں اپنی کرسی وعظ پر فرمایا: ''ان مجالس کے زوال کا وقت آچکا ہے، خبردار! حاضر کو چاہیے کہ وہ غائب کو بتائے کہ جس نے سلاسل میں نئی راہیں نکالیں، دین میں بدعات کا ارتکاب کیا، وحدت کا قائل ہوا، مخلوق پر برتری کا دعویٰ کیا، شطحات کے تکلف میں پڑا، قومِ صوفیہ سے نقل کردہ مجہول کلمات کا تمسخر اڑایا، جھوٹ میں طوالت سے کام لیا، اجنبی عورت کے ساتھ بغیر کسی شرعی دلیل کے خلوت اختیار کی، مسلمانوں کے احوال و اعراض کی طرف نظر کی، بغیر شرعی وجہ کے اولیاء میں بعض کی بعض کے حوالے سے تفریق پیدا کی، ظالم کی اعانت کی، مظلوم کو رسوا کیا، سچے کو جھٹلایا، جھوٹے کی تصدیق کی اور بے وقوف لوگوں کے کاموں پر عمل کیا'' تو آپ (سید احمد کبیرؒ) نے فرمایا: ''ایسا شخص مجھ سے نہیں ہے، میں دنیا و آخرت میں اس سے بری ہوں، میرے شیخ سید اس سے بری ہیں، نبی کریم ﷺ اس سے بری ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے بری ہے اور جو میں کہہ رہا ہوں اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔''

Marfat.com

شیخ اور طریقت اختیار کرنے کا مقصد؟

شیخ محمد ہاشمی شاذلی[40] رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ ''جب طریقت تبرکات پر مبنی ہو، شیخ ہدایت کچھ شروط میں ناقص ہو یا مرید کے متعدد مطالب ہوں یا مرید کی نیت، ہمت شیخ اور تعددِ زمان کے مخالف ہو، یا اس کا شیخ اس سے موت یا کسی اور حوادثِ زمانہ سے جدا ہو جائے اور طریقت سے اس کا مقصد اس کے ہاتھ پر پورا نہ ہوا ہو تو اس پر ضروری ہے کہ وہ طریقت کے مقصد کو جاری رکھے اور اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ ساری عمر اس کے ساتھ مربوط رہے ورنہ یہ اس کی موت تک اپنے رب سے جہالت کا سبب بنے گا اور وہ خیال کرے گا کہ یہی اس کا طریقت سے مقصود تھا، ہرگز ایسا نہیں ہے کیونکہ طریقت کا مقصد مقصد اعظم تک پہنچنا ہے، تو لہٰذا مقصد تک پہنچے بغیر طریقت بلا مقصد ہے، اس لئے کہ طریقت پر چلنے کا مقصد خاص مقصد تک پہنچنا تھا نہ کہ اسی پر قیام کرنا اور ٹھہرنا تھا اور نہ اپنی موت تک اپنے رب سے جہالت کا سبب بنے گا جبکہ حقیقی مرید سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سلوک کے ایام میں بالفعل ظاہری طور پر اپنی جان کو اپنے زندہ کامل شیخ کے سپرد کردے تاکہ وہ اس کے ذریعے طریقت پر چلتے ہوئے یہ کہہ اُٹھے، ''ھا أنت وربک'' یہاں تو اور تیرا رب ہے۔ (الحل السدید لما استشکلہ المرید، صفحات ۶، ۷)[۳۱]

....

حواشی

1: (یہ تعریف علامہ ابن عجیبہ حسنی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۶۶ھ) کی کتاب: ''ایقاظ الھمم فی شرح الحکم'' (مطبوعہ مطبعۃ الجمالیۃ، سالِ اشاعت: ۱۳۳۱ھ) کے مختلف مقامات پر دیکھی جاسکتی ہے) یہ دراصل جس طرح نام سے ظاہر ہو رہا ہے ''الحکم العطائیہ'' از ابن عطاء اللہ سکندری علیہ الرحمہ (متوفی ۷۰۹ھ) کی شرح ہے۔)

2: (معراج التشوف الی حقائق التصوف، علامہ ابن عجیبہ حسنی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۶۶ھ) ص ۴، ۵، اور ابن عجیبہ حسنی علیہ الرحمہ نے اس تعریف کے ضمن میں تصوف کی ایک اور تعریف بھی ذکر کی جس میں وہ کہتے ہیں: ''

Marfat.com

أوغيبة الخلق فی شهود الحق مع الرجوع الی الأثر'' یا حق کے شہود میں اثر کی طرف رجوع کرتے ہوئے مخلوق سے غائب ہونا)۔

3: (معراج التشوف الی حقائق التصوف، ابن عجیبہ حسنی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۶۶ھ) ص ۵)

4: سہل تستری علیہ الرحمہ کے ایک اور جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے دو اقوال کیلئے دیکھئے: حوالہ مذکور ص ۵

5: رسالہ قشیریہ، اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن علیہ الرحمہ، ص ۲۴، مطبوعہ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۷۰ء

6: حوالہ مذکور، ص ۳۰۔

7: حوالہ مذکور ص ۴۳، ۴۴۔

8: حوالہ مذکور ص ۵۲، ان کا پورا نام یہاں رسالے میں ''ابوالحسین احمد بن أبی الحواری'' مذکور ہے، دمشق کے رہنے والے تھے۔

9: حوالہ مذکور، ص ۵۳، ان کا یہاں پورا نام ''ابوحفص عمر بن مسلمہ الحداد مذکور ہے۔

10: حوالہ مذکور، ص ۶۰، یہاں ایک اور قول بھی مذکور ہے کہ ہمارا مذہب کتاب وسنت کے اصولوں کا پابند ہے، نیز فرمایا ہمارا یہ علم رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے مضبوط ہے۔

11: حوالہ مذکور ، ص ۶۳۔

12: حوالہ مذکور: ص ۷۲۔

13: (الحکم العطائیہ مختلف مقامات پر یہ موجود ہے، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۳ء)

14: رسالہ قشیریہ، (اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن علیہ الرحمہ) ص ۷۸،

15: دیکھئے مجموعۂ فتاوی شیخ ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ)، جلد دہم، ص ۴۸۸، ۴۸۹ اور حقائق عن التصوف، شیخ عبدالقادر عیسیٰ، ص ۴۸۲)

16: (یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ''الرحمٰن علی العرش استوٰی'' سورہ طٰہٰ، آیہ نمبر ۵)

17: (یعنی ہر ایک اس کی قدرت ولطف سے اس کی رحمت احاطے اور علم کے مطابق قائم ہے اس کا فرمان ہے۔'' ربنا وسعت کل شئی علما'')

18: مشکوٰۃ المصابیح، باب الایمان بالقدر (حدیث ۱۱۲) میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔'' ان اللّٰـــه عـزوجـل قبض بيمينه قبضة و أخرى باليد الأخرى وقال هذه لهذه وهذه لهذه و لا أبالي ولا أدری فی ای القبضتين أنا '' اللہ تعالیٰ نے ایک مٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں اور دوسری دوسرے ہاتھ

Marfat.com

میں اور دائیں ہاتھ کے متعلق کہا یہ جنتی ہیں اور دوسری کو کہا یہ دوزخی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ میں خود کس مٹھی میں ہوں

19: دیکھئے: عبقریۃ محمد، استاد عباس محمود عقاد، ص ۱۰۸، الروض الأنف (ہامش)، جلد دوئم، ص ۳۵۱، البیان والتبیین، الجاحظ، جلد دوئم، ص ۳۱، الطبری، جلد سوئم، ص ۱۶۸؛ ابن الاثیر، جلد دوئم ص ۱۴۶، اعجاز القرآن: باقلانی، ص ۱۱۱، شرح نہج البلاغہ، جلد اوّل، ص ۴۱، العقد الفرید، جلد دوئم، ص ۱۳۰۔

20: اشاعرہ علماء کی نسبت امام ابوالحسن اشعری (متوفی ۳۲۴ھ) کی طرف ہے، جن کا پورا نام علی بن اسماعیل ہے، آپ مشہور صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی ولادت ۲۷۰ھ بصرہ میں ہوئی، ابتداء میں معتزلہ کے پر جوش داعی جبائی سے تعلیم حاصل کی، لیکن بعد میں اپنے استاد سے اختلاف کے بعد ان عقائد کو چھوڑ کر صحیح معنوں میں اہل السنّت کے داعی بن گئے، معتزلہ کے رد میں مقالات لکھے اور اہل سنت کی صداقت کو واضح کیا، آپ کے شاگردوں میں ابوسہل صعلوکی، ابوبکر قفال، ابوزید مروزی، ابوبکر جرجانی اور شیخ ابومحمد طبری رحمہم اللہ کو بہت بڑا علمی مقام حاصل ہے، ان کے شاگردوں میں ابوبکر باقلانی، ابواسحاق اسفرائینی ، ابوبکر بن فورک اور ان کے شاگرد امام الحرمین بہت مشہور ہوئے، یہ علم الکلام مناظرہ اور دیگر فنون پر بڑی مہارت رکھتے تھے، یہی لوگ اشعری علم کلام کے مضبوط ستون ثابت ہوئے، انہوں نے اشعری تعلیمات کو دور دراز علاقوں تک پہنچایا، امام اشعری علیہ الرحمہ نے بچپن کتابیں لکھیں ہیں، جب کہ بعض کے نزدیک یہ تعداد دوسو کے قریب ہے، آپ کی تصانیف میں مقالات الاسلامیین، کتاب الابانۃ، کتاب الفصول فی الرد علی الملاحدۃ، اللمع الکبیر، التبیین عن أصول الدین کو بڑی اہمیت حاصل ہے، امام شعرانی نے اپنی کتاب ''المختزن'' میں ان سوالات کے جوابات دیئے ہیں جو مخالفین نے کئے تھے یا کر سکتے تھے، اسی کتاب میں ان آیات کی صحیح تفسیر بھی کردی جن سے اہل بدعت معتزلہ وغیرہ استدلال کرتے ہیں، امام اشعری علیہ الرحمہ نے ایک تفسیر بھی لکھی جو تیس جلدوں پر مشتمل ہے، آپ علیہ الرحمہ نے علم کلام میں فلسفہ کی آمیزش نہ ہونے دی ، البتہ بعد میں علامہ ابوبکر باقلانی علیہ الرحمہ نے کچھ اضافہ کیا، ان کے بعد امام الحرمین جوینی شافعی (متوفی ۴۷۸ھ) آئے جنہوں نے علم کلام پر مبسوط کتاب لکھی پھر اس کا اختصار کر کے ''الارشاد الی قواطع الادلۃ فی أصول الاعتقاد'' تصنیف کی، امام الحرمین علیہ الرحمہ کو اپنے زمانے میں مرکزی حیثیت حاصل تھی، ان کے فتاوٰی تمام اسلامی ممالک میں پھیلے ہوئے تھے، اس طرح ان کی تصانیف گھر گھر پہنچ گئیں۔ (دیکھئے، تحریم النظر فی کتب أھل الکلام، ابن قدامہ، طبقات الشافعیہ، سبکی علیہ الرحمہ، بالخصوص امام اشعری علیہ الرحمہ کے حوالے سے حافظ ابن عساکر دمشقی علیہ الرحمہ کی کتاب ''تبیین کذب المفتری فیما نسب الی ابی الحسن أشعری''

Marfat.com

نہایت ضروری ہے۔

21: اسی طرح مسلم کے مقدمہ میں محمد بن سیرین سے روایت ہے، انہوں نے کہا ''ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تأخذون دینکم'' یہ علم بلاشبہ دین ہے دیکھو کہ کس سے تم اپنا دین لے رہے ہو۔

22: شیخ محمد علوی مالکی مدظلہ سعودی عرب کے عالم دین ہیں، کئی کتابوں کے مصنف ہیں، جنہیں پوری دنیا میں قبولیت عامہ حاصل ہو چکی ہیں، اس کتاب: ''مفاھیم یجب أن تصحح'' کے علاوہ عقائد کے متعلق ان کی کتاب ''قل ھذہ سبیلی'' دیکھئے، جسے دار الشروق، جدہ نے ۱۹۸۷ھ میں نشر کیا تھا، اس کے مقدمے میں صاحب کتاب علامہ علوی مالکی صاحب کہتے ہیں: ''ھذہ صفحات فی العقیدۃ الاسلامیۃ وأرکان الدین بما یحتاج الیہ المسلم'' یہ عقیدہ اسلامیہ اور ارکانِ دین میں چند صفحات ہیں، جن کی ایک مسلمان آدمی کو ضرورت ہوتی ہے۔ (ص/۵)۔

23: المقاصد: امام نووی علیہ الرحمہ (متوفی ۶۷۶ھ)، مطبوعہ ابن زیدون، دمشق ۱۳۴۹ھ ص ۲۵۔

24: (ہمیں اوقات کے ضبط کی آفت کا پتہ نہیں چل سکا شاید وہ غفلت دستی ہو۔)

25: قواعد التصوف، احمد بن زروق فاسی متوفی ۸۹۹ھ، ص ۲، مطبوعہ مصر، سالِ اشاعت ۱۳۱۶ھ

26: قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۴۴ھ) کی شرح ملا علی قاری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) جلد پنجم، ص ۴۸، عین العلم وزین الحلم از ملا علی قاری، جلد دوئم، ص ۱۹۵، ایقاظ الھمم فی شرح الحکم'' از علامہ ابن عجیبہ حسنی علیہ الرحمہ، ص ۵، ۶، اور فقہ مالکی میں امام ابوالحسن کی شرح از علامہ عدوی، جلد دوئم ص ۱۹۵۔

27: یہ شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۷۸ھ) کی ایک مختصر ترین کتاب ہے جو دراصل ان کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔ اس کا اردو ترجمہ حافظ ظفر احمد عثمانی تھانوی نے ''بنیان المشید'' کے نام سے کیا جو مکتبہ تھانوی نے کراچی سے چھاپا، جبکہ حال ہی میں اس کا ترجمہ ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی نے مکمل کیا ہے، جو طباعت کا انتظار کر رہا ہے۔

28: اس کتاب کے مؤلف، ابوالمواہب شاذلی علیہ الرحمہ ہیں یہ کتاب مصر سے طبع ہوئی ہے۔

29: مسلم، ذکر، ۲۷، ۲۸ / ابوداؤد، ادب ۶۰، / ترمذی، حدود، ۲، قرآن ۱۰

30: چونکہ علامہ یوسف ہاشم رفاعی صاحب رفاعی سلسلے کے داعی و شیخ ہیں، اس لئے کوشش کر رہے ہیں کہ شیوخ سلسلہ رفاعیہ کے اقوال کو ذکر کریں، جس طرح ابھی سید احمد رفاعی، سید احمد عز الدین صیاد رفاعی اور سید محمد ابوالھدی صیادی رفاعی رحمھم اللہ کے اقوال ذکر کئے ہیں، جبکہ آداب شیخ و مرید کے حوالے سے امام شعرانی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۷۳ھ) نے اپنی کتاب ''الانوار القدسیۃ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ'' میں بھی بہت کچھ ذکر کیا

Marfat.com

ہے، چنانچہ کتاب کے خاتمے میں کہتے ہیں: ''فی ذکر جملة من آداب القوم وشروطھم العامة فی کل أحد من مرید وشیخ'' یہ مرید وشیخ میں ہر ایک کے بارے میں اس قوم صوفیہ کے منجملہ آداب اور ان کی عام شروط کے بیان میں ہے، تاہم میرے خیال میں آداب شیخ ومرید کے حوالے سے سب سے مفید کتاب: عارف باللہ سید علی بن عبدالرحیم بن محمد عمران المعروف بالجمل (متوفی ۱۱۹۳ھ) کی کتاب '' نصیحۃ المرید فی طریق أھل السلوک والتجرید'' ہے، جس کا دوسرا نام ''الیواقیت الحسان فی تعریف معانی الانسان'' بھی ہے، جس کی تحقیق الشیخ الدکتور عاصم ابراہیم حسنی شاذلی زرقاوی نے کی ہے اور یہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان سے ۲۰۰۵ء میں طبع ہوئی ہے۔

31: اس کتاب کا پورا نام ہے: ''الحل السدید لما استشکلہ المرید من جواز الأخذ عن مرشدین''۔

Marfat.com

حصہ دوم

(تصوف اور صوفیہ کے متعلق قدیم و معاصر ائمہ و علماء کی آراء و مواقف)

باب نمبر 1: ائمہ اربعہ کی آراء و مواقف

باب نمبر 2: اکابر علماء اور حفاظ سلف کی مزید شہادتیں اور آراء

باب نمبر 3: چند معاصر علماء کی آراء و فتاوٰی

Marfat.com

باب نمبر 1

ائمہ اربعہ کی آراء اور مواقف

قطع نظر اس کے جو تصوف و صوفیہ کرام کے متعلق ائمہ اربعہ کی آراء و مواقف کو لکھا یا بیان کیا جاتا ہے (عارف باللہ شیخ احمد علوی مستغانمی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''رسالۃ الناصر معروف فی الذب عن التصوف'' میں ان کے ساتھ ان کی محبت و عقیدت کو ثابت کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''بہر حال جمہورِ امت اور اکابرین ملت سارے کے سارے اس امر پر متفق ہیں کہ تصوف دین کا نچوڑ اور موحدین کے طریقے کا سب سے اہم مقصد ہے، جس کی عظمت کیلئے کافی ہے کہ یہ اس مقام احسان پر کاربند رہنے کا نام ہے، جو حدیث جبرائیل علیہ السلام میں بیان کردہ دین متین کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے'' اور مزید کہا: وہ لوگ جو ان حضرات کے احوال سے پوری طرح باخبر ہیں، وہ جانتے ہیں کہ انہوں نے اپنی جانوں کو اللہ تعالی کے لئے وقف کر دیا، اپنی جملہ مساعی اطاعت خداوندی میں صرف کر دیں اور اپنی بزرگی کی بنیادیں اللہ تعالی سے تقویٰ کی اساس پر اس طرح رکھی تھیں، یہاں تک کہ یہ ہر عام و خاص میں مشہور ہو گیا کہ یہ اہلِ اللہ اور اس کے خاص بندے ہیں اور یہ بھی اللہ تعالی کی طرف اس طرح خالص توجہ سے قریب ہوئے کہ دوسری مخلوق بھی ان کی طرف مائل ہو گئی اور ان کی ہدایت کے انوار چار دانگ عالم میں پھیل گئے)

میں اب یہاں دین کے مجتہدین، اس کے ائمہ اور دوسرے چند علماء حضرات کی ان صحیح نقل کردہ روایات کو بیان کروں گا جن سے آپ کو معلوم ہو گا کہ (مذہب صوفیہ کی تعظیم و تکریم پر تمام طبقات اُمت، ماسوائے چند[۱] کے جن کا کوئی شمار نہیں ہوتا، کس طرح متفق و مجتمع ہیں)۔

ہم تصوف میں انتہائی قابل احترام شخصیت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ابتداء کریں گے، پھر اس کے بعد ائمہ اربعہ، ان کے مقلدین، سادات اہلِ بیت اور اولیاء کرام کی آراء سے استفادہ

Marfat.com

کریں گے، تاکہ تصوف وصوفیہ کرام کے متعلق ان کی آراء ومواقف کو صحیح طور پر واضح کیا جا سکے۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے:

آپ رحمہ اللہ کے حوالے سے جو کچھ آیا ہے، اس کی روشنی میں اکثر مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے تصوف کے متعلق سب سے پہلے گفتگو فرمائی اور یقیناً آپ ہی وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے خصوصی طور پر اس کی تعلیمات کو پروان چڑھایا، (یہ بات علماء اہلسنت کے مابین تواتر سے مشہور ہے)۔ چنانچہ علامہ ابن الحاج اپنی کتاب: ''مدخل'' کے دوسرے حصے میں کہتے ہیں جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے: حسن بصری رحمہ اللہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے طرق تصوف کے متعلق گفتگو کا آغاز کیا اور آپ وہ عظیم المرتبت شخصیت ہیں جنہوں نے ازواج مطہرات میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ پیا تھا[۲]۔ کہا گیا ہے کہ اس مذہب کے علماء آپ رحمہ اللہ کے دور میں متصوفہ کے نام سے مشہور تھے، امام صاحب ان حضرات کو بہت زیادہ عزت سے نوازتے تھے جو اس مذہب کی طرف مائل ہوتے تھے، اس کی گواہی میں وہ کافی ہے جس کو ابونصر عبداللہ بن علی طوسی (ت:۳۷۸ھ)[41] نے کتاب ''اللمع''، میں بیان کیا کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے دوران طواف ایک صوفی کو دیکھا تو اسے کچھ دینے کی کوشش کی۔ اس نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میرے پاس چار دوانق (یعنی درہم کا دوتہائی) ہیں جو یقینی طور پر میرے لئے بہت ہیں، اس واقعہ کو آپ رحمہ اللہ اس صوفی کے حال کے حوالے سے تعجب کے طور پر بیان فرمایا کرتے تھے۔[۳]

لہٰذا اے میرے بھائی! میرا تیرے حوالے سے یہ خیال ہے کہ تو امام حسن بصری[۴] رحمہ اللہ کے اس مقام ومرتبہ سے یقیناً پوری طرح واقف ہوگا جو انہیں اسلام اور اس کے پیروکاروں کی نظر میں ہے، (یہ روایت طوسی کی ہے، جبکہ اس طرح کی ایک اور روایت کیجبی سے بھی آئی ہے جسے انہوں نے ابنِ عجیبہ رحمہ اللہ سے ان کی شرح ''المباحث الاصلیۃ'' [۵] سے نقل کیا ہے)

تصوف وصوفیہ کرام کی عظمت جو سلف صالحین کی نظر میں تھی، اس کی شہادت ہمیں سفیانِ ثوری رحمہ اللہ[42] کی ایک روایت میں بھی ملتی ہے، جن کا شمار دوسری صدی کے عظیم ائمہ ومجتہدینِ ملت میں ہوتا ہے، چنانچہ آپ کا بیان ہے کہ: ''لو لا أبو هشام الصوفي ما عرفنا دقيق الريا'' [۶] اگر صوفی

Marfat.com

ابوھشام[43] نہ ہوتے تو ہم باریک ریا کاری کو نہ پہچان سکتے۔اسی حوالے سے ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ اپنی شرح ''منازل السائرین'' میں ذکر کرتے ہیں کہ ابو ہشام صوفی رحمہ اللہ کہا کرتے تھے:
''أعز الخلق خمسة انفس'':عالم زاهد وفقيه صوفي وغني متواضع وفقير شاكر وشريف سنّي'' مخلوق میں سب سے زیادہ باعزت حضرات پانچ ہیں: عبادت گزار عالم، درویش فقیہ، متواضع دولت مند شکر گزار فقیر اور سنّی سیّد۔

امام مالک رحمہ اللہ کی رائے:

اے شخص اللہ تجھ پر رحم فرمائے! تو اس قول:''اگر صوفی ابو ہشام نہ ہوتے تو باریک ریا کاری کو نہ پہچان پاتے'' پر غور کر: کہ یہ کس طرح ان ''متصوفہ'' حضرات سے اکتساب فیض اور ان کے احترام کے حوالے سے واضح ہے۔اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ کے ذیل والے قول پر بھی غور کر:''من تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن تفقه ولم يتصوف فقد تفسّق ومن جمع بينهما فقد تحقق''[۷] جس شخص نے تصوف کو حاصل کیا اور فقہ کو نہ پایا تو یقیناً بے دین ہے اور جس نے فقہ کو پایا اور تصوف کو اختیار نہ کیا تو یقیناً گنہگار ہے اور جس نے ان دونوں کو جمع کیا تو اس نے حقیقت کو پالیا۔اس قول کو آپ رحمہ اللہ سے ''تتائی'' نے مقدمہ ابن رشد کی اپنی شرح میں نقل کیا ہے۔اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ سے جب شیخ زروق رحمہ اللہ نے نقل کیا تو اپنے قواعد کے چوتھے قاعدے میں کہا:''ہم نے جب یہ قول امام مالک رحمہ اللہ سے باوثوق ذرائع سے حاصل کیا تو اس وقت ہمیں یقین ہو گیا کہ آپ رحمہ اللہ صوفیہ کرام کو بہت پسند فرماتے تھے ورنہ یہ حکم خود ان پر لاگو ہوگا''(انہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے بری رکھا)

امام صاحب سے اس مذہب کی تعظیم وتکریم کے حوالے سے یہ صراحت کافی ہے کہ کس طرح آپ نے اس کو فقہ کا ساتھی بنا دیا، بلاشبہ فقہ بھی اس کے بغیر ایک بے کار و بے سود چیز ہے۔لہٰذا مختصر بات یہ ہوئی کہ امام مالک رحمہ اللہ دونوں (فقہ وتصوف) کے جامع تھے،اور یہ بات امام صاحب کے مقام ومرتبہ سے بعید بھی نہیں ہے،اس لئے کہ تصوف ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف خالص توجہ کا نام رہا ہے۔

جی ہاں یہ تو ہوا لیکن کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ امام صاحب کے حوالے سے کوئی اس طرح کی

Marfat.com

بات نہیں دیکھی گئی جس طرح ان کے دور کے دوسرے صوفیہ کرام مثلاً حارث محاسبی رحمہ اللہ[44] وغیرہ کے حوالے سے سامنے آئی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کا اس حوالے سے یہ عذر ہوسکتا ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو دوسری ضروریاتِ دین مثلاً فقہی قواعد اور شرعی نقول کے ضبط کے لئے مکمل طور پر وقف کر رکھا تھا۔ اور یہ چیز اس حوالے سے مانع نہیں بنتی کہ امام صاحب کا شمار خواص صوفیہ میں ہو اور آپ اس حد تک آگے بڑھ جائیں کہ آپ کی صوفیہ کے ان خاص علوم وفیوض میں شراکت ہونے لگے جن کا علم عوام الناس کے پاس نہیں ہوتا۔

چنانچہ اس کے ثبوت کیلئے یہ کافی ہے کہ ابواسحاق شاطبی رحمہ اللہ نے ''کتاب الموافقات''[۸] کے چوتھے حصے کے تین سو اکسٹھ (۳۶۱) صحیفے میں امام مالک رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: ''اخبر مالک عن نفسہ أنہ عندہٗ احادیث وعلوم ماتکلم فیھا ولا حدث بہ'' امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے متعلق بتایا کہ انکے پاس کچھ ایسی باتیں اور علوم ہیں جن کے متعلق نہ انہوں نے کلام کیا اور نہ انہیں بیان کیا۔

اسی طرح شیخ سحنون نے ''موطا'' کی تعلیق میں قاضی عیاض رحمہ اللہ کی طرف سے یہ قول نقل کیا ہے ان کا کہنا ہے: ''وبلغ شیوخ الامام مالک تسع مائة شیخ، ثلاث مائة من التابعین وست مائة من تابعیھم ممن اختار لدینه وفقھه بیقظه ولزم ''ابن ھرمز'' کما فی المدارک ثلاث عشرة سنة ویروی ست عشرة سنة من الصباح الی الزوال فی علم قال مالک لم ابثه لأحد من الناس '' امام مالک رحمہ اللہ کے شیوخ کی تعداد نو سو تک پہنچتی ہے، تین سو کا تعلق تابعین اور چھ سو کا تبع تابعین سے تھا جنہیں آپ نے اپنے دین، فقہ اور بیداری کیلئے منتخب کیا ۔ ابن ہرمز، جیسا کہ مدرک میں ہے، آپکے ساتھ تیرہ سال رہے اور سولہ سال تک صبح سے زوال تک ایسے علم میں روایت کرتے رہے جس کے متعلق امام صاحب نے کہا اسے کسی شخص کے لئے نہیں کھولا۔

اے میرے بھائی! تیرا کیا خیال ہے کہ یہ جس کے متعلق ابھی خبر دی گئی ہے۔ کیا یہ فقہ کا علم تھا؟ جبکہ میرا خیال اس طرح نہیں ہے کیونکہ اگر یہ اس طرح ہوتا تو آپ اسے کیوں چھپاتے کیونکہ فقہ کا جاننا ہر قسم کے لوگوں پر فرض ہے۔ کبار علماء اس کو چھپانے سے مکمل طور پر بری ہیں اس لئے کہ اس کے بارے میں حدیث نبوی ہے: ''جس نے اس علم کو چھپایا جس کی اللہ تعالی نے اسے تعلیم دی تو اللہ تعالی اسے بروزِ قیامت آگ کی لگام پہنائیں گے[۹]'' اس حدیث کی رو سے

Marfat.com

علم کو چھپانے والوں کو عذاب وانتقام کا سامنا کرنا ہوگا۔
لہٰذا اے میرے بھائی! کیا یہ بعید ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایسے موروثی علوم ہوں جن کی عام لوگوں کو خبر نہیں ہوتی؟ گویا اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کو پتہ نہیں کتبِ سنت میں ایسی نصوص موجود ہیں جو اس طرح کے علم کا اثبات پیش کرتی ہیں چنانچہ امام بخاری حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام سے علم کے دو برتن یاد کئے جن میں ایک تو میں نے تم میں پھیلا دیا جبکہ دوسرے کو اگر میں تم میں پھیلاتا تو تم میرا یہ گلا کاٹ دیتے'' اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امام مالک رحمہ اللہ کے متعلق اس روایت کی تائید میں بالکل واضح ہے، جسے امام شاطبی اور ان کے علاوہ کئی اور لوگوں نے روایت کیا ہے۔ لہٰذا اس خبر میں نہ تو حضرت ابو ہریرہؓ منفرد ہیں اور نہ ہی اسکی روایت میں امام بخاری رحمہ اللہ بلکہ ایک صاحبِ علم شخص یقیناً سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے نقل کردہ ان کی صحیح روایات سے واقف ہوگا جن سے اس باب میں شہادت حاصل کی جاسکتی ہے۔ (یہ تو امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے تصوف کے متعلق خلاصہ تھا۔)
البتہ مذکورہ موضوع کی شہادت کے طور پر امام شعرانی رحمہ اللہ اپنی کتاب: ''الیواقیت و الجواھر'' میں اور دوسرے کئی حفاظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا تھا: ''اگر میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''اللہ الذی خلق سبع سماوات ومن الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن'' کی تفسیر میں جو کچھ میں جانتا ہوں بتا دیتا تو تم یا تو مجھے سنگسار کر دیتے یا مجھ پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے''۔[۱۰]
مزید برآں اس حوالے سے جناب امام زین العابدین رحمہ اللہ کا قول ہے:

یارب جوھر علم لو ابوح بہ — لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا
ولا ستحل رجال مسلمون دمی — یرون اقبح ما یاتونہ حسنا
انی لاکتم من علمی جواھرہ — کی لا یری ذاک ذو جھل فیفتتنا
وقد تقدم فی ھذا ابو حسن — الی الحسین واوصی قبلنا الحسنا

کئی علمی جواہر ایسے ہیں اگر میں ان سے پردہ اٹھاؤں تو میرے بارے میں کہہ دیا جائیگا کہ آپ ان لوگوں میں ہیں جو بتوں کے پجاری ہیں جبکہ مسلمان حضرات میرے خون کو حلال قرار دیتے ہوئے

Marfat.com

خیال کریں گے کہ یہ بُرا کام کر کے انہوں نے اچھا کام کیا، میں ان علمی جواہر کو چھپاتا ہوں تا کہ انہیں کوئی ناواقف نہ دیکھ لے تو ہمارے ٹکڑے نہ کر دے، اس حوالے سے ابوالحسن (علیؓ) مقدم تھے پھر حسینؓ اور ہم سے قبل اسکی امام حسنؓ نے وصیت کی تھی۔ امام زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہما کے اس قول کو امام غزالی رحمہ اللہ نے ''منہاج العابدین'' میں ذکر کیا ہے۔

میں (مصنف رفاعی) کہتا ہوں کہ اس موضوع کے حوالے سے جو کچھ آیا ہے درحقیقت اس حدیث کا مصداق ہے جسے امام دیلمی رحمہ اللہ نے ''مسند الفردوس'' میں نبی کریم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''انّ من العلم کھیئة المکنون لا یعلمه الا العلماء با لله فا ذا نطقوا به أنکره أهل الغرة ب الله'' [۱۱] یقیناً کچھ علوم مخفی خزانے کی مانند ہیں جنہیں صرف علماءِ حق ہی جانتے ہیں، جب وہ انہیں بیان کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے حوالے سے اہل غیرت ان کا انکار کر دیں گے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف:

تصوف کے بارے میں جو کچھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے وہ اس مذکورہ بالا سے کسی صورت کم نہیں ہے۔ صاحبِ ''النصرة النبویة'' اور اسی طرح صاحبِ :اهل الفتوحات والا ذواق'' نے بیان کیا ہے کہ امام صاحب صوفیہ کرام کو پسند کرتے اور ان کے مقام کا لحاظ کرتے تھے، بلکہ اکثر اوقات یہ دیکھا گیا کہ صوفیہ کرام کے بارے میں امام صاحب کے حوالے سے دوسرے ائمہ کی نسبت زیادہ تساہل پایا گیا، جیسا کہ ایک مرتبہ آپ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ صوفیہ کرام جو اعلانیہ کام کرتے اور ان کا افشاء کرتے رہتے ہیں۔ آیا کیا وہ اس میں سچے بھی ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا: ''ان اللہ رجال یدخلون الجنة بدفوفهم ومزا میرهم'' [۱۲] یقیناً اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو جنت میں اپنے دفوف ومزامیر (آلات موسیقی) کے ساتھ جائیں گے۔ آپ رحمہ اللہ کے یہ کہنے کا مقصد یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب لوگوں پر اعتراض کرنے والوں کا راستہ بند کرنا تھا۔ (واللہ اعلم)

اے میرے بھائی! تو یہ نہ سمجھ کہ اس روایت کے ذکر کرنے سے ہمارا مقصد ان بعض صوفیہ کے مزامیر و دفوف والے طریقے کو تقویت دینا تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ کس طرح امام صاحب تصوف کی

Marfat.com

طرف منسوب لوگوں کے ساتھ نرم گوشہ رکھتے تھے اگر چہ وہ بعض مشتبہ اشیاء کا ارتکاب کرتے تھے۔اور یہ باتیں امام ابو حنیفہؒ کے تصوف کے تعلق کے حوالے سے اختصار کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔

امام شافعی وامام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کی آراء:

جو کچھ امام شافعی رحمہ اللہ سے تصوف کے حوالے سے آیا ہے، وہ سب سے زیادہ ہے، تصوف کی کئی کتابیں اور بالخصوص امام شعرانی رحمہ اللہ نے اپنی متعدد کتب[۱۳] میں امام صاحب سے یہ نقل کیا ہے آپ کا فرمان ہے:''استفدت من مجالستهم أمرين لم أستفد هما من مشائخ العلماء: قولهم : الوقت سيف ان لم تقطعه قطعک : وقولهم أشغل نفسک با لخير فان لم تشغلهم بالخير شغلتک بضده ''ان کی صحبت سے میں نے دوایسی باتیں سیکھی ہیں جو کہ دوسرے مشائخ علم سے نہیں سیکھی، ان کا قول ہے وقت تلوار کی مانند ہے اگر تو اسے نہ کاٹے تو وہ تجھے کاٹے گا اور ان کا یہ قول: اپنے نفس کو نیکی میں مصروف رکھ اور اگر اسے نیکی کے ساتھ مصروف نہیں رکھے گا تو وہ تجھے اسکی ضد (برائی) کے ساتھ مصروف کردے گا۔اسے امام نووی رحمہ اللہ نے ''شرح المہذب'' میں ذکر کیا ہے۔اور امام شعرانی رحمہ اللہ نے کہا: امام شافعی رحمہ اللہ اکثر امام احمدؒ کو صوفیہ کے احترام اور ان کی صحبت میں بیٹھنے کی نصیحت کیا کرتے تھے،اس کی شہادت کے طور پر وہ کافی ہے جو کتاب:''جامع مجالس الصوفیۃ'' میں آیا ہے،''وہ دونوںؒ ایک ساتھ ان کی مجالس ذکر میں حاضر ہوتے تھے تو انہیں کہا گیا کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ ان کے پاس اکثر آتے جاتے ہو؟ جواب دیا: یقیناً اُن کے پاس سب کچھ ہے مثلاً اللہ سے تقویٰ اور اسکی محبت وغیرہ۔ مزید امام شعرانی کہتے ہیں کہ تصوف کی تعریف میں امام شافعی رحمہ اللہ کا شیبان راعی کے سامنے عجز وانکساری کا اظہار کافی ہے اور اسی طرح امام شعرانی نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اظہار عجز و انکساری کو بھی بیان کیا ہے جو انہوں نے شیبان راعی کے سامنے کیا تھا،اس طرح کہ انکے مابین ایک مرتبہ چند علمی مسائل میں سیر حاصل گفتگو ہوئی تو امام احمدؒ نے ان کے علمی مقام کا اعتراف کیا۔[۱۴] لہٰذا تمہیں شک و بدگمانی سے توبہ کرتے ہوئے ان حوالوں کیطرف وسعتِ علم کی خاطر متوجہ ہونا چاہئے جن کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ اس زمانے میں تمام ائمہ مجتہدین کا صوفیہ کرام کے

Marfat.com

سامنے اظہارِ عجز وانکساری بہت مشہور تھا، اور ان میں بالخصوص امام شافعی رحمہ اللہ کا، چنانچہ شیخ مختار کنتی اپنی کتاب ''جذوۃ الأنوار'' میں بیان کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ اولیاء کرام کی طرف بہت زیادہ مائل تھے، ان کی محبت میں فنا ہو چکے تھے، اور کہا کرتے تھے کہ انہی سے میرا وصال وفراق ہے، اور انہی کا میرا دل مشتاق ہے، یہاں تک کہ کچھ معتزلہ حضرات نے آپ پر رافضی ہونے کا فتویٰ لگا دیا، تو آپ نے انہیں جواب دیتے ہوئے فرمایا:

قالوا ترفضت غیر شکٍ ما الرفض دینی ولا اعتقادی
لکن تولیت غیر شک خیر امام وخیر هادٍ
ان کان حب الولی رفضا فانی ارفض العباد

وہ کہتے ہیں کہ میں رافضی ہو چکا ہوں، اپنے دین وعقیدے کا انکار کرتا ہوں، لیکن اس پر کوئی شک نہیں کہ میں ایک بہتر امام اور پیشوا کو قبول کر چکا ہوں، اگر حبِ ولی سے رافضی ہونا ثابت ہے تو میں بندوں میں سب سے بڑا رافضی ہوں۔

مزید آپ نے اہل بیت کی تعظیم کا اعلان کرتے ہوئے ان کی محبت میں کہا:

(ان کان رفضا حب آل محمد فلیشهد الثقلان انی رافضی)

اگر حب آل محمد سے بندہ رافضی ہوتا ہے تو دونوں جہانوں کو گواہی دینا چاہیے کہ میں رافضی ہوں۔

یہ مشہور ہے کہ بیشتر ائمہ، صوفیہ اہل بیت میں سے تھے مثلاً رفاعی، جیلانی، دسوقی، شاذلی اور یمن میں آلِ باعلوی وغیرہ اور آلِ بیت اماموں کے امام ہیں، صوفیہ کرام اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو ہدایت دینے والے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسول کا ارشاد ہے: ''ترکت فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا من بعدی، کتاب الله وعترتی'' میں نے تم میں ثقلین (دو وزنی چیزیں) یعنی کتاب اللہ اور اپنی عترت چھوڑی ہیں، جب تک تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے، کبھی بھی گمراہ نہیں ہوں گے۔ ایک اور روایت میں آیا ہے۔ ''ترکت فیکم ثقلین ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا أبداً، أما الثقل الاکبر فهو کتاب الله تعالیٰ: حبل ممدود بین السماء والارض طرفه بید الله وطرفه الآخر بأیدیکم و أما الثقل الثانی فعترتی اهل بیتی فقد أنبانی اللطیف الخبیر بأنهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض یوم القیامة'' [۱۵] میں تم میں ثقلین (دو وزنی چیزیں) چھوڑ کے جا رہا ہوں، جب تک تم ان دونوں کو

Marfat.com

تھامے رکھو گے، تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے، ثقل اکبر کتاب اللہ ہے، جو ایک ایسی رسی ہے، جو آسمان وزمین کے درمیان لٹکی ہوئی ہے، اس کا ایک کنارہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں ہے، جبکہ دوسرا ثقل میری عترت اور اہل بیت ہیں، مجھے میرے لطیف وخبیر رب نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ قیامت کے دن میرے پاس اکٹھے حوض پر آئیں گے

یہ بات پوری طرح واضح ہو چکی ہے کہ متقدمین ومتاخرین کبار صوفیہ ائمہ اہل بیت ہیں، امام جعفر صادق سے شروع کرتے ہوئے امام جنید رحمہ اللہ، امام رفاعی رحمہ اللہ پھر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تک، بالکل یہی مقام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نظر میں تھا، چنانچہ امام جنید بغدادی رحمہ اللہ کے متعلق کہتا ہے: ''الامام جنید سید الطائفتین (الفقہاء والصوفیۃ) آپ رحمہ اللہ دونوں گروہوں (صوفیہ وفقہاء) کے پیشوا ہیں، اسی طرح باقی صوفیہ: معروف کرخی[46]، حارث محاسبی اور سری سقطی رحمہم اللہ کو بہت مقام دیتا تھا۔ (دیکھئے: فتاوٰی ابن تیمیہ جلد ۱۰، ۱۱) ان دونوں جلدوں میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تصوف وصوفیہ کے حوالے سے کافی تفصیل اور ان کا اعلیٰ مقام بیان کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ کچھ علماء ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن قیم رحمہ اللہ کو ان کی سیرت حق، تصوف کے منہج اور صوفیہ کے ساتھ انصاف کرنے کی وجہ سے صوفیہ میں شمار کرتے ہیں۔

حواشی

1: (میں کہتا ہوں کہ ان چند لوگوں کو بدعتی قرار دیا جائے کیونکہ یہ امت کے عام وخاص سوادِ اعظم کے اجماع کے مخالفین ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جماعت کیساتھ ہوتا ہے جیسے آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''لاتجتمع امتی علی ضلالۃ''، میری امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوسکتی۔ مزید ایک صحابی کو بھی ایک مرتبہ نصیحت کی: ''علیک بالجماعۃ'' تجھ پر جماعت کی پیروی لازم ہے۔)

2: یہ بات (دودھ والی) طبقات ابن سعد، (جلد ہفتم ق ۲) میں بھی موجود ہے، مزید دیکھئے، سیر الصحابۃ، جلد سیز دہم، ص ۹۳، ۹۴، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور،

Marfat.com

3: دیکھئے: کتاب اللمع، شیخ ابونصر سراج طوسی علیہ الرحمہ (متوفی ۳۷۸ھ)، اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن، ص، ۵۶ مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، سال اشاعت ۱۹۸۶ء۔

4: (امام حسن بصری علیہ الرحمہ کے صوفیہ و تصوف کے ساتھ تعلق کے حوالے سے اسی کتاب کا باب: صوفیہ اور جہاد (رہبان اللیل و فرسان النہار) ملاحظہ کریں۔)

5: الفتوحات الالھیہ مطبعۃ الجمالیۃ مصر، ۱۳۳۱ھ

6: یہ قول کئی کتب تصوف میں موجود ہے، جن میں ایک تو نفحات الانس از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ (اردو ترجمہ، حضرت شمس بریلوی، ص، ۱۷۷، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ کراچی، سال اشاعت، جون ۱۹۸۲ء) میں ہے جس میں سفیان ثوری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۶۱ھ) کہتے ہیں کہ اس سے پہلے میں ریاکاری کا مرتکب ہوتا رہتا تھا، لیکن مجھے اس کا اندازہ تک نہیں ہوتا تھا تا آنکہ میری ابو ہاشم صوفی سے ملاقات ہوئی تو اس کا مجھے اندازہ ہوا، مزید اس سے قبل ان (صوفیہ) کا مجھے پتہ نہیں تھا ابو ہاشم صوفی کی وجہ سے ان کے احوال کا اندازہ ہوا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابو ہاشم وہ پہلا شخص ہے جو صوفی کے لقب سے مشہور ہوا اور یہ بظاہر اُون کا لباس بھی پہنتے تھے لیکن اوصاف اعلیٰ تھے۔ یہ بات (قول سفیان ثوری علیہ الرحمہ) اللمع فی التصوف' (اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسنؒ، ص ۵۷) میں بھی ہے۔

7: پچھلے باب میں اس کے حوالہ جات کا ذکر ہو چکا ہے، مختصراً یہ کہ یہ قول ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے کتاب الشفاء کی اپنی شرح اور کتاب ''زین العلم'' میں ذکر کیا ہے، اس کے ساتھ یہ قول مالک علیہ الرحمہ ابن عجیبہ علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۶۶ھ) کی کتاب 'ایقاظ الھمم'' اور عدوی علیہ الرحمہ کی شرح میں بھی موجود ہے۔

8: الموافقات، امام ابو اسحاق شاطبی علیہ الرحمہ (متوفی ۷۹۰ھ)، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔

9: یہ حدیث اکثر کتب حدیث میں موجود ہے جیسے ابو داؤد، کتاب العلم: ۹، ترمذی کتاب العلم، ۳، ابن ماجہ، مقدمہ، ۲۴۔

10: یہ موضوع بہت وضاحت طلب ہے، اس کی تفصیل کئی کتب میں آ چکی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ خلفاء سے بھی اس طرح کی روایات ملتی ہیں، مثلاً کتاب اللمع (اردو ترجمہ، ڈاکٹر پیر محمد حسنؒ، ص، ۶۳) میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حوالے سے آیا ہے کہ آپؓ نے فرمایا، اگر قرآن کے بارے میں مَیں اپنی رائے سے کام لوں تو پھر کون سی زمین ہوگی جو مجھے اٹھائے گی اور کون سا آسمان ہوگا جو سایہ کرے گا، اسی طرح احیاء علوم الدین (جز اوّل، باب رابع) میں حضرت علیؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں خاص فہم عطا کیا ہے نیز یہ کہ اگر میں چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ لادوں، حضرت ابو الدرداءؓ کا بھی ایک قول ہے

Marfat.com

کہ کوئی آدمی اس وقت تک فقیہ نہیں بن سکتا جب تک قرآن میں متعدد وجوہِ تاویل کا علم حاصل نہ کر لے، اسی طرح علماء محققین کا یہ قول کہ قرآن کی ہر آیت میں ساٹھ ہزار علوم پائے جاتے ہیں۔

11: یہ حدیث دیلمی علیہ الرحمہ کی ''مسند الفردوس (نمبر ۷۹۹) میں مصنف کے طریق سے مروی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے، جبکہ یہ حدیث ابن جریج سے وہ عطاء سے وہ ابو ہریرہ سے مرفوع بھی روایت کرتے ہیں۔

12: یہ بات امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی کتاب ''الطبقات الکبریٰ'' (اردو ترجمہ، شیخ عبدالغنی وارثی) کے ص: ۲۳ پر بھی موجود ہے۔

13: امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ کی کتابوں کے علاوہ اس قول کو حافظ عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے اپنی کتاب ''تائید الحقیقۃ العلیۃ''، ص ۱۵، مطبعۃ الاسلامیۃ، مصر، ۱۳۵۲ھ میں بھی بیان کیا ہے۔

14: ائمہ کرام صوفیہ مشائخ کو کتنا مقام دیتے تھے، اس کی تفصیل امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے اپنی دوسری کتابوں کے علاوہ اپنی کتاب ''الطبقات الکبریٰ'' کے مقدمے میں انتہائی تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے، اس کی کچھ تفصیل اسی کتاب کے شروع میں آچکی ہے، جبکہ امام قشیری علیہ الرحمہ (متوفی ۴۶۵ھ) نے بھی رسالہ قشیریہ میں کہا ہے کہ ہر دور میں صوفیہ ، ائمہ کرام کے مراجع رہے ہیں۔

15: (اسے ترمذی، نسائی، احمد، طبرانی، اور حاکم وغیرہ نے کئی طرق سے متعدد صحابہ: جابر، زید بن ارقم، ابو سعید خدری، زید بن ثابت، سے روایت کیا ہے اور اس کی حافظ ذہبی علیہ الرحمہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے اپنی کتاب ''تلخیص المستدرک'' (جلد سوئم ص ۱۴۸) میں توثیق کی ہے۔)

Marfat.com

باب نمبر 2

اکابر علماء اور حفّاظ سلف کی مزید شہادتیں اور آراء

علامہ محقق شیخ عبدالقادر عیسیٰ کی ایک کتاب جس کا نام: ''حقائق عن التصوف'' [۱] ہے۔ اس میں انہوں نے تصوف، متصوفہ اور صوفیہ کے بارے میں ائمہ دین، اکابر علماء اور کئی حفاظ کی شہادتیں و آراء نقل کی ہیں، تتمیمِ فائدہ کے طور پر ہم بھی ان میں کچھ کو یہاں نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں:

1: امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (ت: ۱۵۰ھ) کا سلسلہء طریقت

صاحبِ کتاب: ''الدر المختار'' فقیہ حصکفی سے منقول ہے کہ شیخ ابوعلی دقاق رحمہ اللہ [47] نے کہا: ''أنا أخذت التصوف من الشبلي وهو من السري سقطي وهو من معروف الكرخي وهو من داؤد الطائي وهو أخذ العلم والطريقة من أبي حنيفة رضي الله عنه وكل منهم أثنى عليه وأقر بفضله'' [۲] میں نے تصوف شبلی [48] سے، انہوں نے سری سقطی سے، انہوں نے معروف کرخی سے اور انہوں نے داؤد طائی [49] سے حاصل کیا جبکہ داؤد طائی نے علم اور سلسلہء طریقت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے حاصل کیا اور ان میں ہر ایک نے آپ کی تعریف اور آپ کے بلند مقام کا اعتراف کیا ہے۔

شیخ ابن عابدین ''درمختار'' کے حاشیے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''وهو فارس هذا الميدان فانه بنى علم الحقيقة على العلم والعمل وتصفية النفس وقد وصفه بذلك عامة السلف'' [۳] آپ رحمہ اللہ اس میدان کے شہسوار ہیں، کیونکہ آپ نے علم حقیقت کی بنیاد، علم وعمل اور تصفیہء نفس پر رکھی، اس کو عام سلف حضرات نے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

استاد عبد القادر عیسیٰ شاذلی نے مزید کہا:

''شاید کہ تیرے لئے یہ بات جب تو سنے، قابل حیرت ہو کہ امام ابوحنیفہ نعمان رحمہ اللہ بڑے بڑے علماء، صوفیہ کو سلسلہ عنایت فرماتے تھے، یہی وجہ ہے کہ جلیل القدر فقہاء نے آپ کے نہج کو قبول کرتے ہوئے، شریعت وحقیقت کو جمع کیا، تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم کو اسی طرح نافع بنائے جس طرح اُن کے عظیم و کبیر امام، معدنِ تقوی وورع جناب ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علم کو نافع بنایا'' [۴]

2: امام انس بن مالک رحمہ اللہ (ت:۱۷۹ھ)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن جمع بينهما فقد تحقق '' [۵] جس شخص نے فقہ کو حاصل کیا اور تصوف کو اختیار نہیں کیا تو اس نے فسق کا ارتکاب کیا اور جس شخص نے تصوف کو حاصل کیا اور فقہ کو نہیں اپنایا ،تو اس نے کفر کیا اور جس شخص نے ان دونوں کو جمع کر لیا، تو اس نے حقیقت کو پالیا، (یہ قول انہوں نے علامہ عدوی کے حاشیے اور ملا علی قاری کی شرح: ''عین العلم'' سے نقل کیا ہے)۔

3: امام شافعی رحمہ اللہ (ت:۲۰۴ھ)

حافظ عبد الرحمٰن بن ابوبکر سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''تایید الحقیقۃ العلیۃ'' [۶] میں ذکر کیا ہے کہ امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''میں نے صوفیہ کی صحبت اختیار کی تو ان میں سے دو حرفوں کے علاوہ کچھ نہیں سیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ تین چیزوں کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا، ان کا قول ہے: وقت تلوار کی مانند ہے، اگر تو اسے نہ کاٹے گا تو وہ تجھے کاٹ دے گا، اور ان کا دوسرا قول ہے: اپنی ذات کو حق کے ساتھ مصروف رکھ ورنہ وہ تجھے باطل کے ساتھ مصروف کر دے گی، اور ان کا ایک اور قول ہے،'' العلم عصمة ''یعنی غربت مرد کے لئے ایسی آسودہ حالی سے ڈھال ہے جو فضول خرچی اور انحراف کا سبب بنتی ہے۔

عجلونی رحمہ اللہ اپنی کتاب: ''كشف الخفاء و مزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على السنة الناس ''میں ذکر کرتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

'' حبّب الىّ من دنياكم ثلاث ، ترک التكلف و عشرة الخلق بالتلطف والاقتداء بطريق أهل التصوف '' [۷] تمہاری دنیا میں مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔ تکلف کو ترک کرنا،

Marfat.com

مخلوق کے ساتھ پیار سے رہنا، اور اہل تصوف کے طریقے کی اقتداء کرنا۔

4: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت:۲۴۱ھ)

امام شیخ امین کردی رحمہ اللہ اپنی کتاب: ''تنویر القلوب'' [۸] کے صفحہ ۴۰۵ پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ آپ رحمہ اللہ اپنے بیٹے کو صوفیہ کی صحبت اختیار کرنے سے قبل کہا کرتے تھے: ''اے میرے بیٹے! تجھ پر حدیث کا علم حاصل کرنا ضروری ہے اور ان لوگوں کی صحبت سے بچو جو اپنے آپ کو صوفیہ کہتے ہیں کیونکہ یہ بسا اوقات اپنے دین کے احکام سے نابلد ہوتے ہیں، لیکن جب آپ نے صوفی ابوحمزہ بغدادی رحمہ اللہ کی صحبت اختیار کی اور اس قوم کے احوال کو جانا تو اپنے بیٹے کو یہ کہنا شروع ہو گئے: ''اے میرے بیٹے! تجھ پر ان لوگوں کی صحبت لازم ہے کیونکہ انہوں نے ہمارے اوپر کثرت علم، مراقبہ، خشیت، زہد اور علو ہمت کا اضافہ کیا ہے۔''

علامہ محمد سفارینی رحمہ اللہ نے ابراہیم بن عبداللہ قلانسی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے صوفیہ کرام کے بارے میں فرمایا: ''لا اعلم اقواماً أفضل منهم'' ''میں ان سے بہتر کسی قوم کو نہیں جانتا، تو آپ کو کہا گیا۔ یہ لوگ سماع اختیار کرتے اور وجد کرتے ہیں، فرمایا انہیں چھوڑ دو! یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر لحہ خوش رہتے ہیں۔ پھر کہا گیا: ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جن پر موت طاری ہو جاتی ہے۔ اور کچھ پر غشی، فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے ایسی چیزیں ظاہر ہوتی ہیں جن کا وہ حساب نہیں کر سکتے۔'' [۹]

5: عبدالقاہر بغدادی رحمہ اللہ (ت:۴۲۹ھ)

امام کبیر حجۃ المتکلمین عبدالقاہر بغدادی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الفرق بین الفرق'' [۱۰] کے مقدمے میں اہل سنت کی آٹھ قسمیں بیان کیں تو صوفیہ کرام کے بارے میں کہا: ''ان میں چھٹی قسم ان صوفیہ و زہاد حضرات کی ہے جنہیں دیکھا تو پکے نکلے، ان کا امتحان لیا گیا تو کامیاب پائے گئے، تقدیر پر راضی ہو گئے، قلیل پر قناعت کر لی اور جان لیا کہ کان، آنکھ اور دل میں ہر ایک سے نیکی و برائی کے متعلق سوال کیا جائے گا اور رائی کے دانے کے برابر تک حساب دینا ہوگا، لہٰذا ان حضرات نے آخرت کی اچھی طرح تیاری کر لی، یہ لوگ باتیں اشاروں و کنایوں میں کرتے ہیں، نہ یہ ریاکاری کو جانتے ہیں اور نہ ہی حیاء کو ترک کرتے ہیں۔ ان کا دین توحید اور تشبیہ کی نفی سے

Marfat.com

عبارت ہے جبکہ ان کا مذہب اللہ تعالیٰ کی طرف خود سپردگی، اس پر توکل، اس کے حکم کو تسلیم کرنے، عطا کردہ رزق پر قناعت کرنے اور اس پر اعتراض سے اعراض کرنے کا نام ہے۔'' ''ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ '' (سورۃ الجمعۃ آیت نمبر۴) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطاء کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل والا ہے۔

6: امام غزالی رحمہ اللہ (ت:۵۰۵ھ)

حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمہ اللہ اپنی کتاب، ''المنقذ من الضلال'' میں فرماتے ہیں کہ: ''ولقد علمت يقيناً أن الصوفية هم السالكون لطريق الله تعالىٰ خاصة وأن سيرتهم أحسن السير وطريقهم أصوب الطرق وأخلاقهم أزكى الأخلاق'' [۱۱] میں نے یہ یقینی طور پر جان لیا ہے کہ صوفیہ ہی خصوصی طور پر راہِ خدا پر چلنے والے ہیں اور اُن کی سیرت سیرتوں میں سب سے بہتر، ان کا طریقہ طریقوں میں سب سے بہتر طریقہ، ان کے اخلاق اخلاقوں میں سب سے بہتر اخلاق ہیں۔''

7: امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ (ت:۶۰۶ھ)

علامہ کبیر مفسر شہیر امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب: ''اعتقادات فرق المسلمين والمشركين'' میں کہتے ہیں: ''والمتصوفة قوم يشتغلون بالفكر وتجرد النفس من العلائق الجسمانية ويجتهدون أن لايخلو سرهم وبالهم عن ذكر الله تعالىٰ في سائر تصرفاتهم منطبعون على كمال الآداب مع الله وهؤلاء هم خير فرق الآدميين'' [۱۲] متصوفہ ایسی قوم ہے جو ہمہ وقت فکر اور نفس کو جسمانی آلائشوں سے دور کرنے سے مصروف رہتے ہیں اور اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ اُن کا ظاہر و باطن اپنے تمام تصرفات و معمولات میں ذِکرِ الٰہی سے خالی نہ ہو، بارگاہِ الٰہی میں کمال آداب کے خوگر ہیں اور یہی لوگ بنی آدم کے بہترین فرقوں میں سے ایک ہیں۔''

8: علامہ عز الدین عبد السلام رحمہ اللہ (ت:۶۶۰ھ)

سلطان العلماء علامہ عز الدین بن عبد السلام رحمہ اللہ نے فرمایا:

''قوم صوفیہ شریعت کے ایسے اصولوں پر کاربند ہے جنہوں نے دنیا و آخرت کو منہدم نہیں کیا اور

Marfat.com

دوسرے لوگ رسوم ورواج کے خوگر بنے رہے۔[۱۳]'' میں کہتا ہوں: آپ رحمہ اللہ کی ایک کتاب: ''الانسان'' تصوف کے بارے میں ہے کہ انسان کس طرح زمین پر اللہ تعالیٰ کا حقیقی خلیفہ بن سکتا ہے۔

9: امام نووی رحمہ اللہ (ت:۶۷۶ھ)

امام محی الدین یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ نے اپنے رسالے ''المقاصد''[۱۴] میں کہا کہ تصوف کے درج ذیل پانچ اصول ہیں:

1: ظاہر و باطن میں اللہ سے تقویٰ اختیار کرنا۔

2: اقوال و افعال میں سنت کی اتباع کرنا۔

3: سامنے اور پیچھے مخلوق سے اعراض کرنا۔

4: قلت و کثرت میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا۔

5: خوشحالی و تنگدستی میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔

10: امام تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (ت:۷۷۱ھ)

امام تاج الدین عبدالوہاب سبکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''مفیض النعم و مبید النقھم'' میں ''صوفیہ'' کے عنوان کے تحت صوفیہ کی مختلف تعریفات کی لمبی تشریح و تفصیل کے بعد کہا: ''الحاصل أنهم أهل الله وخاصته، ترتجى الرحمة بذكرهم و يستنزل الغيث بدعائهم فرضي الله عنهم و عنى بهم''[۱۵] حاصل کلام یہ ہے کہ یہ اہل اللہ اور اس کے خاص بندے ہیں، ان کے ذکر سے رحمت اور ان کی دعاؤں سے بارشوں کی توقع کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور ان کی مرادیں پوری فرماتا ہے۔

11: علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (ت:۹۱۱ھ)

مشہور علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''تایید الحقیقۃ العلیۃ'' میں کہا: ''ان التصوف فی حقیقته علم شریف، مداره علی اتباع السنة وترک البدع والتبری من النفس وعوائدها وحظوظها وأعراضها وارادتها واختياراتها والتسليم لله والرضى بقضائه وطلب محبته واحتقار ما سواه''[۱۶] تصوف اپنی حقیقت

Marfat.com

میں ایک بلند پایہ علم ہے، اس کا دارو مدار: سنت کی اتباع، بدعت کے ترک، نفس سے اس کے لوازمات، خواہشات، اسباب، اختیارات، اغراض اور مقاصد سے براءت، اللہ تعالیٰ کے حضور خود سپردگی، اس کی قضا پر رضا، اس کی محبت کی تلاش اور اس کے ماسوا سے نفرت کرنے پر ہے۔

12: شیخ محمد راغب طبّاخ رحمہ اللہ (ت: ۱۳۷۰ھ)

علامہ کبیر، مورخ معروف استاد محمد راغب طباخ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب: 'الثقافۃ الاسلامیۃ'' میں کہا: ''ہم نے اسلام کے پہلے ادوار میں صوفیہ کی سیرت پر غور کیا تو ہم نے ان کے طریقے کو مکارم اخلاق، زہد اور عبادت پر مبنی خوبصورت طریقہ پایا، انہوں نے اپنے ادوار میں اپنی ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے ادا کیا مخلوق کی حق کی طرف راہنمائی اور انہیں سچ کی طرف دعوت دی، اور اسی طرح انہیں دنیا پر ٹوٹ پڑنے، اس کے سامان کو جمع کرنے، خواہ کسی وجہ سے ہو یا شہوات ولذات میں اس طرح بہہ جانا، کہ جس سے محرمات میں انہماک اور واجبات میں غفلت پیدا ہو، اس لئے کہ ان کا انجام آخر کار فتنہ وفساد اور انار کی ہی ہے، ان سب سے رکے۔''

آپ رحمہ اللہ نے مزید فرمایا: ''ہم نے جب صوفیہ کرام کے آثار واحوال کا مطالعہ کیا تو ان میں ہر ایک کی کیفیت اس طرح تھی کہ اس کے ہزاروں کی تعداد میں مرید تھے، جن کا آپس میں ایک مثالی رابطہ اور محبت کا رشتہ تھا، ایک دوسرے کو نیکی کی نصیحت اور اچھائی کی ہدایت کرتے تھے۔ ان کا مالدار غریب سے پیار کرتا تھا، بڑا چھوٹے پر رحم کھاتا تھا۔ اپنے رب کی نعمتوں پر بھائی بھائی ہو گئے تھے گویا ایک ہی جسم کی مانند بن گئے تھے، اپنے شیخ کی انتہاء درجے کی اتباع، اطاعت اور پیروی کرتے تھے، یہاں تک جب وہ کھڑا ہوتا تو کھڑے ہو جاتے اور جب وہ بیٹھتا تو وہ بیٹھ جاتے، اس کے احکامات کی فرمانبرداری کرتے اور اس کے ادنیٰ سے اشارے پر اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔'' [۱۷]

13: علامہ ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ (ت: ۱۴۲۰ھ)

ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ (رکن مجمع علمی عربی، دمشق، اور معتمد عام ندوۃ العلماء ہندوستان) اپنی کتاب: ''المسلمون فی الھند'' کے باب: ''الصوفیۃ فی الھند وتاثیرھم فی المجتمع'' میں کہتے ہیں:

''یہ صوفیہ لوگوں سے درج ذیل اشیاء پر بیعت لیتے تھے۔ توحید، اخلاص، اتباع سنت، گناہوں

Marfat.com

سے توبہ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت، برے کام، برے اخلاق، ظلم، سختی سے اجتناب، اعلیٰ اخلاق سے مزین ہونے اور رزائل سے بچنے اور اسی طرح تکبر، حسد، غصہ، زیادتی، تزکیہء نفس واصلاح کے ساتھ ساتھ جاہ وچشم کی محبت سے پرہیز کرنے اور انہیں ذکر اللہ کی تعلیم، بندوں کی خیر خواہی وقناعت اور ایثار کی تربیت دیتے تھے، اور اس بیعت کے علاوہ، جو دراصل پیر و مریدین کے درمیان ایک گہرے رشتے کی علامت تھی، وہ لوگوں کو ہمیشہ حق کی نصیحت کرتے، اور یہ کوشش کرتے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کی رضا، اصلاح نفس وحال کی تبدیلی پیدا کی جائے۔''

استاد ندوی رحمہ اللہ نے اپنی بحث کا اختتام یہ کہتے ہوئے کیا: ''ان صوفیہ کی کوششوں کے نتیجے میں وہاں ہندوستان کے سینکڑوں شہروں میں ایسے کئی سایہ دار درخت پیدا ہو چکے تھے جن کے سایوں میں وارد ہونے والے قافلے اور تھکے ہارے لوگ آرام پاتے تھے، اسی طرح انہوں نے ماحول کو گرما دیا اور زندگی کو نئی شکل دی تھی۔'' [۱۸]

14: شاعر مشرق محمد اقبال رحمہ اللہ (ت: ۱۹۳۷ء)

استاذ علامہ ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب: ''روائع اقبال'' [۱۹] (اردو ترجمہ بنام نقوش اقبال) میں شاعر مشرق سے ملاقات کے وقت بیان کیا: ''شاعر (مشرق) اقبال نے تصوف واہل تصوف اور ہندوستان میں ان کی وجہ سے اسلامی نشاۃِ ثانیہ کے متعلق سیر حاصل گفتگو کے بعد استاد ابوالحسن کو کہا: ''میں ہمیشہ یہ کہتا رہتا ہوں کہ اگر ان لوگوں کا وجود اور ان کی کوششیں نہ ہوتیں تو ہندوستان اور اس کی تہذیب وکلچر، اسلام کو نگل جاتا۔''

تصوف وصوفیہ کرام کے حوالے سے شیخ ندویؒ کی کتاب: 'ربانیۃ لا رھبانیۃ' [۲۰] کا مطالعہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم [50] کی رائے

ہم ائمہ اربعہ اور علماء کرام کی آراء کا اختتام شیخ ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد شیخ ابن قیم جوزیہ کی رائے کے ساتھ کر رہے ہیں، اس لئے کہ صوفیہ کے اکثر مخالف حضرات ان دونوں صاحبان کا سہارا لیتے ہیں، جبکہ حقیقت میں یہ اس حوالے سے بری الذمہ ہیں، کیونکہ انہوں نے بنیادی طور پر تصوف کا نہ تو اجمالاً اور نہ ہی تفصیلاً کوئی انکار کیا ہے، انہوں نے صرف شطحات صوفیہ کا انکار کیا ہے جس طرح

Marfat.com

خود بڑے بڑے صوفیہ نے ان میں بعض کو رد کیا ہے اور گزشتہ بات پر دلیل آپ کے فتاویٰ کے جزءَ ''۱۰'' اور ''۱۱'' ہیں، جن میں تصوف و صوفیہ کی مکمل تفصیل ہے، موجودہ سلفی حضرات میں ایک عالم جناب جمال غازی نے ان فتاویٰ میں ایک رسالہ بعنوان ''صوفیۃ ومساکین'' الگ کیا، جس میں بیان کیا گیا ہے کہ شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: ''ان من الصوفیۃ من یبلغ منزلۃ الصدیقین'' یقیناً کچھ صوفیہ ایسے ہیں جو صدیقین کے درجے تک پہنچتے ہیں۔ جبکہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب: ''شرح منازل السائرین'' میں فرمایا: صوفیہ کی تین قسمیں ہیں:

(i) مال کے صوفیہ (ii) رسوم کے صوفیہ (iii) حقائق کے صوفیہ

پہلے دو صوفی قسموں کی بدعتوں کو ہر وہ شخص بخوبی جانتا ہے جس کا قرآن و سنت کے ساتھ تھوڑا بہت رشتہ ہے، جبکہ صوفیہ الحقائق وہ ایسے صوفیہ ہیں جن کے سامنے جلیل القدر فقہاء اور عظیم المرتبت متکلمین نے سرِ خم تسلیم کیا، یہی دراصل علماء و حکماء تھے۔''

لہٰذا اے میرے بھائی! تو ان کے قول: ''فھم فی الحقیقۃ علماء و حکماء خضعت لھم رؤوس الفقھاء والمتکلمین'' (وہی درحقیقت علماء و حکما ہیں، ان کے سامنے بڑے بڑے فقہاء واہل کلام حضرات نے سرِ خم تسلیم کیا)'' پر غور کر جو یقیناً صوفیہ کے دوسرے لوگوں پر بلند مقام کی دلیل ہے۔ خصوصاً جب کہ اس کے علامہ ابن قیمؒ قائل ہیں۔

شیخ محمد زکی ابراہیم نے کتاب: ''اُصول الوصول'' کے صفحہ ۳۲۰ پر شیخ ابن تیمیہ کے حوالے سے درج ذیل بات بیان کی ہے:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ صوفیہ سے انصاف کرتے ہوئے:

سلفیوں کے امام فقیہ شیخ احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ اپنی کتاب: ''الفتاوی الکبریٰ'' کے جزءَ ''۱۱'' اور صحیفہ ''۱۷'' میں بیان کرتے ہیں جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے:

کبھی کبھار صوفیہ کرام بڑے بڑے صدیقین ہوتے ہیں اپنے زمانے کے حساب سے، وہ اپنے زمانے کے کامل ترین صدیقین میں ہوتے ہیں تاہم پہلے زمانے کا صدیق ان سے بہت زیادہ کامل ہوتا ہے، اور صدیقین کے کئی درجات اور قسمیں ہیں۔ اس کے بعد کہتے ہیں کیونکہ ان کے بارے میں بہت زیادہ اجتہاد و تنازعہ واقع ہوا اور لوگوں نے ان کے طریقے میں اختلاف سے کام

Marfat.com

لیا تو ایک گروہ ایسا ہے جس نے صوفیہ و تصوف کی مذمت کی اور یہ کہا کہ یہ بدعتی اور خارج از سنت ہیں جبکہ دوسرا گروہ ایسا ہے جس نے ان کے متعلق مبالغہ سے کام لیا اور یہ دعویٰ کیا کہ یہ مخلوق میں سب سے افضل اور انبیاء کے بعد سب سے کامل ہیں، یہ دونوں موقف اچھے نہیں ہیں اور صواب یہ ہے کہ ان حضرات نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اجتہاد کیا اسی طرح جس طرح ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے اجتہاد کیا، تو ان میں کچھ اپنے اجتہاد کے حساب سے سبقت لے گئے اور قربِ خداوندی پالیا، اور کچھ ان میں ایسے ہیں جنہوں نے درمیانی راہ پائی اور اہل یمین میں شمار ہوئے، ان دونوں قسموں میں کوئی بھی جب اجتہاد کرتا ہے تو طبعی طور پر کبھی غلطی کرتا ہے، یہاں تک کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو گناہ کا ارتکاب کر گزرتا ہے پھر توبہ سے کام لیتا ہے یا نہیں کرتا۔"

یہاں ہم کراماتِ اولیاء کی صحت کے حوالے سے شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے کو نقل کریں گے۔ جسے انہوں نے اپنی آخری کتاب "العقیدۃ الوسطیۃ" میں ذکر کی ہے، آپ کہتے ہیں: "أیدھم اللہ بخوارق العادات فی أنواع العلوم والمکاشفات وبأنواع القدر والتأثیرات" اللہ تعالیٰ نے ان کی کئی علوم و کشوف میں خوارقِ عادات (کرامات) کے ساتھ تائید کی اور اسی طرح مختلف قسم کی تقدیرات وتاثیرات میں بھی، اس کے بعد کہتے ہیں: "والکرامات مأثورۃ عن أھل اللہ کما فی سورۃ الکھف و سورۃ المائدۃ بالنسبۃ للحواریین وسورۃ النحل بالنسبۃ للذی عندہ علم من الکتاب وغیرھا عن صدر ھذہ الامۃ من الصحابۃ والتابعین وسائر فرق الامۃ وھی موجودۃ فیھا الی یوم القیامۃ" اہل اللہ سے کرامات ثابت ہیں جس طرح سورت کہف میں اور حواریوں کے حوالے سے سورت مائدہ میں اور سورت نحل میں اس شخص کے حوالے سے جس کے پاس کتاب کا علم تھا اور اسی طرح اس امت کے صحابہ سے لے کر تابعین، تبع تابعین، تمام فرق امت یہاں تک کہ قیامت تک یہ کراماتِ موجود رہیں گے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ یہی عین صوفیہ کا عقیدہ ہے جو آج کل کے شیخ ابن تیمیہ کے موجودہ پیروکاروں کو پسند نہیں آتا، لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ یا تو تجاہل کا مظاہرہ کرتے ہیں، اس سے جس کا ان کے شیخ کے متبعین نے اقرار کیا، یا پھر اس کو اپنے مقاصد کی وجہ سے چھپاتے ہیں، ورنہ انہیں فتاویٰ ابن تیمیہ کی جلدوں: ۱۰، ۱۱ کی طرف رجوع کرنا چاہیے، جو کہ تصوف و صوفیہ کے بارے میں ہیں، اگر وہ حق و ہدایت کے متمنی ہیں ورنہ اہل اللہ پر افتراء و ہجوم کرنے سے اپنی زبانوں کو لگام دیں۔

Marfat.com

حواشی

1: یہ کتاب علامہ محقق شیخ عبدالقادر عیسیٰ شاذلی صاحب کی ہے اسکا اردو میں ترجمہ استاد محمد اکرم الازھری نے ''تصوف کے روشن حقائق'' کے نام سے کیا ہے، جسے زاویہ لاہور نے ۱۹۹۸ء میں چھاپا تھا، اس شہادات و آراء کے باب میں علامہ صاحب نے کل ۲۶ شہادات علماء کبار کو بیان کیا ہے، ان میں سے یہاں سید یوسف ہاشم رفاعی مدظلہ نے ۱۶ ذکر کی ہیں ''حقائق عن التصوف'' میں یہ شہادات و آراء، ص، ۵۶۵ سے ۶۱۲ تک موجود ہیں، (مطبوعہ دیوان پریس، انگلینڈ)

2: دیکھئے، درمختار جلد اوّل ص ۴۷۳، اور حقائق عن التصوف ص، ۵۶۶

3: دیکھئے حاشیہ ابن عابدین، اور حقائق عن التصوف ص، ۵۶۶

4: حقائق عن التصوف، ص ۵۶۷۔

5: دیکھئے: ''شرح ملا علی قاری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) بر کتاب الشفاء قاضی عیاض مالکی (متوفی ۵۴۴ھ، جلد پنجم، ص ۴۸، اور ''عین العلم وزین الحلم''، ملا علی قاری علیہ الرحمہ، جلد دوئم، ص ۱۹۵، اور ''ایقاظ الھمم فی شرح الحکم''، ابن عجیبہ حسنی علیہ الرحمہ ص ۵، ۶، اور فقہ مالکی میں امام ابوالحسن کی شرح از علامہ عدوی علیہ الرحمہ، جلد دوئم، ص ۱۹۵

6: تائید الحقیقۃ العلیۃ، ص ۱۵، مطبعۃ الاسلامیۃ، مصر، ۱۳۵۲ھ

7: کشف الخفاء ومزیل الالباس، امام عجلونی (ت ۱۱۶۲ھ) جلد اوّل، ص، ۳۴۱، مکتبۃ القدسی، قاہرہ، مصر، ۱۳۵۱ھ،

8: اس کتاب کا پورا نام ہے: ''تنویر القلوب فی معاملۃ علام الغیوب'' شیخ محمد امین کردی نقشبندی (متوفی، ۱۳۳۳ھ)، مطبعۃ السعادۃ، مصر ۱۳۵۸ھ)

9: غذاء الالباب شرح منظومۃ الآداب، جلد اوّل، ص، ۱۲۰، مطبعۃ النجاح، مصر، ۱۳۲۴ھ

10: دیکھئے، مقدمہ کتاب: الفرق بین الفرق، مطبوعہ مکتب نشر الثقافات الاسلامیۃ، مصر، ۱۳۶۷ھ

11: (المنقذ من الضلال، ص، ۱۳۱، مطبعۃ صبیح وأولادہ، مصر، ۱۳۷۱ھ، یہاں مصنف رفاعی مدظلہ نے حاشیہ لکھا کہ اس کے بعد امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اگر روئے زمین کے تمام علماء ان کے اخلاق تبدیل کرنے کے

Marfat.com

لئے اکھٹے ہو جائیں تو ہرگز قادر ہوں گے کیونکہ انہوں نے اپنے اخلاق مشکاۃ نبوت سے حاصل کئے ہیں'' آپ کی کتابیں تصوف کے حوالے سے بہت مشہور ہیں بلکہ آپ کا شمار، ''فقہ وتصوف'' کی کبار شخصیات میں ہوتا ہے یہاں تک کہ آپ کو اپنے دور کا شافعی (شافعی العصر) کہا جاتا ہے، اسی طرح آپ قلب کی صفائی اور سیرت وحکمت کی وجہ سے تصوف سنی اور تصوف حکماء کا ایک بہت بڑا مرجع ومصدر ہیں، اپنے تصوف کے اندر داخل ہونے کے واقعہ کو امام غزالی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۰۵ھ) خود اپنی کتاب: ''المنقذ من الضلال'' میں یوں فرماتے ہیں: ''جب میں ان علوم سے فارغ ہو کر صوفیہ کے طریقے کی طرف متوجہ ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ ان کا طریقہ علم وعمل سے تکمیل کو پہنچتا ہے انکے علم کا حاصل نفس کی گھاٹیوں کا قطع کرنا، اخلاق ذمیمہ اور صفاتِ خبیثہ سے پاک ومنزہ ہونا ہے، تاکہ اس کے ذریعے قلب کو غیر اللہ سے خالی کیا جائے اور اس کو ذکر الٰہی سے آراستہ کیا جائے۔''

12: اعتقادات فرق المسلمین والمشرکین، ص ۷۲، ۷۳، مطبعۃ لجنۃ التألیف والترجمۃ والنشر، مصر، ۱۳۵۶ھ۔

13: نور التحقیق، شیخ حامد صقر، ص ۹۶، مطبوعہ دار التألیف، مصر، ۱۳۶۹ء۔

14: پورا نام ہے۔ ''مقاصد الامام النووی فی التوحید والعبادۃ وأصول التصوف' ص ۲۵، مطبوعہ ابن زیدون، دمشق، سالِ اشاعت، ۱۳۴۹ھ۔

15: ص: ۱۱۹، دار الکتاب العربی، مصر۔

16: ص ۵۷، مطبعۃ الاسلامیۃ، مصر، ۱۳۵۲ھ

17: ص ۳۰۲، تا ۳۰۴، مطبعۃ مکتبۃ طباخ اخوان حلب ۱۳۶۹ھ

18: ص ۱۴۰، ۱۴۶، مکتبۃ دار الفتح، دمشق، ۱۳۸۱ھ

19: ص ۷، دار الفکر للطباعۃ والنشر، دمشق، ۱۳۷۹ھ

20: اس کتاب کے متعلق تھوڑی تفصیل انٹرویو از روزنامہ ''انباء'' والے باب میں آ رہی ہے۔

Marfat.com

باب نمبر 3

چند معاصر علماء اسلام کی آراء وفتاوٰی

یہ تصوف وصوفیہ کرام کے بارے میں ان چند معاصر علماءِ اسلام ومفتیانِ دین متین کی آراء وفتاوٰی ہیں جن سے میں نے خطوط کے ذریعے اس موضوع کے متعلق انکی آراء وفتاوٰی طلب کئے تھے تو انہوں نے مکمل جوابات سے نوازا تھا، ان کے نام یہ ہیں:

1: امام اکبر شیخ محمد سید طنطاوی، شیخ الأزہر (اس وقت آپ مفتی مصر تھے)

2: شیخ محمد احمد گفتار، مفتی شام۔

3: شیخ محمد بن احمد حسن خزرجی سابق وزیر اوقاف ومذہبی امور، متحدہ عرب امارات۔

4: شیخ نوح سلمان، مفتی مسلح افواج اردن۔

5: مرحوم شیخ حسن خالد، مفتی لبنان۔

6: شیخ سید محمد عبدالرحمٰن آل ابوبکر بن سالم مفتی جزر القمر (Comoros)

میں نے ان کی طرف درج ذیل پانچ سوالات روانہ کئے تھے:

1: تصوف کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

2: اولین صوفیہ مثلاً جنید بغدادی رحمہ اللہ، بشر بن حارث [51] رحمہ اللہ، حارث محاسبی رحمہ اللہ، معروف کرخی رحمہ اللہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور سید احمد رفاعی رحمہ اللہ وغیرہ کے متعلق علماء امت کی کیا رائے ہے؟

3: ان کے بارے میں کیا حکم ہے جو تمام صوفیہ کی تکفیر یا انہیں شرک کی طرف منسوب کرتے ہیں؟

4: کیا صوفیہ کا اپنا خاص عقیدہ ہے جو عقیدہ اہل السنّت والجماعت کے مخالف یا اس سے

Marfat.com

متجاوز ہے؟

5 صوفیہ کو بُرا بھلا کہنے کا کیا حکم ہے؟

میں نے ان تمام علماء سے آنے والے جوابات وصول کیے، اللہ تعالیٰ انہیں بہتر جزا دے۔

1: مصری دارالافتاء کا جواب:

حقیقی تصوف کا معنی ہے: درج ذیل تین اشیاء پر مکمل طور پر حرص کرنا:

1: اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت۔

2: ان فرائض کی ادائیگی جن کا بندوں کو مکلف بنایا گیا۔

3: اسلام کے آداب وعقائد کے منافی ہر کام سے روح ودِل کو اس طرح پاک کرنا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں حکم دیا ہے:

''وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللّٰہُ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا وَاَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ'' (سورۃ القصص، آیت نمبر ۷۷)

جو مال تجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کر اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول، احسان کر جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا اور زمین میں فساد کی خواہش نہ کر، اللہ تعالیٰ فسادیوں کو دوست نہیں بناتا۔

اور علماء کی اوّلین صوفیہ مثلاً جنید بغدادی، بشر بن حارث، اور حارث محاسبی وغیرہ کے بارے میں رائے! تو یہ حضرات، جیسا کہ ہم نے ان کے بارے میں پڑھا ہے، نیک لوگ ہیں، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرائض کی پابندی کی اور مکارم اخلاق سے آراستہ ہونے، دعوتِ حق کی اشاعت اور لوگوں کو ان کے خالق کی طرف متوجہ کرنے میں کوشاں رہے اور اپنی زندگی کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر رکھی:

'' وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ '' (سورۃ المائدۃ، آیت نمبر ۲)

نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر مدد نہ کرو۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول پر: ''اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ ، اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ

Marfat.com

الْقُلُوْب'' (سورۃ الرعد آیت نمبر ۲۸)

وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے چین پاتے ہیں، سن لو اللہ تعالیٰ کی یاد ہی میں چین ہے۔ اور انہوں نے اپنی زندگیاں اپنی سوچ و اجتہاد کے مطابق علم و معرفت کی اشاعت میں گزار دیں۔

مزید اس شخص کے حکم کے بارے میں جو تمام صوفیہ کی تکفیر یا انہیں شرک کی طرف منسوب کرتا ہے، تو وہ ایک خطا کار و گنہگار انسان ہے، کیونکہ جس شخص نے شہادتین کا اقرار اور ضروری احکامِ دین کا انکار نہیں کیا، اسے ایک عقلمند انسان کا کافر تصور کرنا مناسب و جائز نہیں ہے۔ چنانچہ صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' اذا قال الرجل لأخيه يا كافر فقد باء بها أحدهما فان كان كما قال والا رجعت عليه '' جب کوئی شخص اپنے بھائی کو کہتا ہے کہ اے کافر، تو یہ بات یقیناً ان میں ایک پر آئے گی، لہٰذا اگر وہ اس طرح ہے جس طرح اس نے کہا (تو ٹھیک) ورنہ اس پر (صادق) تو آئے گی۔

اسی طرح صحیحین میں یہ بھی حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا: '' من دعا رجلا بالكفر أو قال عدو اللهوليس كذلك الا حار عليه أى رجع عليه '' جس نے کسی شخص کو کافر یا اللہ کا دشمن کہا وہ اگر اس طرح نہیں ہے تو وہ اس پر لوٹے گی، جبکہ ایک تیسری حدیث میں ہے: '' بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم '' کسی شخص کے ہلکے ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔

حقیقی صوفیہ اپنے تطہیر و تزکیۂ نفس کے مفہوم میں ہم نہیں جانتے کہ ان کا کوئی خاص عقیدہ ہے، جو عقیدہ اہل السنّت والجماعت کے مخالف یا اس سے متجاوز ہے، کیونکہ تطہیر و تزکیۂ نفس کی طرف دعوت تو عقیدہ اہل السنّت والجماعت کے ارکان میں سے ہے، ہاں البتہ وہ لوگ جو اپنی نسبت صوفیہ کرام کی طرف کرتے ہوں، لیکن وہ کہتے یا کرتے وہ ہوں جو عقیدہ اسلام اور اس کے آداب کے منافی ہے، تو حقیقی صوفیہ ان سے بری ہیں، اور وہ ان سے بری ہیں اور ان لوگوں کو برا بھلا کہنا ٹھیک نہیں ہے، جو اپنے آپ کو ان طرقِ صوفیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ اللہ، اس کے فرشتے، اس کی کتابیں، اس کے رسل اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، نبی کریم کے اقوال و افعال کی اقتداء پر حرص کرتے، نیکی کا حکم، برائی سے منع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طاعت و ذکر پر اکھٹے

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ لہٰذا جو شخص اس طرح کے لوگوں کے حالت کی کیفیت کو برا بھلا کہے وہ یقیناً گناہ گار ہے اور ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرنے والا ہے، جس پر وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہے، بلکہ ایک سچے مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ اپنی زندگی کی بنیاد حسن ظن پر رکھے نہ کہ سوءِ ظن پر، اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا تو یہ فرمایا: ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ط اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْهُ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ'' (سورۃ الحجرات، آیت نمبر ۱۲) اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو، بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو! بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول فرمانے والا مہربان ہے۔

اسی طرح سچے مسلمان کی یہ بھی شان ہے کہ وہ دوسروں کو حکمت و بہتری سے نصیحت کرے اور جھگڑا کرے ان معاملات میں، جن میں ان سے اختلاف ہے، ایسے مہذب انداز میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ راضی رہے۔

یہ وہی ہے جو میرے پاک ہے، باقی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے۔

مفتی جمہوریہ عرب مصر

ڈاکٹر محمد طنطاوی

امام الازہر الشریف

2: جمہوریہء عربیہ سوریہ (شام) کے مفتی کا جواب:

تصوف ایک ایسا منہج ہے جس کا مقصد اپنے اقوال، افعال اور اخلاق میں قرآنِ کریم کی اتباع کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ ﷺ کے اخلاق کریمہ سے روشنی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ایک استاد جس نے تربیت وسلوک کی اجازت لے رکھی ہے اس کے

Marfat.com

لئے ضروری ہے کہ وہ متعلم کو درج ذیل اہم چیزوں کی طرف متوجہ کرے:

1: تزکیۂ نفس کی طرف جسکی طرف اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اشارہ کیا:
''قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا'' (سورۃ الشمس، آیت نمبر۹) یقیناً وہ مراد کو پہنچا جس نے اسے (نفس) ستھرا کیا اور کثرت ذکر اللہ کی طرف جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اشارہ کیا گیا:
''وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ'' (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۳۵) اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں......،

2: احسان کی معرفت کی طرف جس کی طرف نبی کریم ﷺ کے اس فرمان میں اشارہ کیا گیا:
''أن تعبد الله كأنك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك'' (مسلم، کتاب الایمان، مسند احمد، باب الایمان والاسلام والاحسان)

کہ تو اللہ تعالیٰ کی پرستش اس طرح کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، پس اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے یقیناً دیکھ رہا ہے۔ اور وہ جس کی طرف اللہ تعالیٰ کی کتاب نے بلایا ہے: ''كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ، لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ'' (سورۃ التکاثر، آیت ۵،۶)۔ ہاں ہاں اگر تم یقین کا علم جانتے (تو مال کی محبت نہ رکھتے) بیشک ضرور دوزخ کو دیکھو گے۔

اسی طرح ''تصوف'' ایک اصطلاح ہے، جس کا ظہور اصطلاحات کے اس دور میں ہوا، جب ہر فن اور علم کی اپنی اپنی خاص اصطلاحات وضع ہونے لگیں جیسے عربی زبان، قواعدِ نحو، فرائض اور باقی عام علوم وفنون جو ہمارے موجودہ دور تک خاص اصطلاحات کے ساتھ جانے پہچانے جاتے ہیں۔ اور جس طرح ہر صنعت اور ہر علم وفن میں کچھ ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو عظیم مقصد تک بہتر طریقے سے نہیں پہنچ سکتے اور اس علم یا اس فن، جس تک ان کا پہنچنا مقصود ہوتا ہے، میں وہ لوگ اجنبی گردانے جاتے ہیں تو اس علم یا فن کا فقیہ شخص آتا ہے اور حقیقت کو واضح کرتا اور اجنبی حضرات کو باہر پھینکتا ہے تاکہ طیب کو خبیث سے جدا کیا جائے۔

اسی طرح تصوف کے حوالے سے کچھ لوگ ہیں جو اس کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ وہ اس کو نہیں جانتے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس پر تنقید کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس کو ان جعل ساز لوگوں کے واسطے سے یا ان اجنبی ناواقف لوگوں کے ذریعے پہچانا ہے جنہوں نے اس کی حقیقت کو علمی، عملی اور سلوکی طور پر بگاڑ دیا ہے۔

Marfat.com

بہر حال تصوف اپنی حقیقت و جوہر کے حساب سے ہمیشہ ان لوگوں کی طرف سے تعریف وثناء کا محور رہا ہے، جنہوں نے اس علم اور اس کی حقیقت کا علم رکھنے والے سچے حضرات کو جانا، لہٰذا تصوف پر صرف دو طرح کے گروہ ہی حملہ وتنقید کر سکتے ہیں:

1: ایک گروہ ایسا ہے جو، اس کے حقیقی علم، اس کے علماء اور اس کے عارفین کو نہیں جانتا۔

2: دوسرا گروہ اجنبی اور ان لوگوں پر حملہ کرتا ہے، جنہوں نے عام کاموں، سلوک اور بدعتوں سے تصوف کو بھر دیا۔ جس کی شریعت اور صحیح اسلامی فکر کی رو سے کوئی گنجائش نہیں ہے، یا ان باتوں پر حملہ کرتا ہے، جو حاسدین نے تصوف کی کتابوں میں پرنٹنگ پریسوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ملاوٹ کر دی تھیں، کیونکہ اس وقت کتابیں ہاتھوں سے لکھی جاتی تھیں، یعنی اس کے نسخے بھی ہاتھوں سے تیار ہوتے تھے۔

بہر حال <u>حقیقی آثارِ تصوف</u>! تو ان کا مضبوط منہج واثر، مبارک اسلامی فتوحات اور اقوام عالم کے مختلف حصوں میں ظاہر و واضح ہو چکا ہے۔

یہ اخلاقی سلوکی تربیت اور اس کے اصحاب، اعداءِ اسلام کے خلاف ہمیشہ جہاد کے میدانوں میں اپنی بہادرانہ کوششوں کے ساتھ مشہور و معروف رہے ہیں اور اسی طرح آثارِ تصوف کی معرفت، حقیقی صوفیہ کے اخلاق وسلوک کی پہچان سے ہوتی ہے کہ کس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی معرفت، محبت، اسکے اوامر کی پابندی، نواہی سے اجتناب میں اپنے آپ کو ثابت قدم رکھا اور ایسے داعی حضرات سے جنہیں اللہ تعالیٰ نے منتخب کر لیا اور انہوں نے صدیوں تک فرزندانِ اسلام کے اعلیٰ نمونے تیار کیے۔

اور ان عظیم کارناموں پر سب سے بڑی گواہ تاریخ ہے کہ کس طرح حقیقی اہل تصوف اپنے اخلاق، اعمال، سلوک اور دوسرے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک میں سراج منیر تھے۔ "وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا" (سورۃ الاحقاف، آیت نمبر۱۹)۔ ہر ایک کے لئے عمل کے اپنے درجے ہیں۔ اور جب کوئی قول کسی کی طرف منسوب ہو تو اس کا حوالہ نہ تو اس کا کلام اور نہ ہی اس کا قول ہے بلکہ حوالہ کتاب و سنت ہے اور بعض اوقات ان کی طرف منسوب کردہ اشیاء ان پر تھوپی ہوئی ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "من أحدث فى أمرنا ماليس منه فهو ردّ" (البخاری والمسلم)

جس شخص نے ہمارے دین میں کسی نئی چیز کا اضافہ کیا، جس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے تو وہ چیز

Marfat.com

مردود ہے۔ جبکہ مسلم کی ایک اور روایت میں آیا ہے: "من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو ردّ" جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہماری طرف سے کوئی حکم نہیں ہے، تو وہ کام مردود ہے۔ اسی سے واضح ہوتا ہے کہ حقیقی منہج قرآن کریم اور سنت مطہرہ کا منہج ہے اور اسی کی روشنی میں ہر ایک، جو اس مسلک پر چلتا ہے، اس کی تربیت معرفت الٰہی کی حقیقت، اس کی محبت، تطبیق کتاب اللہ، اتباع رسول اللہ اور آپ کے ان اخلاق پر ہوتی ہے جن کی طرف قرآن کریم نے اشارہ کیا ہے، تو یہی وہ منہج ہے جس پر حقیقی اہل السنت والجماعت قائم و دائم ہیں۔

بہر حال ان کو برا بھلا کہنا یا ان کی تکفیر کرنا! جن کا ذکر ابھی ہوا ہے، وہ درج ذیل حدیث کے زمرے میں آئے گا، ارشادِ نبوی ہے: "سباب المؤمن فسوق و قتاله كفر" مومن کو برا بھلا کہنا گناہ اور اس کا قتل کرنا کفر ہے، لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ وہ تمام مسلمانوں کو کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور اس پر، جس پر ہمارے سلف صالحین تھے، اکٹھا کردے اور ہمیں کسی موضوع یا کسی خبر کو پہنچانے والے پر بناء تحقیق و وضاحت کوئی فتویٰ لگانے سے گریز کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا" (سورۃ الحجرات، آیت نمبر ۶) اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو تحقیق کرلو۔

بہر حال آپ کا کہنا کہ اوّلین محترم صوفیہ جیسے جنید بغدادی، بشر بن حارث، حارث محاسبی، معروف کرخی، شیخ عبدالقادر جیلانی اور سید احمد رفاعی وغیرہ کے بارے میں علماء کی کیا رائے ہے؟ تو یہ بات معلوم ہے کہ ان کے آثار و کارنامے ان پر دلالت کرتے ہیں بقول شاعر:

تلک آثارنا تدلّ علینا　　　فانظروا بعدنا الی الآثار

یہ ہمارے کارنامے ہیں جو ہم پر دال ہیں، لہٰذا　　ہمارے بعد ہمارے کارناموں کو دیکھنا

اور جس طرح ہم نے ابھی ذکر کیا ہے کہ اسلام زمین کے مشارق و مغارب میں ان اور ان کے پیروکاروں کے واسطے سے پھیلا، ان سے دن و رات صرف عیسائی علماء اور استعماری نمائندے ہی لڑائی کرتے رہے۔ ان کی شان و مقام کو صرف وہی لوگ کم کرتے ہیں جنہوں نے ان کی تاریخ اور ان کے اعمال و کارناموں کو نہیں پڑھا یا نہیں دیکھا۔ ندوۃ العلماء ہندوستان کے سربراہ اور مجمع عربی علمی دمشق کے رکن شیخ ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ نے اپنی نئی کتاب "رجال الفکر والدعوۃ فی الاسلام" میں

Marfat.com

صوفیہ کے کارناموں کو ''دعاۃ الاسلام ومشاعل الایمان'' کے عنوان میں صفحہ ۳۴۹ پر کچھ اس طرح واضح کیا ہے، جس کا مفہوم ہے: ان حضرات کا اسلام کے پھیلانے میں بہت بڑا حصہ ہے ان دور دراز علاقوں میں جنہیں مسلمان لشکر فتح نہیں کر سکے یا انہیں اسلامی حکومت کے تحت لانے میں ناکام رہے، ان کی وجہ سے اسلام افریقہ، بحر ہند کے جزیرے، انڈونیشیا، ہندوستان، چین، سائبیریا، وغیرہ میں پھیلا۔ اس کتاب میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ساتویں صدی ہجری میں تاتاریوں نے اسلامی دنیا کو فتح کیا، اس کو قتل وغارت سے نہایا اور ماسوا کمزور جان کو کسی کو نہ چھوڑا، جہاد ومقابلے کی تلوار رک گئی اور اس نے اپنا کام کرنا چھوڑ دیا تو تمام مسلمان مایوس ہو گئے اور لوگوں کو پکا یقین ہو گیا کہ تاتاریوں کو نیچا دکھانا محال ہے اور عالم اسلامی کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ ان ظالم لوگوں کے ماتحت رہیں، اسلام ختم ہو چکا اور اس کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔ اس وقت یہ مخلص داعی کھڑے ہوئے اور ان ظالم تاتاریوں کے قلوب میں اسلام کی شمع کو جلانا شروع کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے اسلام کے دروازے اپنے اوپر کھول دیئے اور فوج در فوج اس میں داخل ہونا شروع ہو گئے، یہی وجہ ہے کہ انہیں اسلام کے مقابلے میں لڑتے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا یہاں تک کہ ان کی اکثریت نے اسلام کو اس طرح قبول کیا کہ ان کا شمار اسلام، اس کے علم اور اس کے پیغام کے حاملین میں ہونے لگا اور ان میں کئی فقہاء، زہاد، مجاہدین اور علماء پیدا ہو گئے۔

بہر حال اوّلین محترم صوفیہ کے بارے میں علماء کی رائے! تو اس سے کچھ کا خلاصہ ہم یہاں بیان کر رہے ہیں۔

1: ابوالقاسم جنید بن محمد ذوالجناحین (دو پروں) امام الطائفتین (یعنی دونوں گروہوں یعنی فقہاء وصوفیہ کے پیشوا) یکتائے روزگار تھے، شریعت کے عظیم فقیہ اور حقیقت کے بڑے قطب تھے، فقہ ابوثور اور تصوف اپنے ماموں سری سقطی رحمہ اللہ سے حاصل کیا۔ چنانچہ امام سبکی رحمہ اللہ ''جمع الجوامع'' میں کہتے ہیں: ہماری رائے ہے کہ شیخ جنید اور اس کے اصحاب کا طریقہ سیدھی قوم کا طریقہ ہے، جس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے کیونکہ وہ شرعی احکامات اور قلوب کا تصفیہ کرنیوالے اخلاق کا جامع ہے، جبکہ امام جنید بغدادی رحمہ اللہ کا اپنا قول ہے: ''علمنا و مذهبنا هذا مقيد بأصول الكتاب والسنة'' ہمارا یہ علم اور مذہب کتاب وسنت کے اصولوں کا پابند ہے۔ مزید آپ کا

Marfat.com

ارشاد ہے:

"الطريق كلها مسدودة الا من اقتفى أثر الرسول عليه الصلوٰة والسلام"۔ تمام راستے مسدود ہیں مگر وہ جو اتباع رسول پر مبنی ہو، عبداللہ بن خفیف نے فرمایا۔ ہمارے پانچ مشائخ کی اقتداء کرو اور آپ نے ان میں حارث بن اسد محاسبی اور جنید بن محمد کو شمار کیا کیونکہ انہوں نے علم اور حقائق دونوں کو جمع کر دیا تھا۔ شیخ الاسلام زکریا اپنی شرح میں فرماتے ہیں: "أی جمعوا بين الشريعة والحقيقة ومن جمع بينهما كلم الناس بما تقتضيه أحوالهم" یعنی انہوں نے شریعت وحقیقت دونوں کو ایک ساتھ جوڑ دیا اور جس نے ان دونوں کو ایک ساتھ جوڑ دیا وہ لوگوں کے اقتضائے حال کے مطابق گفتگو کرتا ہے۔

حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی[52] کی کتاب "حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء" میں آیا ہے کہ" جنید بن محمد جنید" فنون علم کی تعلیم دینے والے، عیون حلم کی تاکید کرنے والے، خالص ایقان و ثابت ایمان سے منور، احکامِ کتاب کے عالم، حکم خطاب کے عامل، بیان وکلام کے مطابق، آپ کی گفتگو نصوص سے مربوط، آپ کا بیان ادلہ سے مبسوط ہوتا تھا، کیونکہ اس کی شکلیں شافی بیان، کافی منہج اور روافی عمل سے مملوء ہونے کی وجہ سے بلند تھیں۔

حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ کی کتاب "حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء میں صوفیہ کی ان کے علم، زہد، تصوف، مواعظ، موثر ارشادات، عبادات، قیام اللیل اور تہجد وغیرہ کے بیان سے ان کے احوال کی تشریح کی گئی ہے۔ اسی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا مقام، اصلاح وارشاد کے حوالے سے ان کے کام، ان کی سنت شریفہ کی نصرت اور ان کی علمی قابلیتوں کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، جن سے ہر منصف، مخلص اور حقیقت کے متلاشی کے لئے حق پوری طرح نکھر کے سامنے آجاتا ہے۔

2: جبکہ معروف کرخی تو ان کے حالاتِ زندگی: "حلیۃ الاولیاء"، "وفیات الاعیان"، "شذرات الذھب"، "سیر أعلام النبلاء" اور "طبقات الصوفیہ" میں مکمل شرح وبسط کے ساتھ مذکور ہیں چنانچہ علامہ امام ابواسحاق ابراہیم بن احمد حنبلی رحمہ اللہ (ت: ۸۰۳ھ) اپنی کتاب: "أحسن المحاسن" میں معروف کرخی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں: "كان قد باداه الله تعالىٰ بالاجتباء في حال الصبا" اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپن سے حالت اجتباء یعنی قبولیت سے نوازا تھا۔

Marfat.com

اور حضرت سری سقطی رحمہ اللہ نے ان کے متعلق کہا تھا: ''ھذا الذی أنا فیه انما ھو من برکات معروف'' میں جو کچھ بھی ہوں یقیناً معروف کی برکات سے ہوں۔

3: حافظ ابونعیم کی کتاب: ''حلیۃ الاولیاء'' میں حارث بن اسد محاسبی کا بھی کچھ ذکر آیا ہے، جس میں انہوں نے آپ کے اقوال وارشادات کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے احوال کو بیان کیا ہے، چنانچہ ان کے متعلق ان کا کہنا ہے: ''حارث محاسبی الوان حق کے مشاہد و مراقب اور آثارِ رسول ا کے مساعد و مصاحب تھے، آپ کی تصانیف مدون و مسطور ہیں، آپ علم اصول میں راسخ وراجح تھے، فضول چیزوں میں پڑنے سے اجتناب و پرہیز کرنے والے تھے، جعل ساز دشمنوں کا قلع قمع کرنے والے تھے اور مریدین و منیبین کے لئے قابل و ناصح تھے۔'' اور آپ کا قول ہے:

''العلم یورث المخافة والزھد یورث الراحة والمعرفة تورث الانابة ،من صحح باطنه بالاخلاص والمراقبة زین ظاھره بالمجاھدة واتباع السنة'' علم خوف، زہد، راحت اور معرفت، انابت کا سبب بنتی ہے، جس شخص نے اپنے باطن کی اخلاص و مراقبہ سے تصحیح کی، اس نے اپنے ظاہر کو مجاہدہ و اتباع سنت سے مزین کرلیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ''والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین'' (سورۃ الأحزاب، آیت نمبر ۷۳) اور وہ لوگ جنہوں نے ہمارے راہ میں مجاہدہ کیا، انہیں ہم ضرور اپنے راستوں کی راہنمائی کریں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔ اور جنید بغدادی کے اقوال میں سے ہے:

''علمنا مضبوط بالکتاب والسنة ومن لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث ولم یتفقه لا یقتدی به'' ہمارا علم کتاب وسنت کیساتھ مضبوط ہے، جس نے قرآن کو یاد نہ کیا، حدیث کو نہ لکھا اور فقہ کا علم نہ پایا، اس کی پیروی جائز نہیں ہے۔

کتاب الحلیۃ میں آیا ہے۔ ''ابونصر بشر بن حارث حافی کو اللہ تعالیٰ نے عظیم فتوحات سے نوازا اور سخت مشکلات سے بچایا تھا۔''

آپؒ کے اقوال میں سے ہے: ایک دانا شخص دوسرے صاحب کو ملا تو ایک نے دوسرے کو کہا اللہ تعالیٰ تجھے نہیں دیکھتا جب تجھے روکتا ہے اور گم ہو جاتا ہے جب تجھے حکم دیتا ہے میں کہتا ہوں اگر ہم اُن کے اقوال اور اللہ کے ساتھ ان کے احوال کی طرف رجوع کریں تو ہم انتہائی عجیب چیزیں دیکھیں گے، جبکہ ان کے اقوال میں اتنی زیادہ خوشی و مسرت ہے جو سینوں کو کھول دیتی ہے۔

Marfat.com

4: جبکہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تو ان کے بارے میں شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کا کہنا ہے: ''الشیخ عبدالقادر سلطان الطریق'' شیخ عبدالقادر طریقت کے سلطان ہیں۔ ابو عبداللہ قرشی نے کہا: شیخ عبدالقادر اپنے دور کے تمام عارفین، علماء، اولیاء اور مشائخ کے سردار ہیں۔

''شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ نے ان کے متعلق فرمایا: ''بحر شریعت، شیخ عبدالقادر کی دائیں طرف جبکہ بحر حقیقت، ان کی بائیں طرف ہے، جس میں سے چاہیں چلو بھر لیں۔''

سب کا اتفاق ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی محفل میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ بیٹھا کرتے تھے اور آپ کے ارشادات کو چار سو قلم دان بیک وقت تحریر کیا کرتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے اکابر مشائخ سے ملاقاتیں کیں، ان سے علوم شریعت حاصل کیے آپ کو اللہ تعالیٰ نے مواہب (غیر معمولی صلاحیتیں) عطا فرمائے، آپ کو قبولیت عام اور رعب سے نوازا، حکمت کو آپ کے دل سے زبان پر ظاہر کیا، کئی طلباء علماء اور اولیاء نے آپ کا قصد کیا، آپ کے ہاں عراق میں مریدین کی تربیت مکمل ہوئی، معارف کا علم آپ کے سپرد کیا گیا۔ امام الفریقین: (علماء و اولیاء) اور موضح الطریقتین (شریعت و حقیقت) کے القابات سے نوازا گیا۔ مخلوق خدا کی ایک بڑی تعداد نے آپ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔

آپ کو شیخ عارف باللہ یوسف ہمدانیؒ نے فرمایا: ''یا عبدالقادر ! تکلم علی الناس'' اے عبدالقادر! لوگوں سے خطاب کرو! تو نے فقہ ، اس کے اصول، مسائل خلاف، نحو، عربی زبان اور تفسیر قرآن کو یاد کیا ہے۔ لہٰذا تیرے لئے خطاب کرنا کس طرح ٹھیک نہیں ہے۔ منبر پر چڑھو کیونکہ میں تجھ میں ایسا عرق دیکھ رہا ہوں جو پھل پھول کر عنقریب تن آور کھجور کا درخت بنے گا۔

بالاتفاق شیخ عبدالقادر جیلانیؒ طریقت کی دلیل، حقیقت کے ترجمان، مشائخ کے استاد، عارفین کے پیشوا اور سالکین کے لئے ستون ہیں، آپ کو کئی کمالات ملے اور آپ اپنے زمانے کے بغیر کسی اختلاف کے امام بن گئے، تربیت مریدین کی راہنمائی آپ پر بس تھی جس کی معرفت کے لئے ''کتاب العوارف'' کافی ہے جو مکنوناتِ معارف اور مصنوناتِ محاسن کے ساتھ ساتھ ایسے لطائف پر مشتمل ہے جس میں معارف کے درر اور حکم کے یواقیت موجود ہیں۔

5: جبکہ شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ، تو آپ کی ولادت ۵۰۰ ہجری اور وفات ۵۷۸ ہجری میں ہوئی، سید احمد بن زین باعلوی کی تصنیف ''العینیۃ'' کی شرح میں اس کے ناظم عبداللہ بن علوی حداد با

Marfat.com

علوی، شیخ احمد رفاعی کے حالاتِ زندگی کچھ اس طرح ذکر کرتے ہیں: ''عارفین کے تاج، شیوخ کے شیخ، مقربین کے صدر، اولیاء کے قطب، اصفیاء کے امام احمد ابوالعباس بن ابوالحسن رفاعی، اور آپ کے بارے میں عفیف الدین یافعی کچھ یوں کہتے ہیں!'' میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ سید احمد بن رفاعی فاطمی حسینی ایک جبل راسخ، ولی کامل اور سنت کے بحر وافر تھے۔'' آپ کے تمام ہم عصر علماء نے آپ کے بلند مقام کا اعتراف کیا اور آپ کے عصر کے اکابر قائدین آپ کی ہدایت کے جھنڈے کے نیچے چلے جبکہ آپ پر تواضع، مکارم اخلاق اور آنحضور ﷺ کی حسن اتباع و اقتداء بند تھی۔ آپ کے عالی مقام کے حوالے سے امام سیوطی رحمہ اللہ کا بیان بہت واضح ہے: بالاتفاق شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ ان مخصوص لوگوں میں ہیں جن کے مقام کو تمام حفاظ کرام اور علماء عظام نے جانا، آپ کا سلسلہء طریقت بہت پھیلا اور آپ نے اس میدان میں تمام لوگوں پر برتری پائی۔ آپ شریعت پر استقامت، تربیت، تعلیم کتاب اللہ، حکمت اور تزکیہء نفوس میں راسخ پہاڑ کی مانند تھے۔ آپ کے مبارک ہاتھوں پر اتنی مخلوق نے فائدہ اٹھایا جن کا اندازہ صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور آپ کے خلفاء و تلامذہ کا اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں بہت بڑا حصہ تھا۔ اس سب کے باوجود ان حضرات کی سیرتیں، جن کے متعلق آپ نے دریافت کیا ہے، کتب مطولہ میں شرح و بسط کے ساتھ موجود ہیں، جیسے ابن کثیر کی ''البدایۃ والنھایۃ'' ابونعیم رحمہ اللہ کی ''حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء'' ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ[53] کی ''طبقات الصوفیۃ''، میری کتاب: ''طبقات الشعراء و قلائد الجواہر''، شیخ ابن تیمیہ کی ''العبودیۃ'' اور ان کے علاوہ سوانح حیات کی کئی کتابیں اور اسی طرح موجودہ دور کی کئی کتابیں، جن میں ان کی زندگی کے مختلف گوشوں کی کافی تفصیل آئی ہے۔ کتنی خوبصورت بحث ہے ان حضرات کے آثار و کارہائے نمایاں کی؟ اقطار عالم کی طرف ان کے اسفار کی معرفت کی۔ تعریف سے بے نیاز ان حضرات نے اپنے نوری اعمال، پاکیزہ مساعی اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت کے علم کو بلند کرتے ہوئے پورے عالم کو نوازا، یقینی طور پر یہ اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کے دین کے دفاع میں ثابت قدم رہنے والے عظیم ائمہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا کرنے والا ہے۔

Marfat.com

3: وزارت مذہبی امور واوقاف (UAE) کا جواب:

ہر چیز سے پہلے تصوف کی لغوی اور اصطلاحی مفہوم کو اس کے اپنے احباب و اساتذہ سے جاننا ضروری ہے، چنانچہ علامہ امام ابوالقاسم قشیری کے ''رسالے'' میں آیا ہے۔ استاد نے فرمایا: ''الصفا محمود بکل لسان و ضده الکدورة وهی مذمومة'' صفائی ہر زبان پر اچھی لگتی ہے اور اس کی ضد کدورت انتہائی مذموم چیز ہے، اور ابو جحیفہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل تھا فرمایا: ''ذھب صفوالدنیا وبقی الکدر فالموت الیوم تحفۃ لکل مسلم'' دنیا کی صفائی چلی گئی اور کدورت رہ گئی ہے، لہٰذا ہر مسلمان کے لئے آج موت تحفہ ہے۔

استاد صاحب نے فرمایا: یہ تسمیہ اس گروہ پر کثرت سے بولا جانے لگا، کہا جاتا تھا: رجل صوفی، جماعۃ صوفیۃ، یعنی وہ صوفی شخص ہے، فلاں جماعت صوفی ہے۔ اور جو شخص اس طریقے پر چلے، اسے ''متصوف'' اور اس جماعت کو ''متصوفۃ'' کے نام سے یاد کیا جانے لگا، عربی زبان میں اس نام پر کوئی قاعدہ مذکور نہیں ہے اور اس میں زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ قلب کی مانند ہے، بہرحال اس شخص کا قول جس کا یہ کہنا ہے کہ یہ ''صوف'' (اون) سے ہے اور ''تَصَوَّفَ'' جب وہ اون کا لباس زیب تن کرے، جس طرح کہا جاتا ہے: ''تقمص'' جب کوئی شخص قمیص پہنے، تو یہ ایک وجہ ہے، لیکن یہ قوم صوفیہ اون کا لباس زیب تن کرنے میں مخصوص نہیں ہے۔ جبکہ وہ شخص جس نے یہ کہا کہ یہ ''اصحابِ صفہ'' کی طرف منسوب ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے صفہ (چبوترہ) میں ہوتے تھے، تو صفہ کی طرف نسبت صوفی وغیرہ پر صادق نہیں آتی، مزید جس شخص کا یہ کہنا ہے کہ یہ لفظ ''صفا'' سے ہے تو صوفی کا ''صفا'' سے اشتقاق، عربی کے متقضی سے بہت دور ہے۔ مزید برآں یہ گروہ اپنی تعین میں کسی لفظی قیاس یا استحقاق اشتقاق کی احتیاج سے زیادہ شہرت رکھتا ہے۔

کئی حضرات نے تصوف کے بارے میں بات کی ہے کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ اور اسی طرح صوفی کے بارے میں کہ وہ کون ہے؟ پھر ہر ایک نے بیان کیا جو اس کے ساتھ پیش آیا، ان تمام کا ذکر یہاں ہمیں ہمارے مقصود و مطلوب سے دور کر دے گا، تاہم ان میں کچھ اقوال بطور تلمیح بیان کریں گے۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''مقصدہ الاسنیٰ'' میں فرمایا: یقیناً تو رموز و

Marfat.com

اشارات سے متنبہ ہو جائے گا اگر تُو اس کے اہل سے ہے۔ بہر حال اے میرے بھائی! تشریح سے مراد یہ ہے کہ تو تقدیر کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اسرار و رموز کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ سکے جبکہ تنبیہات وتحویمات کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

ابو محمد جریری (ت: ۳۱۱ھ)[54] سے تصوف کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''الدخول فی کل خلق سنی والخروج من کل خلق دنی'' ہر اعلیٰ اخلاق میں دخول اور ہر ہلکے اخلاق سے خروج تصوف ہے۔

اور محمد بن علی قصاب رحمہ اللہ[55] نے کہا: ''التصوف أخلاق كريمة ظهرت في زمان كريم من رجل كريم مع قوم كرام''، تصوف وہ اچھے اخلاق ہیں جو بہتر انسان سے بہتر لوگوں کے ساتھ بہتر زمانے میں ظاہر ہوئے۔

اور معروف کرخی رحمہ اللہ نے کہا: ''هم أهل بيت واحد لا يدخل فيهم غير هم والصوفي كالارض يطرح عليها كل قبيح ولا يخرج منها الا كل مليح'' وہ ایک گھر والے ہیں، ان میں ان کے علاوہ داخل نہیں ہوسکتا، اور صوفی کی مثال اس زمین کی مانند ہے جس پر ہر ہلکی چیز پھینکی اور ہر اچھی چیز نکالی جاتی ہے۔

اور ابو سعید خراز رحمہ اللہ (ت: ۲۶۸ھ) نے، جب ان سے صوفی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ''من صفّى ربه قلبه فامتلا قلبه نوراً ومن دخل في عين اللذة بذكر الله'' جس کے دل کو اس کے رب نے صاف کر دیا تو اس کا دل نور سے بھر گیا اور وہ اللہ کے ذکر میں حقیقی لذت پا گیا۔

اور جعفر خلدی رحمہ اللہ[56] (ت: ۳۴۸ھ) فرماتے ہیں: ''تصوف نفس کو عبودیت میں ڈالنے، بشریت سے نکالنے اور کلی طور پر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا نام ہے''، شبلی رحمہ اللہ سے تصوف کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ''اس کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی معرفت اور انتہاء اس کی توحید ہے۔''

اور امام غزالی رحمہ اللہ (ت: ۵۰۵ھ) اپنی ہمیشہ رہنے والی کتاب ''احیاء علوم الدین'' میں فرماتے ہیں: ''طریقت، مجاہدہ میں پیش رفت، صفات مذمومہ کا اختتام، تمام دنیاوی علائق سے قطع تعلق اور حقیقت خداوندی کے ادراک کا نام ہے، جب یہ حاصل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے دل کے متولی اور اس کو اپنے انوارِ علم سے منور کرنے کے کفیل بن جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل کا متولی بن جائے تو اس پر رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ دل میں انوار رواں ہوتے ہیں۔ سینہ

Marfat.com

کشادہ ہو جاتا ہے، اس پر اسرارِ خداوندی منکشف ہوتے ہیں، دل کے چہرے سے غفلت کے پردے رحمت باری تعالیٰ سے چھٹ جاتے ہیں اور اس میں امور الٰہیہ کے حقائق روشن ہوتے ہیں۔ پھر جب یہ حاصل ہو جائے تو مشاہدے کا مقام مل جاتا ہے۔''

ہمیں محمد بن عثمان بن کرامۃ نے، پھر خالد بن مخلد نے، پھر سلیمان بن بلال نے بیان کیا ہے، پھر مجھے شریک بن عبداللہ بن ابونمر نے عطاء سے، پھر وہ ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے میرے ولی سے دشمنی کی تو میں اسے جنگ کی دعوت دیتا ہوں، میرا بندہ میرے قریب اس محبوب چیز کی وجہ سے ہوتا ہے جو میں نے اس پر فرض کی اور میرا بندہ ہمیشہ میرے قریب نوافل کے ساتھ ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے پسند کرنے لگتا ہوں، تو جب میں کسی کو پسند کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے تو اسے ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو اسے ضرور پناہ دیتا ہوں اور میں کسی چیز کو واپس نہیں کرتا جسے میں کرنا چاہتا ہوں، تاہم اپنے اس مؤمن بندے کے حوالے سے جو موت کو ناپسند کرتا ہے تردد کرتا ہوں، جبکہ میں اس کی برائی کو ناپسند کرتا ہوں۔''

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے دھمکی ہے کیونکہ اللہ جس سے جنگ کرتا ہے اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

علامہ فاکہانی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ مجاز بلیغ کی قسم سے ہے کیونکہ جس نے اللہ تعالیٰ کے محبوب کو ناپسند کیا اس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی اور جس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی اس نے اس کی نافرمانی کی اور جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اُسے وہ ہلاک کر دیتا ہے اور جب یہ دشمنی کے حوالے سے ثابت ہو گیا تو اس کے الٹ سے دوستی کا ثبوت بھی مل گیا گویا جس نے اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے دوستی کی اسے وہ عزت و اکرام سے نوازتا ہے۔

اور انسؓ کی روایت کردہ حدیث میں ہے: ''جسے میں پسند کرتا ہوں تو میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور مددگار بن جاتا ہوں'' یہ بندے کی نصرت، تائید اور اعانت سے مجاز و کنایہ ہے، اس طرح کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے اپنے آپ کو ان آلات کی جگہ اتارتا ہے جن سے وہ بندہ مدد حاصل کرتا

Marfat.com

ہے۔ اسی وجہ سے ایک اور روایت میں ہے: ''میرے ساتھ وہ سنتا، میرے ساتھ دیکھتا، میرے ساتھ پکڑتا اور میرے ساتھ چلتا ہے۔''

جبکہ صوفیہ کے ایک امام ابوعثمان حیریؒ، جن سے امام بیہقی نے زہد میں سند حاصل کی تھی، انہوں نے اس حدیث کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے: ''میں اس کی ضروریات کو پورا کرنے میں جلدی کرتا ہوں، اس کے کانوں کی سماعت میں، آنکھوں کی بصارت میں، ہاتھوں کے لمس میں اور اس کے پاؤں کے چلنے میں۔''

اور طبرانی کے ہاں حذیفہ کی حدیث میں ہے: ''وہ میرے اولیاء واصفیاء میں اور جنت میں شہداء، صدیقین اور انبیاء کے ساتھ میرا ہمسایہ ہوگا۔''

اور قسطلانی، صحیح کی اپنی شرح اور ترجمہ کے لئے حدیث کی مناسب میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد تواضع کا باب ہے، جو اللہ تعالیٰ کے اس قول ''من عادی لی ولیا'' سے ماخوذ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی دشمنی پر زجر وتوبیخ مستلزم ہے جبکہ تمام اولیاء سے دوستی کا حصول صرف ان کے ساتھ تواضع کی صورت میں ہوسکتا ہے کیونکہ ان میں گرد آلود اور بکھرے ہوئے بالوں والے کو اللہ تعالیٰ خالی نہیں لوٹاتا، یا پھر نوافل کے ذریعے قربِ خداوندی صرف انتہائی تواضع وانکساری کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔

جبکہ محترم صوفیہ کے متعلق رائے! تو یہ ان کے طبقات وتراجم کی مدد سے ان کے سلوک اور ان کے احوال کی معرفت پر موقوف ہے کیونکہ انہوں نے شریعت وحقیقت کو اکٹھا کر دیا، اس لئے کہ ''ابن الملقن'' ''طبقات'' میں کہتے ہیں: یہ ''دنیا کے ہر گوشے وکونے کے علماء کے طبقات اور اقطاب کے اوتاد کا اجمالاً ذکر ہے، جسے میں نے اس خیال سے یہاں اکٹھا کیا ہے تاکہ میں ان کے آثر سے روشنی حاصل کروں، ان کے آثار پر چلوں، اس امید کے ساتھ کہ میں ان کی لڑی میں پرو دیا جاؤں، کیونکہ مرد اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے، ان کے ذکر سے زندہ رہوں اور مجھ سے تکلیف دور ہو جائے۔''

جنید رحمہ اللہ کے ذکر کے وقت اس نے کہا: ''ابوالقاسم اپنے وقت کے شیخ اور منفرد شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی اصل نہاوند سے جبکہ پیدائش ونشوونما بغداد میں ہوئی تھی، مشائخ کی ایک جماعت کی صحبت اختیار کی، فقہ ابوثور سے حاصل کی اور ان کی موجودگی میں اپنے حلقے میں فتوی دیا

Marfat.com

کرتے تھے جبکہ عمر صرف بیس سال تھی، ان کے اقوال میں سے ہے: ''اللہ تعالیٰ کے بندے سے اعراض کی علامت اس کو ان کاموں میں مشغول کر دینا ہے جن میں اس کا کوئی مقصد نہیں ہوتا'' اور ان کا قول ہے: ''جس نے قرآن کو یاد اور حدیث کو لکھا نہیں اس کی اس معاملے میں اقتداء نہ کی جائے کیونکہ ہمارا علم کتاب وسنت کے ساتھ مقید ہے۔'' اور مزید فرمایا: ''جس نے عزت کو باطل سے طلب کیا، اللہ تعالیٰ اسے ذلت حق سے دے گا۔'' مزید فرمایا: ''ادب کی دو قسمیں ہیں: ایک باطنی دوسرا ظاہری، جبکہ پہلا عیوب سے دل کو پاک کرنے اور دوسرا اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھنے سے عبارت ہے۔''

اور بشر حافی کے ذکر میں کہتے ہیں: ''آپ طریقت کے اشخاص میں ایک ہیں، حقیقت کے معدن میں آپ کا شمار صلحاء وعظیم اتقیاء میں ہوتا ہے۔'' آپ کے مناقب کی تعداد بہت زیادہ ہے جنہیں ابن جوزی رحمہ اللہ نے الگ تالیف کیا ہے۔ آپ کے اقوال میں سے ہے: ''تو اس وقت تک کامل نہیں بن سکتا جب تک تیرا دشمن تجھ سے محفوظ نہ ہو تو تجھ میں بھلائی کیسے ہوگی، جب تجھ سے تیرا دوست بھی محفوظ نہیں ہے۔'' آپ رحمہ اللہ نے فرمایا۔ ''بندہ جب طاعت میں کمی کرتا ہے تو اس سے اس کی محبوب چیزیں سلب کر لی جاتی ہیں۔''

جبکہ معروف کرخی رحمہ اللہ تو ''آپ سادات میں ایک اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے، آپ کی ظاہری قبر سے برکت طلب کی جاتی ہے اور اہل بغداد اس کے ذریعے بارش سے نوازے جاتے ہیں۔'' ابوعبدالرحمٰن زہری رحمہ اللہ نے کہا: ''آپ کی قبر قضائے حاجات کے حوالے سے مشہور ہے۔'' آپ کا قول ہے: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بہتری کا ارادہ کرتا ہے تو اس کیلئے عمل کا دروازہ کھول دیتا، اور سستی وغفلت کا بند کر دیتا ہے۔'' سری سقطی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے معروف سے اللہ کی طاعت کرنے والے لوگوں کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کس طرح اللہ تعالیٰ کی طاعت کرنے پر قدرت حاصل کرتے ہیں تو فرمایا: ''اپنے دِلوں سے دنیا کو نکال دینے سے اگر چہ ان کے دِلوں میں ایسی چیزیں ہوتی تھیں جن کی وجہ سے سجدہ صحیح ہو جاتا تھا۔''

جبکہ سید احمد رفاعی رحمہ اللہ، تو آپ ابوالعباس احمد بن ابوالحسن علی رفاعی ہیں، آپ کی نسبت آپ کے ساتویں دادے حسن اصغر کی طرف ہے جو رفاعہ کے لقب سے جانے پہچانے جاتے تھے اور ان کا نسب علی بن ابوطالب کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے، آپ مشہور گروہ کے استاد ہیں، آپ کا حق ہے کہ

Marfat.com

آپ پیشرو ہوں کیونکہ آپ نے اپنا تمام وقت، حال، صلاح اور ایک شافعی فقیہ کے طور پر وقف کیا ہوا تھا۔ آپ کا قول ہے: ''جو شخص معروف ہو گیا اس میں جس سے اس کا کوئی مقصد نہیں ہے تو اس سے وہ چیز نکل جاتی ہے جس سے اس کا مقصد ہوتا ہے اور مخلوق سے پیار حق تعالیٰ سے انقطاع ہے جبکہ ادب فقراء کی سنت اور اغنیاء کی وراثت ہے۔'' آپ سے سخاوت اور جوانمردی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ''وہ بھائیوں کی لغزشوں کو معاف کرنا اور یہ کہ تو اپنے آپ کو دوسروں پر زیادہ معتبر نہ سمجھے۔''

اور اسی طرح یہ بھی ہمارے علم میں ہے کہ تصوف کا ایک ظاہر اور دوسرا باطن ہے، اس کا ظاہر ادب کو مخلوق کے ساتھ اخلاق حسنہ سے استعمال کرنا اور اس کا باطن احوال و مقامات کو حق تعالیٰ کے ساتھ جوڑنا ہے جبکہ ظاہر باطن کی علامت اور باطن ظاہر کی حقیقت ہے، کیا تو نہیں جانتا کہ نبی کریم انے جب ایک نمازی کی طرف دیکھا اور وہ کھیل رہا تھا تو فرمایا: ''اگر یہ دل متواضع بن جائے تو اس کے تمام اعضاء جھک جاتے ہیں۔''

اور ہم ابونصر سراجؒ کے اس قول پر اختتام کریں گے: ''اہل دنیا کا ادب: فصاحت بلاغت، علوم، تاریخ اور شعر کی یاد سے ہے جبکہ اہل دین کا ادب: اس کے علم کی معرفت، نفس کی ریاضت، اعضاء کی تأدیب، طباع کی تہذیب، حدود کی حفاظت شہوات کے ترک اور خیرات میں سبقت کرنے سے عبارت ہے جبکہ اہل دین میں خصوصی لوگوں کا ادب: قلوب کی حفاظت، اسرار کی رعایت اور ظاہر و باطن کی برابری ہے۔'' اللہ تعالیٰ ہی بہتر مددگار ہے

وزیر مذہبی امور و اوقاف

مملکت متحدہ عرب امارات

شیخ محمد بن شیخ حسن خزرجی

4: اردنی مسلح افواج کی ہائی کمان کا جواب: (قسم الافتاء)

حمد و صلوٰۃ کے بعد نوح علی سلمان کی طرف سے اپنے بھائی سید یوسف بن سید ہاشم بن سید احمد رفائی حفظہ اللہ تعالیٰ کی طرف!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

Marfat.com

آپ کی طرف سے ایک خط مجھے ملا، جس میں آپ نے تصوف وصوفیہ کے بارے میں دریافت کیا، اس کا جواب شروع کرنے سے قبل میں اپنے محترم بھائی کے لئے اس چیز کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں ''علامہ'' نہیں ہوں، جس طرح آپ کا خیال ہے، بلکہ میں ایک طالب علم ہوں اور یقیناً یہ میں بطورِ تواضع نہیں کہہ رہا بلکہ یہ ایک حقیقت ہے جس کو بیان کرنا میں پسند کرتا ہوں تا کہ معاملہ مکمل طور پر واضح ہو جائے کیونکہ ''علامہ'' میرے ہاں ایک بہت بڑا لفظ ہے۔

بہر حال صوفیہ! تو مجھ جیسے بندوں سے ان جیسے حضرات کے متعلق نہیں پوچھتے کیونکہ ان میں کافی اعلام امت ہیں، جن کی بہتری، زہد اور توجہ الی اللہ جیسے امور میں ان کی سبقت مسلم ہے، جبکہ ہم ایسے پرفتن زمانے میں ہیں جس میں انسان تھوڑی سی دنیا کے بدلے اپنے دین کو بیچ دیتا ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے خاتمہ بالخیر کے سوالی ہیں تاہم آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس موضوع کے حوالے سے، جو میرا عقیدہ ہے، بیان کرتا ہوں۔

1: تصوف کی شرعی حیثیت:

ضروری ہے کہ سب سے پہلے تصوف کا مفہوم واضح کیا جائے، اس کی تعریف اس کے کچھ علماء نے اس طرح کی ہے کہ یہ علم کے ساتھ عمل کرنا ہے اور مزید کہا اگر فقہاء اپنے علم کے مطابق عمل کرتے تو ہمارے لئے کافی ہوتے۔ اور اسکے کچھ حضرات نے اس کا مفہوم اس طرح بیان کیا کہ یہ اخلاق ذمیمہ کے اختتام اور اخلاق حمیدہ کے التزام کا نام ہے اور بعض اوقات اسے تخلیہ وتحلیہ سے عبارت جانا جاتا ہے، جبکہ اور کچھ لوگوں نے یہ کہا ہے کہ تصوف سراپا اخلاق ہے، لہٰذا جو اخلاق میں سبقت لے گیا وہ تصوف میں آگے چلا گیا، لہٰذا تصوف اس لحاظ سے تربیت کا ایک اسلوب ہے، جس میں شرعی احکام، خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی، انکی تطبیق ہے اور تصوف کے تربیتی طریقے کئی ہیں جبکہ سب سے مقصود ومطلوب ایک ہے۔

لہٰذا جب ہم اس کو ان مذکورہ معانی کے ساتھ سمجھ لیں تو کوئی مسلمان شک نہیں کرتا کہ یہ سراپا خیر، برکت اور عمل ہے جن کا خود اسلام تقاضا کرتا ہے، بعد ازیں ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں کہ یہ لفظ ''تصوف'' کہاں سے آیا ہے، تاہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ کچھ لوگوں نے تصوف کو سمجھنے میں غلطی کی ہے اور اس میں حلول (اتحاد) سقوط تکلیف اور ایسی باتوں کا، جن کی اسلام تائید نہیں کرتا، داخل کر دی ہیں اور اس طرح کے لوگوں سے براءت حاصل کرنا نہایت ضروری ہے، وہ دراصل

Marfat.com

مسلمان نہیں، ان کا دفاع باطل کا دفاع ہے اور ان کے کلام کی تاویل ان کی باتوں کا مخفی اقرار ہے، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے تصوف کو مسخ کر دیا ہے اور وہ اگر نہ ہوتے تو کوئی بھی تصوف کو برا بھلا کہنے کی جرأت نہ کرتا، لہٰذا وہ تصوف کے پہلے حقیقی دشمن ہیں۔

2: امام جنید بغدادی رحمہ اللہ، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور سید احمد رفاعی رحمہ اللہ وغیرہ! تو یہ حضرات اعلام امت ہیں، ان کی سیر کی کتابوں کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا ان کے ہم عصر علماء امت اور ان کے بعد والے لوگوں کے ہاں بہت بلند مقام و مرتبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہمیں ان کی محبت سے فائدہ پہنچائے۔

3: جو شخص تمام صوفیہ کرام کو کافر قرار دیتا اور انہیں شرک کی طرف منسوب کرتا ہے، وہ یقیناً اپنے فیصلے میں عجلت کا شکار کرتا ہے اور اگر وہ تھوڑا توقف کرتا، تو یقیناً ان کے صالح و طالح اور ان کے صادق و مدعی کے درمیان فرق کر پاتا، لہٰذا سب صوفیہ کو برا بھلا کہنا غلط ہے اور تمام کی تعریف بھی صحیح نہیں جبکہ تفصیل بہتر ہوتی ہے۔ میں شخصیات کے ذکر میں تفصیل کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ تمام عقائد کے ذکر میں کہا جاتا ہے جس نے اس طرح کا عقیدہ رکھا وہ حق پر ہے اور جس نے اُس طرح عقیدہ رکھا وہ باطل پر ہے، مگر وہ شخص جس نے اپنے گمراہی کا اعلانیہ طور پر ذکر کیا، اس کو ذکر کیا جائے تاکہ اس سے بچا جائے اور اس کے ساتھ نیکی کا ذکر کیا جائے، تاکہ اس کی اتباع کی جائے۔

4: اہل تصوف کے عقائد، تو وہ اہل السنت والجماعت کے عقائد ہی ہیں اور ان میں البتہ کچھ ایسے ہیں جو عقیدہ کی فہم کے سلسلے میں حنابلہ کے مسلک پر چلتے ہیں جیسے امام عبدالقادر جیلانی اپنی کتاب ''الغنیۃ'' میں اور ان میں کچھ ایسے ہیں جو اشاعرہ کے مسلک پر چلتے ہیں جیسے امام غزالی وغیرہ، حنابلہ، اشاعرہ اور سلفیہ ان کے عقائد میں جس نے غور کیا، اس نے معاملے کو قریب قریب پایا جبکہ اختلاف کسی چیز کے طریقہ تعبیر میں یا دونوں میں ہر ایک کی دلیل کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے تاہم جو چیز اللہ تعالیٰ کے لائق نہیں اس سے اس کے منزہ ہونے پر تمام کا اتفاق ہے اور جس نے اختلاف کو پسند کیا وہ ان مسائل میں پڑا، ان کو بڑھایا جبکہ ہم ان تمام مسالک کے بارے میں بہتر سوچ رکھتے ہیں۔

5: مسلمانوں کو برا بھلا کہنا، ان پر بہتان باندھنا حتیٰ کہ ان کے متعلق کہی جانے والی ہر بات کی مکمل تصدیق کرنا جائز نہیں ہے، جب ہم مسلمانوں کے متعلق حسن ظن سے کام لیں گے تو

Marfat.com

ساری صورتحال واضح ہو جائے گی، اور تمام معاملات احسن طریقے سے چلیں گے۔ جبکہ کفار کے عیوب بیان کرنے سے مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ایک تو عام لوگ ان سے اجتناب کریں اور دوسرا وہ خود بھی، ان برائیوں سے جن میں پڑ چکے ہیں، نکلنے پر غور کریں۔ ہمیں اپنی صفوں میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور اس مقصد کے لئے ان باتوں کے اکھاڑ پھینکنے پر لامحالہ اتفاق ہونا چاہیے جنہوں نے دین حنیف، مسلمانوں کی شہرت اور ان کے عقائد کو مسخ کر رکھا ہے۔ اگر ہمیں انصاف میسر آجائے اور ہم باطل پر تعصب اور اس کے اظہار کی محبت سے باہر آجائیں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کو یاد رکھیں: ''ستکتب شهادتهم ويسألون'' (عنقریب ان کی گواہی لکھی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا) تو معاملہ آسان اور اتفاق کا امکان پیدا ہو جائے گا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس دور میں پہنچ چکے ہیں جس کے متعلق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اذا رأيت شحًا مطاعًا وهوى متبعًا و دنيا مؤثرة واعجاب كل ذى رأى برأيه فعليك بخاصة نفسك و دع عنك العوام'' جب تو دیکھے کہ بخیل کی اتباع کی جا رہی ہو، خواہشات کی پیروی اور دنیا بااثر ہو جائے اور ہر صاحب رائے اپنی رائے کو پسند کرے، تو اس وقت تجھ پر اپنے نفس کی حفاظت اور عوام کو اس سے بچانا لازم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی حوالے سے مبالغہ انتہا پسندی کا سبب بنتا ہے، یقیناً تصوف پر دو گروہوں نے ظلم کیا، ایک وہ گروہ جس نے اپنے افعال، شطحات اور دعاوی سے اس کی اصل شکل کو بگاڑا، اور دوسرا وہ گروہ جس نے اس کو صرف یہ سمجھا کہ یہ ان مسخ کرنے والے حضرات کے افعال، عقائد اور شطحات کا نام ہے تو انہوں نے تمام اہل تصوف کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور تمام اچھے و برے لوگوں کو گالیاں دیں، ''لا حول ولا قوة الا بالله'' لیکن جس نے حق کو سچائی سے تلاش کیا تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور ہدایت سے نوازتا ہے، ہم سب اللہ تعالیٰ سے سیدھے راستے کے طلب گار ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نوح علی سلمان

مفتی اردنی مسلح افواج

Marfat.com

5: مفتی جمہوریہ لبنان کا جواب

کئی علماء و مفکرین نے تصوف، صوفیہ اور ان کی نسبت کی اصل کے حوالے سے بات کی ہے، اسی طرح انہوں نے یہ امور بھی زیر بحث لائے ہیں کہ کون ان میں مقام کے حساب سے مقدم اور کون مؤخر اور ان کے اقوال، افعال اور طریقہ کس حد تک اہل سنت کے موافق یا مخالف یا صحیح و غلط ہیں، میں جب آپ کے پیش کردہ سوالات کے جوابات دے رہا ہوں، میرا خیال ہے کہ میں کسی صورت نہ تو اس کی صورت کو جلاء دے پاؤں گا اور نہ ہی ان ملابسات، جو اس کو گھیر چکے ہیں، زیادہ واضح کر سکوں گا۔ جو کچھ بھی کروں گا، وہ درحقیقت اس موجودہ ضرورت کو پورا کرنا ہے، جس کا تقاضا ہے کہ ہم صوفیہ کے اس سلوک و منہج کی طرف رجوع کریں، جس کی مدد سے موجودہ اجتماعی و سلوکی حالات کا علاج تلاش کیا جا سکے۔

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ لفظ ''صوفیہ'' اپنے استعمال شدہ مفہوم میں چوتھی صدی ہجری کے آغاز سے قبل علماء کی تعبیرات میں مشہور نہیں تھا، البتہ ان صالح، عامل، حکیم، صاحبان فکر سلیم و روایت و درایت، اصحاب کرام، تابعین عظام اور ان کے پیروکار حضرات کا سایہ پھیل چکا تھا، کئی مرتبہ ان کی کراماتِ ربانیہ، ان کی ولایت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مظاہر نصرت کا ظہور و انکشاف ہو چکا تھا۔ یہ ان کرامات، ان کے جلال اور ان کے روعت کے بیان کا مقام نہیں ہے۔ کسی مؤرخ، کاتب یا راوی سیرت سے یہ بات منقول نہیں ہے، کہ انہوں نے تصوف کو اختیار کیا، یا اپنے لئے ''صوفیہ'' کی صفت کو مخصوص کیا، اگرچہ وہ ایسے مراتب تک رسائی پا چکے تھے جو صرف خشوع اور خشیت الٰہی سے عبارت ہیں۔ لہٰذا ان میں کئی گریہ زاری کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والے تھے۔ یقیناً ان سب کے امام رسول اللہ ﷺ ہیں، جو اوّلین و آخرین کے سردار اور متقین، صالحین و سالکین کی نبراس ہیں، اس طرح کے اوصاف پر اصرار نہ تو آپ ا کی طرف سے مشہور ہے اور نہ ہی آپ نے اپنے لئے ان اسماء، القاب، صور اور اشکال کو پسند کیا، جنہیں صوفیہ اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ ہاں صرف مشروع عبادت کے وہ القاب، جس طرح ہمارے ہاں مشہور ہیں اور وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے لباس، ظاہری صورت اور دوسرے اوصاف و اسماء عطا کئے۔

Marfat.com

اور سابقین اوّلین ، ان کے پیروکار اور متاخرین کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ صوفیہ اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ علم رکھتے تھے، اور نہ ہی ایسے اعمال کرتے تھے جن کی مدد سے آپ ﷺ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے، اس کی ناراضگی کو دور کیا جائے، قلوب کو زندہ کیا جائے اور نہ ہی آپ کے طریقے سے بہتر طریقے اور سیدھے راستے پر زیادہ ہدایت یافتہ تھے۔ اسی وجہ سے ہم جب چاہتے ہیں کہ اسلام میں تصوف کی شرعی حیثیت کی تعیین کریں، تو ہمارے لئے ان معانی سے، جنہیں ہم نے ابھی پیش کیا، کسی صورت ان سے تغافل ممکن نہیں، جبکہ تصوف ہماری نظر میں اسلام میں دینی عبادت کی ممارست کے اسالیب میں ایک اجتہادی اسلوب، مذاہب دین میں ایک مذہب، شریعت کی تطبیق، حرمات وشعائر خداوندی کی تعظیم اور نوافل وطاعات کے ذریعے اس عظیم ذات کے تقرب کا وسیلہ ہے، یہاں تک کہ اس کی محبت ورضا میں ایسی کامیابی حاصل کی جائے جو بال کے سرے کے برابر بھی کتاب وسنت سے ہٹ کر نہ ہو، کیونکہ جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ ان صوفیہ وسالکین کا طریقہ صحابہ وتابعین کے طریقے سے زیادہ افضل ہے، تو وہ بدعتی وخطا کار ہے، اس لئے کہ رسول اللہ اور آپ کے اصحاب کرام کا طریقہ توسط اور مثالی طریقہ ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے مومنین کو چلنے کا حکم عنایت فرمایا، اور جسے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ان تین حضرات کے لئے واضح کیا تھا، جنہوں نے اپنی عبادتوں کیلئے اللہ کے رسول کی عبادت کو نمونہ بناتے ہوئے ارادہ کرلیا تھا کہ ایک تمام عمر روزے رکھے گا، دوسرا ساری رات قیام کرے گا اور تیسرا بیوی سے مکمل طور پر علیحدگی اختیار کرے گا، تو آپ انے واضح کیا: ''یقیناً اللہ کی قسم میں تم میں سے سب سے زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا اور خشیت الٰہی پر کاربند ہوں، لیکن اس کے باوجود میں رات کو قیام کرتا ہوں، دن کو روزہ رکھتا ہوں، افطار کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی کرتا ہوں، لہٰذا جو میری سنت سے اجتناب کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔'' اور یہ وہ واضح طریقہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں بیان کیا ہے: ''وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا'' (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۱۴۳) اور اسی طرح ہم نے تمہیں سب امتوں سے افضل بنایا۔ اور اس قول میں ''فاتقوا اللہ ما استطعتم'' (سورۃ التغابن، آیہ نمبر ۱۶) تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے ۔ اسی طرح آپ کا قول ہے: ''اذا أمرتكم بأمر فأتوا منه مااستطعتم'' جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اسے اپنی طاقت کے مطابق بجالاؤ۔

Marfat.com

علاوہ ازیں امت محمد ﷺ، تمام امتوں میں افضل ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے:
''کُنتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ '' (سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۱۱۰) تم ان سب امتوں میں بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ اور اسی طرح اس قول میں: ''ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا '' (سورۃ فاطر، آیت نمبر ۳۲)۔ پھر ہم نے کتاب کا اپنے چنے ہوئے بندوں کو وارث بنایا۔
اور اسی طرح رسول اللہ کے اس قول سے: '' خیر القرون القرن الذی بعثت فیه ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم '' (صحیح بخاری، کتاب الشھادات، صحیح مسلم، فضائل الصحابہ)
صدیوں میں بہترین صدی وہ ہے، جس میں مَیں مبعوث کیا گیا ہوں، پھر اس کے بعد والے لوگوں کا زمانہ ہے، اسی طرح پھر ان کے بعد والے لوگوں کا زمانہ ہے۔
جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سابقین اوّلین میں افضل، خلفاء اربعہ ہیں، جن میں افضل ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں، اسی طرح اہل السنّت والجماعت کے تمام گروہوں کا اجماع ہے کہ اُمت محمد ﷺ میں آپ ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں سب سے اُفضل خلفاء راشدین ہیں۔
اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے افضل، اولیاء اللہ ہیں، کیونکہ ان میں ہر ایک رسول اللہ ﷺ کی قولی و عملی طور پر سب سے زیادہ اتباع کرنے والا ہے، اسی وجہ سے مقاماتِ ولایت تک رسائی حاصل کرنے والوں کا کمال، صرف اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی اتباع اور آپ کے چشمہ صافی سے علم و ادب کے حصول کی بناء پر ہے، یقیناً ان میں کسی کیلئے بعض کشوف کے عدم حصول یا کونیات میں کسی چیز کی عدم تسخیر، اللہ کے ہاں ان کے مقام و مرتبہ میں نہ تو کمی اور نہ ہی اضافے کا سبب بنتی ہے اور نہ ہی واقع کی حقیقت میں کوئی تبدیلی لاتی ہے، کیونکہ نیک نیک ہے، خواہ اسے کشف حاصل ہو یا نہ ہو اور گناہگار گنہگار ہے، خواہ اسے کشف ملے یا نہ ملے، اگرچہ ہمارے ہاں یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ وہ مضبوط تدین و تقویٰ، جو خشیت الٰہی سے معمور اور حسن سلوک و بلند اخلاق سے آراستہ ہو کرامات کے ظہور کا اس شخص کیلئے، جو ان میں رغبت رکھتا ہے، اساس بنتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل اقوال کے مطابق ہے:
1: '' وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مخرجا و یرزقه من حیث لا یحتسب '' (سورۃ الطلاق ۲،۳)
اور جو اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرے، وہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔

Marfat.com

2: ''ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا'' (سورۃ الأنفال آیت نمبر ۲۹) اگر تم اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرو گے، تو تمہیں وہ دے گا جس سے حق کو باطل سے جدا کرلو۔

3: '' ومن یتق اللّٰه یجعل له من أمره یسراً '' (سورۃ الطلاق، آیت نمبر ۴)۔اور جو اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرے، اللہ تعالیٰ اس کے کام میں آسانی فرمادے گا۔

یہاں کوئی ایسی آیات نہیں ہیں جن میں صراحۃً یا تلمیحاً ذکر آیا ہو کہ نیک اعمال اور خالص تقویٰ اللہ تعالیٰ کے تقرب کا سبب بنتے ہیں اور ان کی وجہ سے بندے کو خوشنودی پروردگار کے مظاہر اور دنیاوی زندگی میں عزت واحترام ملتا ہے جب تک کہ اس کا حساب وکتاب نہ ہو جائے اور ہمیں وضاحت کے طور پر حدیث قدسی میں آنحضور ﷺ کا قول، اپنے رب کے بارے میں، کافی ہے، جس میں آیا ہے:

''جس نے میرے ولی سے دشمنی اختیار کی، اس نے مجھے جنگ کی دعوت دی ہے، میرا بندہ فرائض کی ادائیگی سے میرے قریب ہوتا ہے اور وہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا رہتا ہے، یہاں تک میں اس سے محبت کرنا شروع کردیتا ہوں اور جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ، جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں، جس پر وہ چلتا ہے تو اس طرح وہ میرے ساتھ سنتا ہے، میرے ساتھ وہ دیکھتا ہے، میرے ساتھ وہ پکڑتا ہے، میرے ساتھ وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں اور پس وپیش سے کام نہیں لیتا، جسے میں کرنے والا ہوتا ہوں مگر میں پس وپیش سے کام لیتا ہوں، جب میں اپنے مومن بندے کی جان قبض کرتا ہوں جو اسے ناپسند کرتا ہے اور میں اُس کی تکلیف کو پسند نہیں کرتا اور یہ اس سے اُس کے لئے ضروری ہے۔''

اسی طرح وہ کفار، ملحدین اور بت پرست، جو انبیاء ورسل کے مناہج وسنن سے تجاوز کرنیوالے اور عقیدہ اسلام اور اس کے صحیح مناہج کی اتباع نہ کرنے والوں سے ہیں، خواہ وہ قدیم زمانوں میں تھے یا موجودہ دور میں ہیں، چاہے مشرق کے رہنے والے ہیں یا مغرب کے، ان سے کئی خوارق العادات امور اور عجیب وغریب تصرفات واقع ہوئے ہیں، یا وہ قادر ہیں کہ اپنی قدرت وطاقت سے انہیں واقع کرسکتے ہیں۔اس کے باوجود یہ چیز کسی صورت ان کے جھوٹے عقائد کی حقیقت کو

Marfat.com

کچھ تبدیل نہیں کر سکتی کیونکہ ان اور اُن کے درمیان فرق اظہر من الشمس ہے اور وہ یہ کہ ان کے لئے خوارق وعجائب مضبوط شیطانی بدروحوں اور اُن کے مددگاروں کی مدد سے حاصل ہوئے ہیں اور ان کے لئے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہیں۔

مزید یہاں میں یہ ذکر کرنا پسند کرتا ہوں کہ وہ طریقہ جس پر وہ حضرات، جو ان صوفیہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں یا اپنی نسبت ان کی طرف کرتے ہیں، جو در حقیقت صدقات وخیرات میں پہل کرنے والے ہیں، یا جو اس مذہب کو عقیدۃً، شریعۃً اور سلوکاً اسلام کی تطبیق کے طور پر اپناتے ہیں، انہوں نے اسے اس حیثیت سے اختیار نہیں کیا کہ یہ اس طریقے سے افضل ہے، جس پر آنحضور ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام علیہم الرضوان تھے، بلکہ انہوں نے اسے اس لئے اختیار کیا کہ یہ ذاتی طور پر ایک طریقہ ہے جس کے ساتھ وہ اجتہادی تصوف ہے جس کا طلب کرنا نہ تو برا ہے اور نہ ہی یہ اس سے اپنے اصولِ وحدود میں الگ تھلگ ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ زہد و رہبانیت میں غلو اور کوشش بغیر محنت، حرام ہے جو ضرورت کے وقت ہی حلال ہو سکتے ہیں، اس لئے کہ یہ توکل کے منافی اور اس میں کمی کا سبب بنتے ہیں، جبکہ غاروں و جنگلوں میں خلوت، پیوند والے کپڑے زیب تن کرنا، سروں کا کھولنا، بالوں کو دھونا، سانپوں کا اٹھانا۔ مقابر ومزارات کے جوار میں سونا، دائمی خاموشی، مرشد کی طاعت میں اون کے کپڑے پہننا، زندگی اور اس کے بعد اس حد تک ان کا احترام کرنا کہ انہیں بعض امتیازات وصفات خداوندی عطا کی گئی ہیں اور حلقات ذکر میں ڈھول ودف بجاتے ہوئے حاضر ہونا وغیرہ، عمومی طور پر یہ نہ تو نیکی کے ذرائع ہیں اور نہ ہی طاعت وقربِ خداوندی کے وسائل ہیں بلکہ ان میں کچھ تو عقیدہ اور اس کی سلامتی کے خطرے کا باعث بن سکتے ہیں کیونکہ ڈر ہے کہ کہیں یہ حق سے انحراف کا سبب نہ بن جائیں۔

اسی طرح تصوف کے لئے ضروری ہے کہ ایک تو وہ ان حدود میں رہے جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مقرر کیا ہے، اور دوسرا کسی ایسے سلوک یا عبادت کی اختراع کا سبب نہ بنے جو کسی نص یا جمہور علماءِ اُمت کے اجماع کے خلاف ہو اور جب تک ایک متصوف، ارکانِ اسلام کا پابند، شعائر کا احترام کرنے والا، حلال کو حلال سمجھنے والا، حرام کو حرام سمجھنے والا اور عمومی طور پر آپ ﷺ، آپ کے صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ان کی احسان میں اتباع کرنے والے قیامت تک کے حضرات کے

Marfat.com

منہج کو ماننے والا ہے، وہ یقیناً ایک مومن مسلمان ہے، جس کا اجر وثواب بہت بڑھتا ہے اور بسا اوقات اپنے ایمان وسلوک کی وجہ سے صالحین ومقربین کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

ہمارے لئے یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ وہ تصوف، جس پر اس کی طرف منسوب کیے جانے والے حضرات اپنے اختلافِ طرق کے ساتھ ہیں، وہ مطلقاً مشروع ہے کیونکہ اس میں، جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اس سے پہلے اشارہ کیا ہے، کچھ وہ چیزیں ہیں جو اسلام کے ساتھ متفق ہیں اور ان کی شریعت تائید کرتی ہے، جبکہ کچھ وہ چیزیں بھی ہیں جو اسلام وشریعت کے خلاف ہیں، اکثر متصوفہ نے اسلام کے نازل کردہ احکام کی حدود اور ان کے آداب کا بہتر التزام کیا ہے، جبکہ کچھ حضرات نے اس میں غلو، انحراف، بھٹکے اور بھٹکایا بھی ہے۔

اسی وجہ سے ضروری ہے کہ ہر طریقے، صوفی اور شیخ ومرشد کو اختیار کرتے وقت اس کے افکار، عقیدے، شریعت اور ادب کو کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور سابقین واولین کے عقیدے و سلوک کی روشنی میں پرکھا جائے، محترم اوائل صوفیہ جیسے جنید بغدادی، بشر بن حارث، حارث بن اسد محاسبی، معروف کرخی، عبدالقادر جیلانی اور سید احمد رفاعی وغیرہ، ان حضرات میں سے ہیں، جنہوں نے خیر میں سبقت حاصل کی اور باوجود اس کے ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ وہ حق رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے منہج، انبیاء کی حکمت، مرسلین کے سنن، سابقین اولین مہاجرین و انصار اور ان کے جنہوں نے ان کی نیکی میں اتباع کی، طریقوں سے ہٹ کر نئی چیزیں ایجاد کر سکیں، چنانچہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے، اللہ تعالیٰ کے اس قول: ''لیبلوکم أیکم أحسن عملاً'' (سورۃ الملک، آیت نمبر۲) میں اُحسن کی تفسیر اخلص واُصوب سے کی ہے، کیونکہ عمل جب خالص ہو اور صحیح نہ ہو، تو قبول نہیں ہوتا اور جب صحیح ہو اور خالص نہ ہو، تو وہ بھی قبولیت کا درجہ نہیں پا سکتا، خالص صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہونا چاہیے، جبکہ صحیح وہ ہے جو ایسے نہج پر ہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت میں واضح بیان کیا ہو۔

باوجود اس کے وہ تراجم وسیر کی کتابیں جنہیں منصف ومتقی علماء نے تحریر کیا، ان میں ہم نے نہیں دیکھا کہ گزشتہ تمام بزرگوں کے عقیدے، دین اور سلوک میں کسی نے عیوب نکالے ہوں۔ طبقات الاولیاء، رسالہ قشیریہ، اور صفوۃ الصفوۃ کے مصنفین نے ان کی سیرتوں کا جائزہ لیا اور وسیع گفتگو کی، ان کی سچی ہدایت، حکیمانہ اقوال اور بعض کشوف وکرامات کو بیان کیا۔

Marfat.com

اسی طرح ہم نے ذاتی طور پر ان کے متعلق جو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا، اور ان میں سے کچھ اس نے اپنی کتابیں: ''مجموع الفتاوٰی'' اور ''الاستغاثۃ'' میں نقل کیا، ان سب کو دیکھا تا کہ معلوم کر سکیں کہ کس طرح اس نے ان امور میں شدت اختیار کی، ان میں جب ہم نے بنظرِ غائر دیکھا تو ہم نے پایا کہ وہ جنید بغدادی رحمہ اللہ کے متعلق ان کا قول نقل کرتا ہے کہ: ''ہمارا یہ علم کتاب وسنت کے ساتھ مقید ہے، لہٰذا جس نے قرآن کو نہیں پڑھا اور حدیث کو نہیں لکھا وہ اس قابل نہیں کہ وہ ہمارے علم میں بات کر سکے۔'' (مجموعۃ الفتاوٰی ۱۱، ۵۹۵) پھر ایک اور مقام پر ان کی تعریف کچھ اس طرح کرتا ہے:

''بخلاف الجنید فان الاستقامۃ والمتابعۃ غالبۃ علیہ'' (مجموعۃ الفتاوٰی ۱۱، ۴۹۴) برخلاف جنید رحمہ اللہ کے کیونکہ استقامت ومتابعت اس پر غالب آچکی تھی، پھر آپ اور آپ کی طرح دوسرے علماء وکبار صوفیہ کی تعریف وتمجید کی اس وقت جب ابن عربی پر سخت تنقید کر رہا تھا، چنانچہ ان کے متعلق کہا کہ وہ اہلِ سنت کے مشائخ سے ہیں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے خوشنودی کی دعا کرتے ہوئے فضیل بن عیاض، ابراہیم بن ادہم، ابوسلیمان دارانی، معروف کرخی، جنید بن محمد، سہل بن عبداللہ تستری، شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ عدی، شیخ ابومدین اور ابوالبیان کا ذکرِ خیر کیا اور سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ سے ان کا یہ قول نقل کیا: ''ہر قسم کا وجد جس کا ثبوت کتاب وسنت میں نہیں وہ باطل ہے'' اور ان کا یہ قول: ''ہر اختراعی علم، نفس کے لئے عذاب اور ہر عمل بغیر اقتداء کے، نفس کے لئے دھوکہ ہے'' (مجموعۃ الفتاوٰی ۱۱، ۵۸۵)، شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ''بہر حال سروں کا کھولنا، بالوں کا دھونا اور سانپوں کا اٹھانا تو یہ صالحین میں سے کسی کا شعار نہیں ہے، نہ ہی صحابہ، نہ ہی تابعین، نہ ہی شیوخ المسلمین، نہ ہی متقدمین، نہ ہی متاخرین، نہ ہی شیخ احمد رفاعی رحمہ اللہ اور نہ ہی آپ کے علاوہ کسی بزرگ نے اس کو اپنایا ہے۔ یقیناً یہ شیخ احمد رفاعی کی موت کے ایک لمبے عرصے بعد اختراع کئے گئے، جنہیں ایک ایسے گروہ نے ایجاد کیا، جو اپنی نسبت ان کی طرف کرتا تھا، انہوں نے مسلمانوں کے طریقے کی مخالفت کی، اسی وجہ سے وہ حقائق دین سے خارج اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے طریقوں سے الگ ہو گئے۔'' (مجموعۃ الفتاوٰی ۱۱، ۴۹۴)

اور آپ رحمہ اللہ کے بعد آپ کے کچھ پیروکار اس سخت حملہ سے نجات نہیں پا سکیں گے البتہ یہ ممکن ہے کہ وہ فضیح غلطیوں کی وجہ سے ہو، جس کے سبب سے وہ بعض لوگ اس میں مبتلا ہو گئے تھے، جو اپنے آپ کو آپ کے طریقہ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اس کے بعد ابویزید بسطامی سے نقل

Marfat.com

کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ نے کہا: ''اگر تم کسی شخص کو ہوا میں اڑتا اور پانی پر چلتا ہوا دیکھو تو اس سے مرعوب نہ ہو جاؤ یہاں تک کہ یہ دیکھ لو کہ وہ اوامر و نواہی کا کس حد تک پابند ہے۔''

گویا اسی طرح ہمارے لئے یہ خلاصہ نکالنا ممکن ہو گیا ہے کہ ان مذکورہ بالا ہستیوں کے بارے میں آپ نے جو ہماری رائے بیان کرنے کا کہا ہے، وہ اپنے عقائد و سلوک میں جو سلامتی عقیدہ، نیکی اور علم سے عبارت ہے، کس حد تک کامل تھے اور اسی طرح کس حد تک دنیاوی مشاغل سے روگردانی کرنے والے، اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے اور اس کی آیات ربانیہ میں غور و فکر کرنے والے تھے، اس کی بنیاد پر تمام صوفیہ پر کفر کا مطلق حکم کسی صورت جائز نہیں ہے، محض اس لئے کہ وہ صوفیہ ہیں، جبکہ یہ بھی جائز نہیں ہے کہ تمام پر صلاح، ولایت اور سچی ہدایت کے عام حکم کا اطلاق کیا جائے، ان کے محض صوفیہ ہونے کی وجہ سے، بلکہ ان کے اعمال کو کتاب و سنت پر پیش کیا جائے اگر وہ ان کے موافق ہیں تو یہ یقیناً اچھی سیرت، اقوال اور اعتقادات ہیں ورنہ اس کی روشنی میں ان پر حکم صادر کرنا ممکن ہوگا۔

ہم نے ان میں کئی حضرات کو پڑھا، تو واضح ہوا کہ ان میں کچھ وہ بھی ہیں جنہوں نے نیک کام کو برے کے ساتھ خلط ملط کیا، کچھ نے انحراف کیا اور کچھ نے سیدھی راہ اختیار کی، یہاں تک کہ وہ اپنے سلوک، عقیدے، اقوال میں پاکیزگی وصفائی اور حسن سیرت کے حوالے سے شاندار نمونے قرار پائے، جبکہ وہ خدائی مخلوق میں بشر ہیں، لہٰذا دوسرے لوگوں پر اور ان کے ذاتی پیروکاروں پر ضروری ہے کہ وہ ان کے پیچھے آنکھیں بند کر کے نہ چلیں بلکہ مناقشے، محاکے اور مطالعے کے بعد، بالخصوص جب کوئی ان میں اپنی ذاتی خواہشات کا غلام بن جائے اور نفس کی گمراہی اور شیطان کے دھوکے میں گر جائے اور جھوٹ، نفاق اور حیا، سازی کا خوگر بن جائے اور اپنے پیروکاروں سے ایسی خواہشات کا مطالبہ کرے، جو منہج اسلام کے متعارض ہوں، مثلاً وہ شیخ کی طرف شفاعت و مدد کی غرض سے متوجہ ہوں، بالکل اسی طرح جس طرح اللہ تعالیٰ سے مدد و شفاعت طلب کی جاتی ہے کیونکہ یہ کام لوگوں کی گمراہی اور دھوکے کا سامان ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، کیونکہ یہ امکان ہے کہ وہ انبیاء و مرسلین اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے مناہج سے نکل جائیں اور اعتقاد سلیم کو چھوڑ کر انحراف لادینی اور شرک کے گرویدہ بن جائیں۔ صحابہ کرام ہمیشہ رسول اللہ سے ہر معاملے میں رجوع، سوال اور نصیحت حاصل کرتے تھے اور اسی طرح وہ آپس میں

Marfat.com

بھی ایک دوسرے سے مناقشہ و مراجعہ کیا کرتے تھے، لہٰذا اس شخص پر لازم ہے جو اس طرح کے تصرفات و حرکات پر مطلع ہو، ان سے، ان کے داعی سے اور اس کے سلوک و اعتقادات سے براءت و انکار کرے اور اس وجہ سے ان سے توبہ اور سیدھی راہ کی واپسی کا مطالبہ کرے، بلکہ ان کے اصرار کرنے پر حکامِ وقت سے حد قائم کرنے کے لئے مدد طلب کرے جس طرح شریعت کے پاک احکام کا تقاضا ہے اور غافل لوگوں کو تنبیہ بھی کرے کہ وہ ان تصرفات و اعتقادات سے دور رہیں۔

اسی طرح تصوف ایک سلوک کا نام ہے، لیکن اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کتاب وسنت میں موجود عقیدے، شریعت، حکمت اور ادب کی حدود سے نکل جائے، اس امت کے مشہور نیک مخلص صوفیہ، صرف اور صرف اسی کی پیروی کرتے آئے ہیں جس پر سابقین و اولین تھے اور انہی کے مسلک پر چلتے ہوئے اسلام کے پیغام کی روشنی میں نسلوں کی تعلیم و تربیت اور تہذیب کا فریضہ انجام دیتے آئے ہیں تاکہ یہ دین، قلوب و اذھان کیلئے چراغ کا کام دے سکے، جس طرح ان کے اکابر صوفیہ نے کیا:

اللہ تعالیٰ بہتر مددگار ہے۔

مفتی جمہوریہ لبنان

حسن خالد

6: متحدہ جمہوریہ جزر القمر (comoros) کا جواب۔ (دارالافتاء)

حمد وصلوٰۃ کے بعد! یہ جو میں لکھ رہا ہوں دراصل فضیلۃ الشیخ سید یوسف سید ہاشم رفاعی کویتی کے ان سوالات کے جوابات ہیں، جنہیں انہوں نے بڑے بڑے علماء وفضلاء کی طرف بھیجا، تاکہ وہ ان امور کے متعلق اپنی آراء و مواقف کو مدلل انداز میں تحریر کریں۔

صوفیہ کرام کو بدنام کرنے کی، عمومی طور پر ان میں صالحین و غیر صالحین کا فرق کئے بغیر، ایک زبردست تحریک چل رہی ہے۔ ہم آپ کی خدمت میں ان سوالات کے جوابات پیش کر رہے ہیں، چنانچہ سوالات یوں ہیں:

1: تصوف کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

Marfat.com

2: اولین صوفیہ کرام مثلاً جنید بغدادی، بشر بن حارث، حارث محاسبی، معروف کرخی، شیخ عبدالقادر جیلانی اور سید احمد رفاعی رحمھم اللہ تعالی وغیرہ کے متعلق علماء امت کی کیا رائے ہے؟

3: ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے جو تمام صوفیہ کرام کی تکفیر یا انہیں شرک کی طرف منسوب کرتے ہیں؟

4: کیا صوفیہ کرام کا اپنا الگ عقیدہ ہے جو عقیدۂ اہل السنّت والجماعت کے مخالف یا اس سے متجاوز ہے؟

5: ان (صوفیہ کرام) کو بدنام کرنے کا کیا حکم ہے؟

سب سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ عربی زبان میں لفظ ''صوفیہ'' اور اسکے مأخذ کے تعین میں علماء کا کچھ نظریہ پیش کروں، تو انہوں نے اس حوالے سے کافی تنوع سے کام لیا، چنانچہ ان میں سے کچھ نے کہا کہ یہ لفظ ''صوفیا'' سے ماخوذ ہے جو یونانی لفظ ہے، جس کا مطلب حکمت ہے، کچھ نے کہا کہ یہ ''صفہ'' کی طرف منسوب ہے، جو مسجد نبوی میں ایک جگہ تھی اور صحابہ کے ایک گروہ کا گھر تھا جو اپنے دِلوں وجانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی غرض سے علیحدگی اختیار کیے ہوئے تھے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مراد ہے جس میں اس نے اپنے عظیم رسول ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا: '' واصبر نفسک مع الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه '' (سورۃ الکھف، آیت نمبر ۲۸)۔ اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روک جو اپنے آپ کو صبح شام اس کی رضا کی خاطر اس کو یاد کرتے رہتے ہیں۔

ان کی طرف صوفیہ کی نسبت کا مطلب یہ ہے کہ وہ زہد اور متاعِ دنیا سے انقطاع کا ایک نمونہ تھے اور اسی وجہ سے صوفیہ کرام کے بارے میں ایک قول ہے، جو ایک ایسے قبیلے کی طرف منسوب ہے، جو خدمتِ کعبہ میں ہمیشہ مصروف رہتا تھا جس کا نام ''صوفہ'' تھا۔ اور ایک جماعت کا یہ بھی کہنا ہے کہ لفظِ صوفیہ ''صفاء و مصافاۃ'' سے ماخوذ ہے۔ ان آراء کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظِ ''صوفیہ'' اپنے مأخذ و نسبت کے اعتبار سے ایک دینی لفظ ہے جس سے دینی مفہوم ہی مراد ہے اور اس میں کسی طرح کی جرح نہ کی جائے اور نہ ہی اسے بدعت تصور کیا جائے کہ صوفیہ و تصوف تو اس نام کے ساتھ، نہ تو دورِ رسول امیں اور نہ ہی دورِ صحابہ و تابعین میں موجود تھے مگر جب

Marfat.com

تک ان کا عقیدہ، اقوال اور افعال کلی طور پر کتاب وسنت کے موافق ہیں، ان اسماء میں کوئی حرج نہیں، جس طرح ان مذاہب کے اسماء جو پہلے ادوار میں موجود نہیں تھے، وہ دین میں بدعت شمار نہیں کیے جاتے مثلاً اشاعرہ، ماتریدیہ، مذہب حنفی، مذہب مالکی، مذہب شافعی، اور مذہب حنبلی وغیرہ۔

تصوف صوفیہ کرام کی اصطلاح میں:

تصوف حقیقی عقیدے میں وہ سچا ایمان اور علم ہے، جس کا ذکر کتاب اللہ اور سنت شریعہ میں موجود ہونے کے ساتھ ساتھ ان خالص عبادات، اخلاق، مجاہدات، ریاضات اور تہذیب وتادیب کا نام ہے، جو اپنے مخصوص آداب وتطبیق اسلوب کے ساتھ، اس مقامِ احسان کی طرف راہنمائی عطا کرے، جس کا ذکر نبی کریم ﷺ نے اپنی حدیث کے اس قول میں کیا ہے: ''أن تعبدالله كأنك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك '' (مسند احمد باب الاسلام والایمان والاحسان) تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے پس اگر تو اسے دیکھ نہیں رہا تو وہ تجھے یقیناً دیکھ رہا ہے۔''

اس سے واضح ہوا کہ حقیقی تصوف اس اتباع کا نتیجہ ہے، جو کتاب اللہ اور سنت رسول میں آیا ہے، اور یہ بھی واضح ہوا کہ ائمہ صوفیہ، وہ حضرات ہیں جنہوں نے ہمارے سردار حضرت محمد مصطفی ﷺ، آپ کے اصحاب اور تابعین کے طریقے کی مکمل طور پر اتباع کی اور ان کے عقیدے، اقوال اور اعمال کی مکمل طور پر اقتداء کی اور یہ جنید بغدادی، بشر بن حارث، حارث محاسبی، معروف کرخی عبدالقادر جیلانی سید محمد رفاعی، سید ابوالحسن شاذلی وغیرہ ہیں، اور اسی سے پہلے سوال ''تصوف کی شرعی حیثیت'' کا جواب بھی واضح ہو گیا ہے۔

اسی طرح ایک منصف کے لئے یہ بات بالکل واضح ہے، کہ اولین صوفیہ کرام کا کوئی ایسا عقیدہ نہیں تھا جو عقیدہ اہل السنت والجماعت کے مخالف ومتضاد ہو، لہٰذا وہ شخص جس نے ان کو بلا تفریق، کہ ان میں سچے، جھوٹے دعویدار، جعل ساز، مکار، شعبدہ باز گھس آئے ہیں، کفر وشرک کی طرف منسوب کیا، تو وہ اپنے آپ کو اس وعید کے لئے تیار کر لے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس حدیث قدسی میں کیا ہے: ''من عادى لى ولياً فقد آذنته بالحرب '' (رواہ البخاری) جس نے میرے ولی سے دشمنی مول لی اسے میں جنگ کی دعوت دیتا ہوں۔ (اس کو بخاری نے روایت کیا ہے)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی ہلاک وتباہی کا اعلان کیا ہے، جس نے اس کے اولیاء سے دشمنی مول لی اوراس کے دوستوں سے لڑائی کی کیونکہ اس نے دراصل اللہ تعالیٰ سے دشمنی ولڑائی کی ہے اور یقیناً جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی ولڑائی اختیار کی، وہ اسے ہلاک وتباہ کردے گا اس لئے کہ وہ غلبہ حاصل کرنے والا اور بہتر انتقام لینے والا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ مومنوں کوان کے دشمنوں پر مددگار ٹھہراتا ہے جس طرح اللہ عزوجل نے فرمایا: ''وکان حقاً علینا نصر المؤمنین'' (سورۃ الروم، آیت نمبر ۴۷) اور ہمارے ذمہ ہے مومنوں کی مدد کرنا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان اولیاء کے ذکر کی عزت افزائی کی ہے، جن کی دوستی ضروری اور دشمنی حرام ہے، اپنے اس فرمان کی روشنی میں: ''ألا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون ، لھم البشری فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ ، لاتبدیل لکلمات اللہ ، ذلک ھو الفوز العظیم۔'' (سورۃ یونس، آیت نمبر ۶۲،۶۴)۔ سن لو! بے شک اللہ تعالیٰ کے اولیاء پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم، وہ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں، ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے، اللہ تعالیٰ کی باتیں بدل نہیں سکتیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اوپر بیان کردہ حدیث قدسی میں ان کو دو قسموں میں تقسیم فرمایا ہے:

پہلی قسم: ان میانہ رو اور کفایت شعاروں کی ہے جن کے متعلق اس نے فرمایا کہ وہ فرائض کے ذریعے میرا اقرب اختیار کرتے ہیں۔

دوسری قسم: ان سابقین ومقربین کی ہے جن کے بارے میں اس نے کہا: میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا اقرب حاصل کرتا رہتا ہے یعنی فرائض سے بڑھ کر ، یہاں تک کہ میں اس کو پسند کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں، جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ، جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں، جن سے وہ چلتا ہے (آخر حدیث تک)

جبکہ کسی مسلمان کی مذمت اور اس کو بدنام کرنے سے آپ ﷺ نے منع کرتے ہوئے فرمایا: ''سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر'' (الطبرانی) مسلمان کو گالی دینا اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔ اور جہاں تک کرامات وخوارق عادات کی بات ہے تو یہ نہ تو ولایت کے لوازمات میں سے ہیں اور نہ ہی ان پر مثبت ومنفی دلائل کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے، جو بہت بلند اور ہر چیز پر قادر ہے، سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دین اسلام پر زندہ رکھے، اس پر موت دے اور اسی پر اٹھائے اور ہمیں ان حضرات کے زمرے میں شامل کرے، جو اس کے انعام یافتہ ہیں جیسے انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت اچھی ہے۔

مفتی اسلامی جمہوریہ جزر القمر (کموروز)
محمد بن عبدالرحمٰن آل شیخ ابوبکر بن سالم

Marfat.com

حصہ سوم

(صوفیہ اور جہاد)

(رُھبَانُ اللَّیلِ وفُرسَانُ النّھارِ)

(رات کے راہب دن کے مجاہد)

باب نمبر 1: امام حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) اور جہاد

باب نمبر 2: دوسری صدی ہجری کے صوفیہ مجاہدین

باب نمبر 3: تیسری صدی ہجری کے صوفیہ مجاہدین

باب نمبر 4: صلیبی جنگوں میں صوفیہ کرام کا کردار

باب نمبر 5: تا تاری جنگوں اور عصر حاضر میں صوفیہ کرام

Marfat.com

صوفیہ اور علم، عمل اور جہاد فی سبیل اللہ
(رھبان اللیل وفرسان النھار)
(رات کے راہب دن کے مجاہد)

اکثر و بیشتر یہ سننے میں آتا ہے کہ کچھ لوگ صوفیہ کرام کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اپنے مخصوص حجروں اور خانقاہوں میں گوشہ نشینی کی زندگی کو پسند کرتے ہیں۔ عبادت الٰہی کا بہانہ ان کے پاس ہوتا ہے۔ ہاتھ پاؤں مار کر روزی کمانے سے کتراتے ہیں۔

جبکہ در حقیقت یہ حضرات، صحابہ کرام کے بعد، جن کی تربیت حضورﷺ نے خود فرمائی تھی، اس مشہور وصف "رُهْبَانُ اللَّيْلِ وَ فُرْسَانُ النَّهار" (رات کے راہب دن کے مجاہد) کے لائق ہیں۔ البتہ اگر کسی شخص کو قطعی دلائل کی ضرورت ہو تو اُسے چاہیئے کہ وہ اسلامی کتب کی ورق گردانی کرے، تاہم میں یہاں ان اہم دلائل میں کچھ کا ذکر کرتا ہوں، یہ حضرات صوفیہ کرام صدیوں سے بالخصوص ابتدائی صدیوں، اور یہی حقیقت میں بہترین صدیاں ہیں کیونکہ حضورﷺ کا ارشاد ہے: "خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" (صحیح بخاری کتاب الشھادات، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ) یعنی صدیوں میں بہترین صدی میری صدی ہے، پھر اس کے بعد والی صدی کے لوگ، پھر اس کے بعد والی صدی کے لوگ، پھر اسکے بعد والی صدی کے لوگوں، سے لے کر ہمارے اس موجودہ دور تک، یہی وہ حضرات ہیں جو جہاد، قربانی اور ایثار جیسی عظیم صفات کے ساتھ متصف نظر آتے ہیں۔ ہمارے دور کے بزرگوں میں "عبدالکریم خطابی" "عبدالقادر جزائری"، اور "عمر المختار" کے اسماءِ گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ اسی طرح تاتاری اور صلیبی جنگوں کے دوران بھی ان حضرات کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔ جہاں تک پہلی صدی ہجری کی بات ہے تو اس کے متعلق حضرت "علقمہ بن مرثد" (ت:120ھ) فرماتے ہیں کہ: "زہد کے میدان میں آٹھ تابعین "عامر بن عبداللہ" اویس قرنی" "ھرم بن حیان"، "ربیع بن خثیم"، "ابو مسلم خولانی"، "اسود بن یزید"، "مسروق بن اجدع" اور امام "حسن بصری"[1] رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام بہت مشہور ہیں۔"

Marfat.com

مذکورہ بالا بزرگوں کے بارے میں علماءِ کرام نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں جن کا شمار خالص، مکرم زہاد اور تابعین میں ہوتا ہے جنہوں نے اسلام میں اس تحریکِ زہد و تصوف کی بنیاد رکھی، جس کی ابتداء ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے ہاتھوں ہو چکی تھی اور یہی وہ محترم ہستیاں ہیں جنہوں نے ''مقام احسان'' اور صدق مع اللہ [۲]'' کے مفہوم کو واضح کیا، کیونکہ ان میں کوئی بھی ایسی ہستی نہیں تھی جو اپنے علم، عمل، جہاد، قربانی اور قربِ خداوندی میں یکتا نہ ہو۔

Marfat.com

باب نمبر 1

امام حسن بصری[۳] رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۱۱۰ھ)

اور جہاد:

(حکیم معلم، زاہد شیخ، بہادر مجاہد)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام صوفیہ کرام کی صف میں بہت نمایاں ہے، تصوف کی کوئی بھی کتاب ایسی نہیں ہوگی جہاں مشائخ کی فہرست میں ان کا نام شروع میں نہ ہو، اس کی وجہ واضح ہے چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو صحابہ کرام اور بالخصوص حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے براہِ راست علم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔

''امام ابن کثیرؒ'' کا کہنا ہے کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ کو جو حکمت اور دوسرے بے شمار علوم وفنون عطا کئے گئے، یہ زوجہء رسول اُم المومنین ''اُم سلمہ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دودھ مبارک پینے کی برکت کا نتیجہ تھے۔ اس کے علاوہ خلیفہ دوم حضرت ''عمر فاروق ؓ'' نے آپ کے لئے وہی دُعا کی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ''عبداللہ بن عباس'' رضی اللہ عنہما کے لئے فرمائی تھی: ''اللھم فقھہ فی الدین و علمہ التأویل'' اے اللہ اسے دین میں سمجھ اور تاویل کا علم عطا فرما۔ ام المؤمنین حضرت ''ام سلمہ'' رضی اللہ عنہا جب بھی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو بچپن میں اپنے ساتھ صحابہ کرام کے پاس لے آتیں تو تمام صحابہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خوب دعائیں فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان ہے: ''ادرکتُ سبعین بدریا وصلیتُ خلفھم وما کان لباسھم سوی الصوفِ، لورأیتموھم لقلتم مجانین'' [۴] ''یعنی میں نے ستر بدری صحابہ سے ملاقات کی ہے، ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں ہیں، ان سب کا لباس اُون کا ہوتا تھا، اگر تم انہیں دیکھ لیتے، تو کہتے کہ یہ مجنوں لوگ ہیں۔

امام ابوطالب مکیؒ (ت: ۳۸۶ھ) [57] کہتے ہیں کہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ پہلے شخص

Marfat.com

تھے جنھوں نے اس علم (تصوف) کی بنیاد رکھی، لوگوں کو اس علم کے حوالے سے بات کرنے کا موقع فراہم کیا، اس کے بے شمار معانی و مطالب کی تشریح کی، اس کے انوار و برکات کی تفصیل کی، اور اس علم کی حقیقت کا انکشاف کیا[۵]۔

گویا اس علم تصوف کی کلیاں دوسری صدی ہجری کے آغاز سے ہی کھل چکی تھیں، اگرچہ یہ اپنے انوار و حقائق اور سلوک و ہدایت میں سیرت نبوی ا اور سیرت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مأخوذ ہے کیونکہ تصوف حقیقت میں ''مقامِ احسان'' ہی ہے جس پر مذکورہ بالا ہستیاں مکمل طور پر کاربند تھیں۔

''امام حسن بصری'' رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے مجاہد تھے ''ابن سعد'' نے ''طبقات الکبریٰ'' جلد نمبر ۳ اور صفحہ ۱۷۵ پر لکھا ہے کہ: ''آپ سے پوچھا گیا ''ھل غزوت''؟ کبھی آپ نے جھاد کیا ہے؟ فرمایا: نعم: جی ہاں، میں غزوہ کابل میں ''عبدالرحمٰن بن سمرہ'' کے ساتھ شریک ہوا تھا۔

اسی طرح کثیر حفاظ نے آپ علیہ الرحمۃ کو ان اصحاب میں شامل کیا ہے جو جہاد فی سبیل اللہ کو اسی طرح ضروری قرار دیتے تھے جس طرح علم و عمل کی تحصیل ضروری ہے۔

آپ علیہ الرحمہ کے بارے میں مشہور ہے کہ جنگ میں ایک عظیم بہادر کی حیثیت سے لڑتے تھے۔

علاوہ ازیں آپ کا شمار کبار زاہدین میں ہوتا تھا[۶]۔ آپ کا قول ہے۔ ''مَا عُمِلَ عَمَلٌ بَعْدَ الْجِهَادِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مَنْ نَاشِئَةِ اللَّيْلِ[۷]'' یعنی جہاد فی سبیل اللہ کے بعد کیا جانے والا کوئی عمل تہجد کی نماز سے بہتر نہیں ہے اسی طرح ان پہلے سات تابعین کرام کا حال تھا جن کی حفاظ نے کافی مداح سرائی کی ہے اور انہیں کو اکثر علماء نے امتِ محمدیہ علیہا الصلوٰۃ والسلام میں بہتر صدیوں سے تعلق رکھنے والے سچے اور اہل حکمت تابعین کے مقابلے میں مقامِ اولیت دی ہے بلکہ انصاف پسند مورخین نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ تصوف نام ہی اس ابتدائی زہد و اخلاص اور آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کی حسن اقتداء کا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ مورخین اسلام نے دوسرے دو بزرگ ''محمد بن واسع'' اور ''مالک بن دینار'' رحمۃ اللہ علیہما کا بھی خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔ جو اکثر و بیشتر امام ''حسن بصری'' رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہء درس میں پابندی سے شریک ہوتے تھے۔ اس لئے کہ حضرت علی کرم اللہ وجھہ نے انہیں بطور خاص اجازت مرحمت فرمائی تھی، جبکہ ان دونوں کے علاوہ آپ کے مواعظ و دروس کو مدوّن کرنے کا

Marfat.com

شرف کئی حضرات کو نصیب ہوا تھا۔ آپ علیہ الرحمۃ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ کے دارالعلوم سے کثیر تعداد میں صوفیہ کرام اور اصفیائے عظام نے علم کی تحصیل کی تھی، جن میں ''شیخ عبدالواحد بن زید'' کا نام بہت مشہور ہے، آپ ہی کا یہ ملفوظ ہے: ''لکل طریق مختصر و مختصر طریق الجنة الجهادُ [۸]'' یعنی ہر چیز کا ایک مختصر راستہ ہوتا ہے اور جنت کا مختصر راستہ جہاد ہے۔ دوسرے قرن سے تعلق رکھنے والے ایک دوسرے بزرگ کا ذکر بھی یہاں مناسب رہے گا کیونکہ اُمت محمدیہ کے بزرگوں میں ان کا بہت بڑا مقام ہے، ان سے ہماری مراد سیدنا ''ابراہیم بن ادھم'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔

Marfat.com

باب نمبر 2

دوسری صدی کے صوفیہ مجاہدین

1: سیدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا شمار دوسری صدی ہجری کے مشہور روحانی صوفی ائمہ میں ہوتا ہے، آپ کے والدِ گرامی بادشاہِ وقت تھے، لیکن بیٹے نے بادشاہت کی بجائے زہد وتقوٰی اور درویشانہ زندگی کو پسند کیا۔ مختلف شہروں کی تفریح ان کا مشہور مشغلہ تھا، اسلامی سرحدوں پر مورچے لگانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کو ایک پیشہ گردانتے تھے، وہ ایک بڑے داعی اور مبلغ اسلام کے لقب سے مشہور تھے۔

''ابن عساکر'' نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کچھ اس طرح کیا ہے کہ: آپ ایک نڈر گھوڑ سوار اور بہادر جنگجو تھے، سرحدوں پر اکثر پڑاؤ ڈالتے تھے۔ آپ نے بیزنطیوں کے خلاف کئی معرکے سر کیے تھے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تقوی و پرہیز گاری کی تعریف امام ''احمد بن حنبل''، امام ''اوزاعی''، ''سفیان ثوری''، ''نسائی'' اور ان جیسے بے شمار عظیم فقہاء و محدثین نے کی ہے۔ آپ کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ اُنہوں نے ملکِ شام کا سفر محض رزقِ حلال کی تلاش میں فرمایا تھا۔ جہاں آپ نے ایک بہت بڑے غازی کی حیثیت سے قیام فرمایا، جبکہ تقویٰ اور جہد مسلسل کو لازمی تصور کرتے تھے۔

دعوتِ اسلامی کے حوالے سے آپ علیہ الرحمہ کے اقوالِ زریں کثیر تعداد میں کتبِ تصوف کی زینب بنے ہوئے ہیں[۹]۔ کافی تعداد میں بہادر مجاہدین وقت نے آپ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا تھا، آپ کے حوالے سے امام ''ابن کثیر'' [58] اور ''یاقوت حموی'' کا کہنا ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ نے دوسری صدی کے نصف میں اس حالت میں وصال فرمایا کہ بحرِ روم کے ایک جزیرے میں دشمن کا

Marfat.com

سامنا کرتے ہوئے تیر کو ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے[۱۰]۔

2: سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرت طوالت سے مستغنی کر دیتی ہے، آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک سال حج، دوسرے سال جہاد اور تیسرے سال تجارت کرتے تھے، تجارت سے جو بھی زرمبادلہ آپ کو حاصل ہوتا وہ سارا کا سارا آپ یا تو فقراء و مساکین پر خرچ کرتے تھے یا پھر ان فقراء لوگوں کی ضروریات پر خرچ کرتے تھے، جنہیں آپ حج کروانے کے لئے اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔

آپ کے بارے میں ''خطیب بغدادی رحمہ اللہ'' کا کہنا ہے کہ علم میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار علمائے ربانیین اور زہد میں مشہور صوفیہ وقت میں ہوتا تھا۔ آپ بغداد سے جہاد کرتے ہوئے ''مصیصہ'' کی سرحد تک جا پہنچے تھے دورانِ سفر بے شمار صوفیہ کرام سے ملتے بھی رہے۔ تاریخ بغداد جلد۱۰، صفحہ''۱۵۷'' پر اس سفر کو ایک طویل مگر دلچسپ قصہ کی شکل میں بیان کیا گیا ہے۔

''حافظ ابن حجر عسقلانیؒ''[59] ''الارشاد'' میں ''خلیلی'' کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ابن مبارک'' کی کرامات کا کوئی شمار نہیں ہے۔ کہا گیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ''ابدال'' کے درجے پر فائز تھے۔'' عموماً تراجم صوفیہ کی ابتداء آپ کے مبارک نام سے کی جاتی ہے۔

''حلیۃ الأولیاء'' میں آیا ہے کہ ''ابن مبارک'' رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا: ''من الناس''؟ لوگ کون ہیں؟ جواب دیا کہ ''العلماء'' علماءِ کرام لوگ ہیں، دوبارہ پوچھا گیا: ''ومن الملوک''؟ اور بادشاہ کون ہیں؟ فرمایا کہ: ''الزھاد'' زاہد و پرہیزگار، آپ کی اس موضوع کے حوالے سے ایک تصنیف ہے ''الزھد والرقائق'' آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہیں جہاد پر پہلی مستقل کتاب لکھنے کا شرف حاصل ہے۔

آپ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ''وجاھدوا فی سبیل اللہ حق جھادہٖ'' (الحج/۷۸) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد خواہشات اور نفس سے جہاد کرنا ہے اور یہی درحقیقت حق الجہاد اصلی جہاد ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال اُس وقت ہوا جب آپ ۱۸۱ھ میں کسی جنگ سے واپس آرہے تھے[۱۱]۔ اسی تفسیر کی رُو سے واضح ہوتا ہے کہ ''مجاھدۃ النفس'' ہی جہادِ اکبر

Marfat.com

ہے۔اور اسی سے عبدیت کے معنی کی صحیح معنوں میں تکمیل ہوتی ہے، خلافت کی سرچشمہ ذات اللہ تعالٰی کی ہے، رُوئے زمین سے خرابی کا قلع قمع صرف جہاد کے ذریعے ہی ہوسکتا ہے اور اسی صورت میں ہی علم وتوحید کا منارہ حقیقی معنوں میں اسلامی دنیا میں بلند و بالا ہوسکتا ہے۔

3: امام ابوسعید شہید رحمۃ اللہ علیہ: (ابن مبارک کے شاگرد)

جن حضرات کو ''سیدنا ابن مبارک'' رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا تھا، اُن میں ایک صاحب امام ''ابوسعید شہید'' رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شناخت ایک بہت بڑے مجاہد انسان کی حیثیت سے تھی۔ آپ نے چند سخت جان دشمنوں کو ٹھکانہ لگانے کے بعد شہادت کا رتبہ پایا تھا۔ وفات سے چند لمحات قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

اَحْسِنْ بِمَوْلَاکَ یَا سَعِیْدُ ظَنًّا هٰذَا الَّذِیْ کُنْتَ لَهٗ تَمَنّٰی

تَنَحَّیْنَ یَاحُوْرَ الْجِنَانِ عَنَّا مَا لَکُنَّ قَاتَلْنَا وَلَا قُتِلْنَا

لٰکِنَّ لِرَبِّنَا قَدِ اشْتَقْنَا قَدْ عَلِمَ السِّرَّ وَمَا اَعْلَنَّا[۱۲]

یعنی اے سعید! اپنے مولٰی کے بارے میں اچھا گمان رکھ، یہی وہ درحقیقت اہم چیز ہے جس کی تو خود خواہش کرتا تھا۔ اے حورانِ بہشت! تم ہم سے دور رہو، نہ تو ہم نے تمہارے لئے جنگ کی ہے اور نہ جانیں دی ہیں، بلکہ ہم تو صرف اور صرف رب کی زیارت کے مشتاق ہیں، جو بھی ہم ظاہر یا چھپاتے ہیں سب کو ہمارا پروردگار جانتا ہے۔

محققین امت فرماتے ہیں کہ صوفیہ کرام نے جہاد کے میدانوں میں آگے نکل جانے کی وجہ سے عبادت اور جہاد کے درمیان ایک بہترین اسلامی ربط پیدا کیا ہے۔ اسی سے ہی مسلمانوں میں یہ شعور بیدار ہوا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ اور عبادت الٰہی انسان کا محور ہونا چاہیے، یہی وجہ ہے کہ جہاں مجاہدین اسلام نے دشمنوں کا انتہائی بے باکی سے سامنا کیا، وہاں وہ ''صدق مع اللہ'' جیسی عظیم صفات میں بھی آگے آگے تھے۔[۱۳]

Marfat.com

باب نمبر 3

تیسری صدی کے صوفیہ مجاہدین

تاریخ کی کتابوں میں تیسری صدی سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں ان پرہیزگار صوفیہ کرام کا ذکر ملتا ہے، جنہوں نے رومیوں اور اُن کے لشکروں کو شام اور جزیرہ فرات سے دُور بھگانے میں اہم کردار ادا کیا تھا، یہ صوفی بزرگ مجاہدین کی حوصلہ افزائی کرتے رہے اور انہیں یاد دلاتے رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین اور شہداءِ اُمت محمدیہ کے لئے آخرت میں جنتِ نعیم اور رضوان اکبر تیار کر رکھا ہے۔

ان مشاہیر میں سے چند کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں:

1: حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ ''لقمانِ امت'' کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ نے ترکوں کی جنگ میں بھرپور طریقے سے شرکت کی تھی[۱۴]۔

2: حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب مبارک ''سلطان العارفین'' تھا۔ آپ کا وصال ''شذرات الذهب'' کے مطابق ۲۶۱ھ میں جبکہ صاحب ''وفیات الأعیان'' کی تحقیق کی روشنی میں ۲۳۴ھ میں ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ جب کبھی آپ سرحد پر ہوتے تو ساری رات پہرا دیتے، مورچے لگاتے، عبادت فرماتے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، خشیت الٰہی میں آنسو بہاتے اور اللہ رب العزت کے حضور، جیشِ اسلام کی مکمل فتحیابی کے لئے گریہ زاری فرماتے رہتے تھے۔

آپ ہی کا ارشاد ہے کہ: ''میں نے چالیس سال اس طرح گزارے کہ یا تو مسجد میں عبادت و ریاضت میں مصروف رہا، تھک جاتا تو مسجد کی دیوار کا سہارا لے لیتا، یا راہِ خدا میں جہاد کرتا رہا۔ اس سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ صوفیہ عظام کس طرح ''رهبان اللیل و فرسان النهار''

Marfat.com

(رات کو خوب گریہ زاری کرنے والے اور دن کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھوڑے دوڑانے والے) تھے۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے: ''حق تعالیٰ نے مجھے دشمنوں پر مجاہدین کے ساتھ کھڑا کیا، تاکہ میں دشمنوں کی گردنوں پر تلواروں سے وار کروں''۔[۱۵]

3: حضرت ابوحمزہ صوفی رحمۃ اللہ علیہ:

تاریخ بغداد کے مطابق آپ کا شمار ان اولین بزرگوں میں ہوتا ہے، جنہوں نے سرزمین بغداد میں سب سے پہلے علم تصوف کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ذکر اللہ کے ساتھ ساتھ ہمت، محبت، شوق، قرب اور انس جیسی اصطلاحات کی وضاحت کی تھی۔ ابوحمزہ صوفی محمد بن ابراہیم (ت: ۲۲۹ھ) قرآن پاک کے بہترین عالم تھے، آپ کی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور بشر بن حارث رحمہ اللہ کے ساتھ کافی مجالس ہوا کرتی تھیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک گھوڑی پال رکھی تھی جس پر جہاد کرنے کو پسند کرتے تھے۔[۱۶] آپ کے متعلق حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ کا بیان ہے: ''حضرت ابوحمزہ صوفی کو جہاد بہت پسند تھا، آپ بلادِ روم میں مجاہدین کے ساتھ تشریف لاتے تھے، تو آپ کے جسم اقدس پر اُون کا جبہ ہوتا تھا۔[۱۷]''

4: حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار کبار صوفیہ میں ہوتا تھا۔ مؤرخین نے آپ کے حوالے سے ارضِ روم میں کثیر مجاہدات کا ذکر کیا ہے[۱۸]۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جہاد کے بارے میں رائے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ظاہر ہوتی ہے۔ ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا قف وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ'' (سورہ آل عمران ۲۰۰) آپ نے فرمایا: ''صابروا'' سے مراد معرکہ میں استقامت وصبر کے ساتھ ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنا ہے۔

''حسن بن بزّار'' کا بیان ہے کہ: ''میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کے متعلق پوچھا جب وہ سرحدوں پر مورچے لگانے کے بعد واپس آرہے تھے تو امام صاحب نے اُن کی کافی تعریف فرمائی تھی۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا اپنا قول ہے کہ: ''صوفی کی نشانی یہ ہے کہ وہ ایسے علم باطن کے ذریعے گفتگو نہ کرے جو بظاہر قرآن وحدیث کے مطابق نہ ہو۔''

Marfat.com

5: حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ علیہ (ت: ۲۹۷ھ)

بڑے بڑے جلیل القدر علماء آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل، امامت اور تقدمِ علمی کے معترف دکھائے دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کو "ابن الأثیر" نے "عالم الدنیافی زمانہ" (اپنے زمانے میں دنیا کا سب سے بڑا عالم) قرار دیا ہے۔

"ابن کثیرؒ" نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کہا ہے کہ: کیونکہ آپ علیہ الرحمۃ نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع کیا تھا، فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی، عبادت الٰہی کو لازمی گردانا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کئی علوم وفنون کے دروازے اس وجہ سے کھول دیئے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ایسے علوم بھی منکشف فرمائے تھے جو اس زمانے کے کسی اور بزرگ کو حاصل نہ ہوسکے، آپ تمام علومِ متداولہ سے باخبر تھے، یہاں تک کہ آپ " سید الطائفتین: الفقهاء والصوفية " (فقہاء و صوفیہ دونوں گروہوں کے سردار) کے مبارک لقب سے مشہور تھے۔

امام "ابن تیمیہ رحمہ اللہ" نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ:

جنید اس گروہ صوفیہ کا امام اور ہدایت الٰہی کا سربراہ ہے، یہاں تک کہ اس رائے کا اظہار کیا کہ "جو شخص بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کرے وہ گمراہ ہے۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے اندر بھی شریک ہوئے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا قول ہے کہ: "ایک مرتبہ لشکروں کے امیر نے میری طرف کچھ خرچے کے طور پر بھیجا تو میں نے اس کو اپنی ذات کے لئے ناپسند کرتے ہوئے مجاہدین کی ضروریات پر خرچ کردیا۔[۱۹]"

آپ علیہ الرحمہ کے اقوال زریں میں سے ہے کہ: "لِكُلِّ أُمَّةٍ صَفْوَةٌ وَ صَفْوَةُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الصُّوفِيَةُ" یعنی ہر امت کے چند پسندیدہ لوگ ہوئے ہیں اور اس امت کے پسندیدہ لوگ صوفیہ کرام ہیں اور آپ مزید فرماتے ہیں کہ تصوف اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملات کو پاک وصاف کرنے کا نام ہے جیسا کہ جلیل القدر صحابی رسول حضرت حارثہؓ کے قول سے واضح ہے جب اُن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

"کیف اَصبحت یا حارثۃ؟ اے حارثہ تونے صبح کیسے کی ہے؟ عرض کیا:

Marfat.com

'' عَرَفْتُ نَفْسِی عَنِ الدُّنْیَا فَاسْهرتُ لَیْلِی وَاَظْمَاتُ نهارِی فَکَاَنِّیْ اَرٰی عرش رَبِّی بَارِزًا وَاَهْلُ الْجَـنَّةِ فِـی الْجَنَّةِ یَتَزَاوَرُوْنَ وَاَهْلُ النَّارِ فِی النَّارِ یَتَعَادَوْنَ وَ یَبْکُوْنَ '' میں نے اپنی ذات کو دنیا سے الگ تھلگ کر دیا ہے، میں نے اپنی رات کو بیدار رکھا ہوا ہے، دن کو پیاسا رہتا ہوں، اس حالت میں مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے، عرش خداوندی میری آنکھوں کے سامنے ہے، جنتی جنت میں ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں اور جہنمی جہنم میں بھوک مر رہے ہیں اور رُو دھو رہے ہیں۔'' اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' عرفت فالزم '' تو نے رب کو صحیح پہچانا ہے۔ لہٰذا تو اس پر کاربند رہ، مزید فرمایا کہ: '' عَبْدٌ نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَـنَّةِ فَلْیَنْظُرِ اِلٰی حَارِثَةَ '' یہ ایسا بندہ ہے جس کا دل اللہ کے نور سے لبریز ہے، جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ وہ کسی جنتی کی زیارت کرے تو اسے چاہیے کہ حارثہ کو دیکھ لے۔

لہٰذا یہاں حضرت حارثہؓ کے اس قول: '' فَـاَسْهَـرْتُ لَیْـلِـیْ وَاَظْـمَأْتُ نَهَارِیْ '' (میں نے شب بیداری کی، اور دن کو بھوکا رہا، یعنی روزہ رکھا) پر غور کیا جائے اور دیکھا جائے کہ اس کا اپنے رب کے معاملہ کیسا تھا، جبکہ ان دونوں میں '' مقام احسان '' واضح ہے، اسی طرح حضور ا کے اس قول '' عَرَفْتَ فَالْزَمْ '' پر بھی غور کیا جانا چاہیے کیونکہ اس میں حضرت حارثہ ص کے اپنے رب کے ساتھ سلوک (معاملہ) کو پختہ کیا گیا ہے کہ یہ ایسا بندہ ہے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے نور ایمان سے منور فرمادیا ہے۔

الغرض تابعین عظام ہی درحقیقت تائید ایزدی سے اس اعلیٰ مقام کے اہل و قابل تھے، جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ☆ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا۔'' (فرقان ۶۳، ۶۴)۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب اُن سے کافر مخاطب ہوتے ہیں تو سلام کہہ کے گزر جاتے ہیں اور وہ ایسے بندے ہیں کہ اپنے رب کے لئے سجدوں اور قیاموں میں راتیں گزار دیتے ہیں۔

Marfat.com

باب 4

صلیبی جنگوں میں صوفیہ کرام کا کردار

1: ''صلیبی جنگوں کے ہیرو نور الدین جنگی کے نزدیک تصوف اور صوفیہ کی حیثیت''

صوفیہ کرام کا شیر اسلام و مسلمین نور الدین زنگی کی زیر قیادت صلیبی جنگوں میں جہاد کے حوالے سے ایک زبردست جرأتمندانہ کردار رہا ہے۔ ابن الاثیر کا کہنا ہے کہ:

''بادشاہ مذکور صوفیہ کرام کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور اسکے ساتھ ساتھ انہیں بھی اپنے قریب بلاتا تھا، ان کے حضور تواضع وانکساری سے پیش آتا تھا، اپنے ساتھ انہیں تختِ شاہی پر بٹھاتا تھا اور ان کی نصیحتوں اور باتوں کو کافی غور سے سنتا تھا[۲۰]۔''

ان محترم مشائخ میں سے ایک بزرگ[1] قدوۃ السالکین ''حیات بن قیس حرانی (ت:۵۸۱ھ) ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحبِ کرامت حال بزرگ تھے۔ آپ کا نور الدین زنگی اور اس کے لشکر کی حوصلہ افزائی کی وجہ سے بہادری، ثابت قدمی اور کامیاب فتح میں مرکزی کردار رہا تھا[۲۱]۔

اور انہی بزرگوں میں ایک دوسرے بزرگ[2] (''حضرت عماد الدین ابوالفتح حمویہ'' بھی ہیں، آپ دمشق میں ۵۶۳ھ میں تشریف لائے تھے۔ انہی کے متعلق خطیب بغدادی کا کہنا ہے: ''علم طریقت وحقیقت میں اُن کا کوئی ہم پلہ نہ تھا، نور الدین زنگی نے ان کے متعلق ایک قرارداد منظور کی تھی کہ آپ ملکِ شام میں [۲۲]۔ ''سید الصوفیہ'' ہیں، کیونکہ آپ کو جماعت صوفیہ میں عظیم مقام حاصل تھا'' علاوہ ازیں آپ نے مسلمانوں کی بالعموم اور نوجوانوں کی بالخصوص بہترین تربیت میں کافی محنت وجد وجہد کا مظاہرہ فرمایا تھا۔

Marfat.com

ان میں ایک اور بزرگ[3] ''شیخ ابن صابونی'' کا نام بھی کافی اہمیت کا حال ہے، آپ ایک عابد و زاہد اور حد درجہ متقی و پرہیز گار شخص تھے، جب آپ دمشق سے گزرے تو ''نورالدین زنگی'' نے انہیں اپنے ہاں قیام فرمانے کی گزارش کی، تا کہ وہ کچھ عرصہ آپ کی صحبت میں رہ کر امورِ مملکت کے بارے میں مشورہ کر سکے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے معذرت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں ''امام شافعی'' رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا ارادہ رکھتا ہوں، اس پر بادشاہ نے انہیں مصر پہنچانے کا بندوبست کر دیا، جہاں آپ سے ''سلطان صلاح الدین ایوبی'' کے والد جناب ''امیر نجم الدین'' نے مصاحبت حاصل کر لی تھی۔ ان بزرگوں میں ایک بزرگ[4] ''شیخ عمر ملا'' بھی تھے۔ جن کے متعلق شیخ بغدادی کہتے ہیں کہ آپ قوم عارفین کے امام تھے، علماء و سلاطین اُن کی خانقاہ میں حاضر ہو کر زیارت کا شرف حاصل کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم الشان محفل کا انعقاد کیا کرتے تھے، جس میں وہ مدحتِ رسول امین خوب صورت اشعار پڑھا کرتے تھے۔ بادشاہ نورالدین زنگی آپ سے مشاورت کرتا اور انہیں بہت مقام دیتا تھا۔[۲۳]

2: سلطان سلجوقی الپ ارسلان:

مورخینِ اسلام نے ''سلطان سلجوقی الپ ارسلان'' صاحب ''واقعہ ملاذ کرد'' کی بہت تعریف کی ہے۔ اسی سلطان کی قیادت میں مسلمان اہلِ روم پر ''ملاذ کرد'' میں ۴۶۳ھ میں فتحیاب ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ مورخین نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ سلطان مذکور صوفیہ کرام سے تبرک حاصل کیا کرتا تھا بالخصوص ''امام ابوالقاسم قشیری'' رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۴۶۵) کے بہت قریب تھا، اس کے ساتھ ساتھ ''ابونصر محمد بن عبداللہ بخاری صوفی کو بھی کافی مقام دیتا تھا، آپ رحمۃ اللہ علیہ جب اس معرکہ میں شریک ہوئے تو مسلمان مجاہدین کو ایک زبردست خطبہ دیا جس نے لشکر کے جوش کو دوبالا کر دیا تھا۔ اور وہ تائید ایزدی سے اس میں مکمل طور پر فتحیاب ہو گئے تھے۔[۲۴]

3: شہیرِ اسلام صلاح الدین ایوبی اور مقام تصوف:

عصر وسطی کو تصوف، اصلاح، زہد، تقوی اور حسن عقیدہ جیسی عظیم صفات کی بدولت نڈر اور دلیر صوفی خلیفہ نورالدین زنگی کی وجہ سے خوب یاد کیا جاتا ہے۔ صلیبی جنگوں کے ہیرو کی شناخت ایک پاکباز، پارسا، متقی اور زاہد صوفی کی حیثیت سے ہونے لگی (طبقات السبکی)

Marfat.com

''ابن کثیر'': صلاح الدین ایوبی (ت:۵۸۹ھ) کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ ایک بہادر اور بہت بڑا غازی انسان تھا، اس نے دو ایک جیسی خانقاہیں صوفیہ کرام کے لئے تیار کر رکھی تھیں جن میں ایک ''دیار مصریہ'' اور دوسری ''دمشق'' میں تھی، ایوبی کی سب سے بڑی کامیابی ''القدس'' شریف کی فتح تھی۔ علاوہ ازیں اس عظیم فتح کا ''۲۷'' رجب المرجب کے واقعہ اسراء ومعراج کے موافق ہونے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اشارہ[۴۵] ہے کہ وہ پاک ذات، اس لشکر اور اس کے قائد سے پوری طرح راضی تھی، کیونکہ یہ اُسی کا فرمان ہے کہ: ''انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیاۃ الدنیا یوم یقوم الأشهاد'' (سورۃ الغافر، آیۃ ۵۱) یعنی ہم یقیناً اپنے رسولوں اور مومنوں کی دنیاوی زندگی میں مدد کرتے ہیں اس دِن بھی اُن کی مدد کریں گے جب وہ گواہی کے لئے کھڑے ہوں گے۔

سلطان مذکور نے ''کنیسۃ القیامۃ'' کی حفاظت کا حکم دے کر کرامتِ اسلام کے حوالے سے ایک عظیم مثال قائم کر دی تھی۔

اس کنیسہ کے قریب سلطانِ مذکور نے فقہاءِ شافعیہ کے ایک مدرسہ اور صلحاءِ صوفیہ کی ایک خانقاہ بھی تعمیر کرائی تھی، تا کہ اس سے ثابت کیا جائے کہ اسلام مہربانی اور امن وسلامتی والا دین ہے۔ علاوہ ازیں سلطانِ مذکور نے قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا، گھوڑوں کو چھوڑ دیا اور زخمیوں کے علاج معالجے کا بندوبست بھی کر دیا تھا۔

تاریخ اسلام صوفیہ کرام کے جہاد، اسلامی جنگوں اور حفاظتِ حدودِ اسلام کے حوالے سے اُن کے عظیم کردار کی گواہ ہے۔ اس کے علاوہ جن صوفیہ کرام نے مساجد اور خانقاہوں میں دعوت وارشاد کے میدان میں خدمات سرانجام دی ہیں، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی حقیقت میں: ''رُهْبَانُ اللَّيْلِ وَ فُرْسَانُ النَّهَارِ'' ہیں۔

کئی صدیوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ معارک کے اندر لشکروں کے قلوب میں جوش وولولہ، جہاد فی سبیل اللہ میں ثابت قدمی کی تلقین فرمانے کی وجہ سے صوفیہ کرام کے بہت بڑے اثرات ظاہر ہوا کرتے تھے، جیسا کہ اسلامی میراث اس پر شاہد ہے اس حوالے سے کچھ دلائل کی طرف ہم نے یہاں براہین قاطعہ کے طور پر اشارہ کیا ہے: ''لمن اراد ان یذکر اراد شکورا'' (الفرقان ۶۲) اس شخص کے لئے جس نے نصیحت پکڑنے کا یا شکر ادا کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔

Marfat.com

باب نمبر 5

تاتاری جنگوں میں صوفیہ کرام[1]

رُھْبَانُ اللَّیْلِ وَفُرْسَانُ النَّھَارِ (رات کے راہب اور دن کے مجاہد) ہیں

گذشتہ مآخذ کی روشنی میں تاتاری جنگوں میں صوفیہ کرام کے کردار کے حوالے سے گفتگو اتنی طویل ہو جائے گی، جس کی مقام اجازت نہیں دیتا، تاہم ان میں سے کچھ کا خصوصی طور پر ذکر کرنا مناسب ہوگا جس طرح ''امام ابوالحسن شاذلی'' اور ان کے اصحاب اور ''شیخ العز بن سلام'' جو سیف الدین قطز (امیر مصر و شام کے شیخ) اور معرکہء ''عین جالوت'' کے کمانڈر انچیف تھے۔ جب انہوں نے تائید ایزدی سے ''۲۷'' رمضان المبارک ۶۵۸ھ کو تاتاریوں کے خلاف کامیابی حاصل کی جنہوں نے خلافت عباسیہ پر ۶۵۶ھ میں قبضہ کر لیا تھا۔ اس مبارک تاریخ (۲۷ رمضان المبارک) کو فتح میں ایک واضح اشارہ ہے کہ اللہ رب العزت لشکر اسلامی اور ان کے قائد سے راضی تھے کیونکہ ''وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ'' یعنی یہ کامیابی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے تھی۔

اسی طرح اس سے تھوڑی ہی دیر قبل عظیم صوفی لیڈر ''صلاح الدین ایوبی'' کے ذریعے ''۲۷'' رجب المرجب، ۵۸۳ھ کو جو بیت المقدس اور دوسرے اسلامی شہروں کو آزادی ملی تھی، وہ بھی یقیناً اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق کا نتیجہ تھی کیونکہ ارشاد ربانی ہے:

''لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ م بَعْدُ ط وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ☆ بِنَصْرِ اللّٰہِ ط یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ط وَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ'' (الروم ۴،۵) یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے سارا معاملہ ہے پہلے اور بعد دونوں کا اور اس دن مومن لوگ اللہ تعالیٰ کی مدد سے خوش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس کی مدد فرماتا ہے اور وہ ہر چیز پر غالب ہے اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

Marfat.com

عصرِ حاضر میں صوفیہ کرام:

اس کے ساتھ موجودہ دور میں بھی صوفیہ کرام کا دشمنانِ اسلام کے خلاف جہاد میں بہت اہم کردار ہے، ان میں مثال کے طور پر "شیخ عبدالکریم مغربی" کا "مغرب" میں اور "شیخ عبدالقادر الجزائری" کا "جزائر" میں فرانسی انقلاب کے مقابلے میں جہادی کوششیں لوگوں کے سامنے ہیں، علاوہ ازیں ہر جگہ پر عالم میں ادھر اور اُدھر اسلامی جہاد جاری وساری ہے۔ جیسا کہ "لیبیا" میں پچیس سال کی طویل مدت تک "عمر المختار" اور ان کے احباب کا "اٹلی" کے غاصبانہ قبضے کے خلاف دلیرانہ جہاد ہے، جس میں انہوں نے باوجود کم مجاہدین اور کم ہتھیاروں کے دشمن کا جم کر مقابلہ کیا، ان کے سینکڑوں لشکروں کے خلاف جہاد کر کے لوگوں کے سامنے عالی شان مثالیں قائم کر دیں۔ چونکہ وہ منتخب لوگ تھے جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی تائید ونصرت حاصل تھی جیسا کہ حکیم قائد "صلاح الدین ایوبی" نے "بیت المقدس" کی لڑائی میں عظیم کارنامے رقم کیے، خاص طور پر جب انہوں نے دشمنوں کے قیدیوں کو رہا کر دیا۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام حق اور سلامتی والا دین ہے، اسی خوب صورت امر کو مشرق ومغرب کے مورخین نے بہت سراہا ہے۔

اب آخر میں دلائل حقہ کی تلاش کرنے والے پر ہے کہ اسلامی میراث کے قدیم مأخذ کی طرف رجوع کرے، خاص طور پر ان مأخذ کی طرف جن کا ذکر قرآنِ پاک میں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے جدید کتب کی طرف بھی متوجہ ہونا چاہیے جن کی طرف ہم نے دورانِ گفتگو اشارہ کیا ہے۔ ان میں نہایت اہمیت کی حامل کتاب: "البطولة والتضحية والفداء عندالصوفية" از سید اسعد خطیب کی ہے، جس میں حق کو تسلیم کرنے والے کے لئے کافی سامانِ اطمینان وراحت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نعمت اور توفیق کا مالک ہے۔

....

حواشی

1: دیکھیے "البطولة والفداء عندالصوفية" (تاریخی مطالعہ) اسعد خطیب اور اس کتاب سے اس فصل کا اہم خلاصہ ذکر کر رہے ہیں۔

Marfat.com

2: دیکھئے ''تاریخ الاسلام'' حافظ ذہبی، جلد نمبر۲ اور اسے امام احمد نے ''کتاب الزہد'' میں اور ابن حجر عسقلانی نے ''تمیز الصحابۃ'' (نمبر ۵۰۰) میں بیان کیا۔

3: یہ ہم کتاب ''البطولۃ والفداءعندالصوفیۃ'' (تاریخی مطالعہ)؛ ''سید اسعد خطیب'' اور دوسری بعض کتابوں سے کچھ تصرف کے ساتھ بیان کر رہے ہیں اور آپ ایسی شخصیت ہیں جن کے کردار کی اسلامی میراث کی جملہ کتب گواہی دیتی ہیں۔

4: ''زھد الثمانیۃ'' صفحہ نمبر ۳۷، اور ''کتاب التعرف علی مذہب اہل التصوف'' کلاباذی، صفحہ نمبر ۱۴، (باب انہیں صوفی کیوں کہا گیا، مترجم) اور ''حلیۃ الاولیاء'' جلد نمبر ۶، صفحہ نمبر ۱۹۶۔

5: ''قوت القلوب''، جلد نمبر ۱: صفحہ نمبر ۱۵۰

6: ''تذکرۃ الحفاظ'' حافظ ذہبی، جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۱۷، اور ''تھذیب التھذیب''، ابن حجر عسقلانی، جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۸۳۔ (نمبر ۱۴۵۰) الحسین بن ابی الحسن بسیار البصری مترجم)

7: ''کتاب الزھد''۔ احمد بن حنبل، صفحہ نمبر ۳۴۸، زھد

8: ''حلیۃ الأولیاء'' جلد نمبر ۶، صفحہ نمبر ۱۵۷۔ (نمبر ۳۵۶، عبدالواحد بن زید، مترجم)

9: دیکھئے ''تھذیب تاریخ دمشق معروف تاریخ ابن عساکر، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۱۷۹، اور ''حلیۃ الأولیاء'' جلد نمبر ۷، صفحہ نمبر ۳۸۸

10: دیکھئے ''البدایۃ والنھایۃ'' جلد نمبر ۱۰، صفحہ نمبر ۱۴۵، اور ''معجم البلدان'' مادہ ''سوقیۃ''

11: دیکھئے ''وفیات الاعیان'' جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۳۲، اور ''تھذیب التھذیب'' جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۲۴۷ نمبر ۴۱۳۷، عبداللہ بن مبارک بن واضح حنظلی تمیمی، مترجم) اور ''الکواکب الدریۃ'' جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۱۷۶، اور ''صفوۃ الصفوۃ'' جلد نمبر ۴، صفحہ نمبر ۱۴۷، (نمبر ۴۰۷، حلیۃ الاولیاء عبداللہ بن المبارک، مترجم)

12: دیکھئے ''حلیۃ الاولیاء، جلد نمبر ۱۰، صفحہ نمبر ۱۶۵۔ (نمبر ۵۴۸، سعید الشھید، مترجم)

13: دیکھئے مجلہ ''العربی'' کویت، عدد، ۲۸۷، مضمون از ڈاکٹر حسان صدقی، عنوان (المطوعۃ ودورھم فی حراسۃ دیار العروبۃ والاسلام)۔

14: دیکھئے: ''الاعلام'' ، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۱۵۱، (حاتم الاصم متوفی ۲۳۷ھ بحوالہ تاریخ بغداد، جلد ہشتم

15: دیکھئے ''ابو یزید بسطامی، ڈاکٹر شیخ عبدالحلیم محمود، صفحہ نمبر ۳۷۔ صفحہ ۲۴۱، طبقات الصوفیہ، رخ الطباب، جلد اول صفحہ ۵۷)

Marfat.com

16: ''تاریخ بغداد'' جلد نمبر ا، صفحہ نمبر ۳۹۰

17: ''طبقات الاولیاء'' ، امام سخاوی، صفحہ نمبر ۶۱

18: ''تاریخ بغداد'' جلد نمبر ۹، صفحہ نمبر ۱۸۸۔

19: دیکھئے ''روض الریاحین'' صفحہ نمبر ۲۱۱۔

20: ''الکواکب الدریۃ'' صفحہ نمبر ۳۸۔

21: ''سیر أعلام النبلاء''، جلد نمبر ۲۱، صفحہ نمبر ۲۷۱، اور ''العبر'' فی خبر من نمبر، مورخ اسلام حافظ ذہبی متوفی (۷۴۸ھ) الذھبی، جلد نمبر ۴، صفحہ نمبر ۲۴۳

22: ''البدایۃ والنھایۃ''، ابن کثیر، جلد نمبر ۱۲، صفحہ نمبر ۲۶۳، اور ''مرأۃ الزمان'' جلد نمبر ا، صفحہ نمبر ۳۱۰

23: ''الروضتین فی اختبار الدولتین''، جلد نمبر ا، صفحہ نمبر ۹

24: دیکھئے ''وفیات الاعیان'' ، جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۱۷۹۔

25: دیکھئے ''الفتح المقدسی'' عماد اصفہانی، صفحہ نمبر ۱۴۵

(مصنف) رفاعی غفرلہ، نے کہا

لیس التصوف ثوبًا أنت لابسہ تزھو بہ بین اصناف الدوا وین
بل التصوف ایمان و معرف وخدمۃ لفقیر او لمسکین
وھو التھجد فی اللیل البھیم اذا نام الانام لیوم الحشر والدین
وھو الجھاد جھاد النفس عن سفہ وشھوۃ والا عیب الشیاطین

تصوف وہ کپڑا نہیں ہے جسے تو پہنتا ہے اور مختلف قسم کے مراکز کے پر فخر کرتا ہے جبکہ تصوف: ایمان، معرفت اور فقیر یا مسکین کی خدمت کا نام ہے۔ وہ اندھیری رات میں اس وقت تہجد ادا کرنے سے عبارت ہے جب ساری مخلوق قیامت وحشر کے دن سے بے خبر ہو کر سورہی ہو اور تصوف ایسا جہادِ نفس ہے جو پاگل پن، شہوت اور شیطانی حرکتوں سے لڑنا ہے۔

Marfat.com

حصہ چہارم

تصوف کے بارے میں سوالات وجوابات
(انٹرویو روزنامہ انباء کویت)

1: جوابات کے عناصر
2: جوابات کا خلاصہ
3: انٹرویو کی اصل عبارت

Marfat.com

تصوف کے بارے میں سوالات وجوابات

ایڈیٹر روزنامہ ''انباء'' کویتی استاد مہدی عبدالستار درج ذیل اہم سوالات، مصنف کے پاس لائے، جو تصوف کے مخالفین کے تصوف وصوفیہ کے بارے میں اکثر شکوک وشبہات کی نمائندگی کرتے تھے، تو ان کے جوابات درج ذیل شکل میں مکمل ہوئے۔

1: آپ لوگوں پر عقیدہ وحدۃ الوجود کے پھیلانے، حقیقت محمد یہ ﷺ کے قائل ہونے، اور اس بات کی تہمت لگائی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات عرش پر متمکن ہوئی اور آسمانوں کو اس کے نور سے پیدا کیا گیا۔

2: تمہارا دعویٰ ہے کہ ابلیس موحد اور عابد تھا اور وہ اہل جنت میں سے ہے۔

3: تم نے اپنے مذہب کی بنیاد ولایت کے دعویٰ کرنے، علم غیب کی قائلیت اور ان زندیق لوگوں کے رموز کے ساتھ رشتہ بنانے پر رکھی ہے جنہوں نے محرمات کو جائز قرار دیا اور فرائض کو ساقط کر دیا جیسے حلاجؒ اور ابنِ عربیؒ وغیرہ

4: تم نے فریضہ جہاد کو معطل کر دیا ہے، شرعی علم سے دور ہو گئے ہیں، دنیا سے بے رغبتی اور مجرد رہنے کی تلقین کرتے ہو۔

5: تم نے قبور کی تعظیم کرنے، اولیاء کے ساتھ متعلق رہنے اور امت میں مظاہر شرک کو زندہ کیا

6: تم مزارات کا طواف کرتے، لوہے کو بوسہ دیتے اور اصحابِ قبور سے مدد مانگتے ہو جو صریح کفر ہے۔

7: تم نے رفاعی سلسلے کی بنیاد ''برقمۃ البلبل'' (حرم کا خیالی پرندہ) پر رکھی ہے۔

8: تم عوام الناس کو دھوکہ دینے کیلئے سانپوں، اژدھوں اور درندوں کو بیگار کرتے ہو

مہدی عبدالستار

سید یوسف سید ہاشم رفاعی ان سوالات کے یوں جوابات دیتے ہیں۔

Marfat.com

1: جوابات کے نکات:

1: ہمارے ان فلسفی مدارس کے بارے میں کچھ تحفظات ہیں، جنہوں نے عقیدہ وحدۃ الوجود کو عام کیا، جبکہ اب نہ تو ان کی مجالس ہیں اور نہ مریدین۔

2: ابلیس موحد تھا، اس لیے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم کھائی تھی، لیکن پھر اپنی نافرمانی وسرکشی کی بناء پر جہنمیوں کا امام بن گیا۔

3: ابلیس کے بارے میں ابنِ عربی رحمہ اللہ کے مقولے سے ہم برأت کا اظہار کرتے ہیں، کیونکہ یہ اس کے متعلق تساہل کی طرف اشارہ کرتا ہے، ہاں البتہ یہ بھی مانع نہیں ہے کہ یہ مقولہ ان پر تھوپ دیا گیا ہو جس طرح امام شعرانی رحمہ اللہ پر بہت کچھ تھوپ دیا گیا تھا۔

4: تصوف شرعی و فلسفی کے درمیان اختلاط موجود ہے، جس سے کافی حد تک ہم بری ہیں۔

5: وہ صوفیہ جنہوں نے خلوت کو ترجیح دی، یہ ان کا انفرادی تصرف ہے اور منہج پر غالب نہیں، یقیناً علماء میں کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے جھوٹے فتاویٰ جاری کیے، تو کیا تمام شریعت باطل قرار دی جائے گی؟

6: رفاعی، جیلانی اور ابوالحسن شاذلی رحمہم اللہ کے تلامذہ و مریدین نے صلیبیوں و تاتاریوں کے خلاف جہاد کیا تھا، جبکہ میں خود تجارت کرتا ہوں اور ایک سے زیادہ شادیاں کیں ہیں۔

7: مُردوں کے ساتھ زندوں کے تعلق کا غلط تصور پایا جاتا ہے، جس کی ہم تھوڑی دیر بعد وضاحت پیش کریں گے جبکہ زیارتِ قبور شرک نہیں ہے۔

8: مزارات صالحین میں دعا کرنا مستجاب ہے اور ایک مختصر گروہ ولی کی نیک میت کے ساتھ توسل کا انکار کرتا ہے۔

9: ہاں البتہ زیارت قبور کے وقت کئی لوگ ایسے ہیں، جو جہالت کی وجہ سے ہلکے کام کرتے ہیں جبکہ ہم پر اس کی تصحیح کرنا ضروری ہے، بجائے اس کے کہ زیارت قبور سے روک دیا جائے یا ان پر شرک وعبادتِ قبور کا الزام لگا دیا جائے۔

10: ہم علم لدنی کے قائل ہیں، لیکن اس سے شرعی حکم اخذ نہیں کرتے۔

11: ''برقمة البلبل'' (حرم کا خیالی پرندہ) شیخ رواس رحمہ اللہ کا ادبی فکری خیال ہے تاہم اگر

Marfat.com

اس میں کوئی ایسی چیز موجود ہے جو کتاب وسنت کے خلاف ہے تو اس سے ہم براءت کا اظہار کرتے ہیں۔

12: ہمارے لئے اسلام کی اشاعت کے حوالے سے صوفیہ کے دور کا انکار کرنا ممکن نہیں تاہم تصوف کوئی عقیدہ نہیں، بلکہ عبادتی امور میں نوافل و اخلاق اور مقام احسان میں آداب کے اندر اضافوں سے عبارت ہے۔

13: ایامِ خلوت میں ہم گوشت نہیں کھاتے، اسلئے کہ یہ دلوں کو سخت بناتا ہے۔

14: میں علمائے سلف (اہلحدیث) سے اپنی صوفی فکر پر مناقشے کیلئے تیار ہوں اسلئے کہ یہ ان روحانی پہلوؤں پر مشتمل ہے جن سے ہی دین کی تکمیل ہوتی ہے

15: صوفیہ چیونٹی کے پر کے برابر بھی شریعت مطہرہ سے خارج نہیں ہیں، اگرچہ ان کے طریقے تک وہ شطحات رسائی حاصل کر چکی ہیں جو باقی علوم کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔

استاد مہدی عبدالستار

ایڈیٹر روزنامہ ''انباء'' کویت

2: جوابات کا خلاصہ:

سید یوسف سید ہاشم رفاعی (مدظلہ العالی) نے اس بات کی تاکید کی کہ ان کا تعلق صوفی فکر سے ہے، اس کی ترویج کا کام کرتے اور اس کی طرف مشیر کی حیثیت سے دعوت دیتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ صوفیہ کرام اسلام میں موجود روحانی پہلو کی نمائندگی کرتے ہیں اور دین صرف اسی کے ساتھ مکمل ہوتا ہے، مزید آپ نے یہ بھی واضح کیا کہ صوفیہ کرام شریعت سے انگلیوں کے پوروں کے برابر بھی خارج نہیں ہیں، جبکہ ان کے سلاسل کو شطحات ضرور پہنچی ہیں جس طرح باقی شرعی علوم کے ساتھ ہوا ہے، اس کے ساتھ انہوں نے اس کو بیان کیا کہ ان کے ہاں ان فلسفی مدارس کے حوالے سے کچھ تحفظات ہیں، جنہوں نے عقیدہ وحدت الوجود کو ترویج دی، مزید یہاں تصوف شرعی اور تصوف فلسفی کے مابین اختلاط ہے، جس سے انہوں نے اپنی براءت کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے نزدیک یہاں کئی ایسی چیزیں موجود ہیں جو قرآن کریم اور سنت مطہرہ کی صریح نصوص کے مخالف ہیں۔ رفاعی صاحب نے ''انباء'' کے الزامات کے جوابات کے دوران یہ اشارہ

Marfat.com

دیا کہ ابلیس ایک موحد تھا، اس لیے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم کھائی تھی، مگر وہ جہنمیوں کا امام بن گیا جب اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی، اسی طرح آپ نے ابلیس کے بارے میں صوفی فلاسفر ابنِ عربی کے مقولے سے بھی براءت کا اظہار کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی نافرمانی کے حوالے سے تساہل کی طرف اشارہ کرتا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ اگر یہ ان پر گھڑا نہیں گیا۔ مزید آپ نے وضاحت کی کہ مُردوں کے ساتھ زندوں کے تعلق کے حوالے سے غلط سوچ موجود ہے، جبکہ آپ نے زیارت قبور کو مشروع قرار دیا، تاہم کئی زائرین کچھ غلطیوں کا ارتکاب کرتے ہیں، تو ضروری ہے، ہم ان کی تصحیح کریں، نہ کہ انہیں اس سے منع کر دیا جائے، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کیا کہ مزارات صالحین میں دعا مستجاب ہوتی ہے، اگرچہ وہاں پر کچھ عامۃ الناس زیارت کو اپنی غلطیوں کی وجہ سے خراب کر دیتے ہیں، جبکہ ہم پر لازم ہے کہ اس طریقہ کار کی اصلاح کریں، اس کے بعد آپ سے صوفیہ پر ان اتہامات کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ دینِ اسلام اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہیں تو آپ نے حقیقت حال پر تبصرہ کئے بغیر اس پر یہ اعلان کیا کہ میں کسی بھی اس سلفی عالم کے ساتھ اپنی فکر کے حوالے سے مباحثے کے لیے تیار ہوں جو انہیں کافر قرار دیتا ہے۔

3: انٹرویو کی اصل عبارت:

جوابات شروع ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 1: یہ مشہور ہے کہ آپ صوفی مذہب کی طرف مائل ہیں، اور آپ نے رفاعی سلسلے پر ایک صوفی مدرسے کی بنیاد رکھی ہے، اور اسے عالم اسلام میں پھیلاتے، اور عام کرتے ہیں، تو کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: ہاں! میں اس صوفی فکر کی طرف مائل ہوں، جس سے مراد تزکیہ نفوس کا مقام اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ربانیت ہے، جو درحقیقت مقامِ احسان ہے، اور اسی فکر سے میرا تعلق ہے، اور اسی کی وضاحت اور اسی پر عمل کرنے کی طرف میں دعوت دیتا رہتا ہوں، جبکہ ہم سے بحیثیت مسلمان یہ مطلوب بھی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کے ذمہ صحابہ کرام اور اپنی امت کو کتاب وسنت کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کے نفوس کا تزکیہ کرنا تھا، جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے "ویزکیھم"، ای

Marfat.com

ویزکی انفسھم ''یعنی آپ ان کے نفوس کا تزکیہ کرتے ہیں یعنی آپ ان کو تعلیم دیتے تھے کہ کیسے وہ اپنے نفوس کو سلبیات سے آزاد کریں اور فضائل سے آراستہ کریں۔ مزید اس پر ہمارے پاس دلیل موجود ہے کہ جب جبریلِ امین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہیں: ماالاسلام و ماالایمان و ماالاحسان؟ یعنی اسلام، ایمان اور احسان کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان کے حوالے سے جواب تھا: ''ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک'' [۱] تُو اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تُو اسے دیکھ رہا ہے پھر اگر تُو اسے دیکھ نہیں رہا تو وہ یقیناً تجھے دیکھ رہا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا مراقبہ و علم کہ وہ تمہارے تمام اعمال کو خواہ وہ دنیاوی ہوں یا اخروی ہوں، وہ دیکھ رہا ہے، درحقیقت یہ تزکیہ نفس کا مفہوم، تصوف کا جامع مفہوم ہے جو اسلام کے روحانی پہلو پر مشتمل ہے، جبکہ ہمارے لیے ممکن نہیں کہ اس سے بری ہوں اور اسلامی دعوت سے الگ ہو جائیں اور نہ ہی ہمارے لیے جائز ہے کہ اس سے بے اعتنائی کا مظاہرہ کریں کیونکہ اسلام مکمل نہیں ہوتا مگر اس کے ساتھ، جبکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تصوف صدیوں سے کئی مسلمانوں کا عقیدہ رہا ہے اور صوفی سلاسل یا صوفی مذاہب کو کثیر اہلِ سنت والجماعت نے اپنایا ہے اور وہ عمومی طور پر اسلامی منہاج میں چار مذاہب: شافعیہ، حنابلہ، مالکیہ، حنفیہ میں سے کسی ایک کے پیروکار رہے ہیں، ان کا مذہب مسلمانوں کے مابین ان متفق علیہ مذاہب سے خارج نہیں ہے، ان کا عقیدہ اہل سنت والجماعت ہی کا عقیدہ ہے، عمومی طور پر وہ اصول میں مسلمان ہیں اور فروع میں وہ متفق علیہ مذاہب کے پیروکار ہیں اور اپنی روحانی وسلوکی مدد سے یعنی نوعیت اذکار، احزاب اور ان اوراد کے ساتھ رہے ہیں، جن کی مدد سے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تاکہ اپنی زندگی میں روحانی پہلو کا احاطہ کر سکیں اور یہی وہ گوشہ ہے جسے صوفی مسلک ہی مکمل کرتا ہے۔

کچھ لوگوں کے ہاں یہ غلط تصور موجود ہے، وہ خیال کرتے ہیں کہ صوفی مذاہب یا صوفی عقائد اس منہاج واطار سے خارج ہیں، جبکہ یہ تصور یقیناً ٹھیک نہیں ہے، اس لئے کہ ابتداءِ اسلام سے لے کر اب تک ایک صوفی مسلمان، کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار رہا ہے، لیکن وہ روحانی تربیت کے حوالے سے صوفی روحانی مدارس کی طرف متوجہ ہوا، یا انہیں سلاسل صوفیہ کے مدارس کا نام دیا جائے۔ اور اصحاب سلاسل صوفیہ، اختلاف مدارس کے باوجود مثلاً امام رفاعی، نقشبندی،

Marfat.com

دسوقی، جیلانی، شاذلی، چشتی، آل باعلوی، حضارمی وغیرہ، ائمہ علماء تھے، ان کی کئی تالیفات ہیں، علوم اسلامیہ میں جیسے فقہ، عقیدہ، تفسیر اور ان کے روحانی تجربات یا روحانی تربیت کا مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب اور روحانی پہلو میں نوافل کا اضافہ ہے، وہ انہیں فرائض سے ہٹ کر اپنے اوپر فرض کرتے ہیں، تاکہ نفس کا تزکیہ اور اس کی تطہیر عمل میں لائی جاسکے اس اعتبار سے کہ بشری نفس کی کچھ بیماریاں ہیں: تکبر، ریا کاری، منافقت اور سوء ظن کی صورت میں، اور ایک صوفی شخص چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے اپنے نفس کو چھٹکارا دلائے اور تہجد، قیام اللیل اور چاشت کی نماز پر پابندی کرے اور بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر حرص کرے۔ اسی وجہ سے وہ مسجد میں فرض کی ادائیگی پر اکتفاء نہیں کرتا کہ اپنے رب کو دوسرے فرض کی آمد تک بھول جائے، یعنی اس کے ہاں عبادتی پہلو میں کچھ اضافہ ہے اور ایک مادی انسان سے زیادہ عبادت گزار ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان دنیا سے بے نیاز ہو کر نہیں رہ سکتا، یہاں تک کہ صدقات و خیرات پر زندگی بسر کرنے لگے، سابقین اولین لوگ دنیا کے متعلق کہا کرتے تھے:

''اللهم اجعلها في يدي ولا تجعلها في قلبي ''اس دنیا کو اے اللہ! میرے ہاتھ میں رکھ، اور اسے میرے دل میں نہ رکھ۔ اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے:

''اعمل لدنياك كأنك تعيش ابداً واعمل لآخرتك كأنك تموت غداً [۲]۔ اپنی دنیا کے کام کر گویا کہ تُو ہمیشہ رہے گا اور اپنی آخرت کے کام کر گویا کہ تُو کل فوت ہو جائے گا۔ اور اسی طرح ان سلاسل و مدارس کے بانی و مؤسس حضرات، صرف نیک مسلمان لوگ تھے، جنہوں نے اضافی تقوے و ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا اور ان کا عقیدہ ہے کہ وہ وہی کرتے یا اس کی طرف اپنے مریدین کو بلاتے ہیں، جس پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب تھے، جبکہ صحابہ کرام میں کچھ خواص اور کچھ عوام تھے، اس طرح کہ آپ ﷺ ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو ابوبکرؓ کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے سنا، تو ان سے پوچھتے ہیں: اے ابوبکر! تم کیا دُعا کر رہے تھے؟ انہوں نے عرض کیا کہہ رہا تھا: ''اللهم اني أسالك وجهك الكريم'' اے اللہ! میں تجھ سے تیری مبارک رضا کا سوال کرتا ہوں،

اور ایک دیہاتی کو بھی دعا کرتے ہوئے سنا تو اس سے پوچھتے ہیں کہ تو کس طرح دعا کر رہا تھا؟ وہ عرض کرتا ہے کہ میں کہہ رہا تھا؟'' اللهم انى أسالك شويهة أو شاة ، اللهم ارزقنى

Marfat.com

جملاً ''اے اللہ! میں تجھ سے چھوٹی بکری یا بڑی بکری کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! تُو مجھے ایک اونٹ عطا فرما، تو یہ اصحاب نبی ﷺ کے مابین تفاوت ہے، اور جب رسول خدا ﷺ اپنے صدقات وخیرات جمع کروانے کے حوالے سے دعوت دیتے ہیں تو ابوبکر رضی اللہ تعالی اپنے جملہ مال ومتاع کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور دوسرا نصف مال کے ساتھ اور تیسرا چوتھائی مال کے ساتھ اور اسی طرح......

سوال نمبر 2: یہاں تک کہ یہ کچھ اضافے ونوافل، نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کے خلاف ہیں؟

جواب: نہیں، ان کا ان کے پاس ثبوت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب انہیں کرتے تھے، جس طرح اہل صفہ وغیرہ، جبکہ پہلی دلیل کے طور پر نبی کریم ﷺ راتوں کو قیام فرماتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے قدموں پر ورم ہو جاتی تھی، اور اپنے گھر میں کچھ بھی مال وغیرہ باقی نہیں رہنے دیتے تھے، سب کچھ راہِ خدا میں خیرات کر دیا کرتے تھے اور دنیا کو آسان لیتے تھے یہاں تک کہ آپ کی جب وفات ہوئی تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس امانت پڑی ہوئی تھی، [۳] جبکہ جناب عمر بن خطابؓ اپنے حوالے سے بہت سخت تھے، آپ کے کپڑوں میں کئی پیوند ہوتے تھے، اور اسی طرح جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور دوسرے کئی صحابہ کرام کی کیفیت تھی، اہل صفہ کا کام یا تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد تھا یا عبادت، ذکر اور مسجد میں قیام کرنا تھا، اسی وجہ سے یہ بات ممکن ہے کہ صوفیہ کرام شریعت سے انگلیوں کے پوروں کے برابر بھی خارج نہیں ہیں۔ البتہ تصوف کے کچھ پیروکاروں کے ہاں کچھ غیر منصفانہ امور در آئے ہیں، جس طرح تمام شرعی علوم کی حالت ہے اور ان غیر منصفانہ امور سے مراد یقیناً عمدگی سے انحراف ہے، اسی وجہ سے اس طرح کے اضافے، جو پیروکاروں کی طرف سے طریقت میں داخل ہوئے ہیں، انہیں ہم سلاسل صوفیہ کے بانیوں پر حجت تصور نہیں کر سکتے۔

سوال نمبر 3: تو تمہارا اس طرح کے مریدین و پیروکاروں کے حوالے سے کیا کردار ہے جو غیر منصفانہ باتوں کا اضافہ یا عمدگی سے انحراف کرتے ہیں؟

جواب: ہمارا کردار یہ ہے کہ ہم دین کو شبہات سے پاک کریں اور انہیں ان کی طرف متنبہ کریں اور جب سلاسل صوفیہ کے کسی شیخ کے پاس اس طرح کا انحراف دیکھیں تو کوشش کریں کہ اسے بتائیں

Marfat.com

کہ یہ طریقت کے اصولوں میں سے نہیں ہے، لیکن ہمارے ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ طریقہء کار کچھ مختلف ہے، ہم اس طرح نہیں کرتے کہ کسی انسان پر شرک یا بدعت کا فتوی لگا دیں یا اسے ہلکی باتیں کریں اور یہ کہیں کہ وہ تو یقینی طور پر دائرہ اسلام سے خارج ہے، بلکہ ہم تو کتاب اللہ میں موجود منہج محمدی پر عمل کرتے ہیں۔ ''اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ'' (سورۃ النحل، آیۃ ۱۲۵) اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت وبہترین نصیحت کے ذریعے بلاؤ۔

سوال نمبر 4: متعدد سلاسلِ صوفیہ کے باوجود، ان میں ہر ایک یہ دعوٰی کرتا ہے کہ وہ حق پر ہے، آپ کی رائے میں کون ٹھیک ہے؟

جواب: معاملہ آسان ہے۔ اس کے بارے میں ائمہ صوفیہ نے بہت کچھ کہا ہے، چنانچہ امام احمد رفاعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''البرھان المؤید'' میں اپنا قول ذکر کیا ہے۔ ''اتبع ولا تبتدع'' شریعت کی اتباع کر اور نئی چیزیں اختراع نہ کر اور مزید فرمایا: ''ان كل طريقة خالفت الشريعة فهي زندقة'' [۴] ہر وہ طریقہ وسلسلہ جو شریعت کے مخالف ہے، وہ الحاد ہے۔

اور اسی طرح جنید بغدادی رحمہ اللہ کا مشہور قول ہے اور آپ کا شمار کبار ائمہ صوفیہ میں سے ہوتا ہے: ''ان علمنا هذا مقيد بالكتاب والسنة'' [۵] یقیناً ہمارا یہ علم کتاب وسنت کے ساتھ مقید ہے، ان میں سے کسی ایک بزرگ نے فرمایا: ''اگر تیرے سامنے ایک شخص ہوا میں اڑا یا پانی پر چلا، [۷] پھر تو نے اسے کتاب وسنت پر غیر ملتزم پایا، تو تُو کہہ کہ یہ ڈرامے باز یا جادوگر ہے۔''

لہٰذا ہر صورت کتاب وسنت کا التزام ضروری ہے، لیکن کوئی ایک ایسا اسلامی علم نہیں ہے کہ اس میں خلل واقع نہ ہوا ہو، جبکہ اللہ تعالیٰ نے صرف حفظ قرآن کریم کا عہد کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ'' (سورۃ الحجر، آیۃ نمبر ۹) ہم نے ہی ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ بلاشبہ شرعی علوم میں قرآن پاک کے علاوہ ہر جگہ چالباز، جھوٹے، جاہل، مکار اور فریب کار پھیل چکے ہیں، جس کی واضح مثال ان بعض تفاسیر میں اسرائیلیات اور ان احادیث کی ہے، جن میں موضوع ومکذوب باتیں داخل ہو چکی ہیں، بالکل یہی کچھ ہوا ہے تصوف کے ساتھ، جس میں وہ منحرف وگمراہ لوگ آ چکے ہیں جو توحید کی عمدگی سے خارج ہیں اور ایسی عبارات کہتے اور تصرفات لاتے ہیں جو شریعت محمدی کی عمدگی سے خارج ہیں، اسی طرح جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا، جواب دیتے ہیں لیکن یہ نہیں کہتے کہ وہ مشرک وبدعتی ہیں

Marfat.com

یا یہ کہ تصوف سارا کا سارا گمراہی یا بدعت سے عبارت ہے اور یہی انصاف پسند سلفی حضرات کی رائے ہے، اسی وجہ سے شیخ احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاوٰی میں صوفیہ کرام کی تین قسمیں بیان کیں ہیں، ان میں کچھ ایسے ہیں جنہیں اس نے صدیقین کے درجے تک پہنچا دیا اور دوسرے کچھ ایسے ہیں جن کے متعلق اس نے کہا کہ وہ خیر پر ہیں، اور تیسرے کچھ ایسے ہیں جن کے بارے میں اس نے بیان کیا کہ وہ گمراہی پر ہیں، انہوں نے انحراف کیا اور گمراہ ہو گئے۔[۷]

لہٰذا ابن تیمیہ رحمہ اللہ تصوف سے جنگ نہیں کر رہا، بلکہ اس نے ان کے بارے میں انصاف سے کام لیا ہے، جس کی ہم تائید کرتے ہیں اور یہی کہتے، شہادت دیتے ہیں اس کی جس پر اب مسلمان ہیں کہ کیا ان کا طریقہ کار اسلام میں حجت ہے؟ نہیں، بلکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ مسلمان جو کتاب و سنت کے مطابق چلتا ہے وہی اسلام میں حجت ہے اور جو انحراف کرتا ہے، تو اس سے اسلام بری ہے، اسی وجہ سے میں کہتا رہتا ہوں کہ اگر تصوف میں اسلام کے روحانی پہلو کے علاوہ کوئی چیز نہ ہوتی تو وہ کافی ہوتا۔

اور اگر ہم لوگوں کو چھوٹ دیں کہ وہ قرآن کریم میں محدود سوچ کے ساتھ صرف کتبِ فقہ پر اعتماد کریں اور اسی پر کفایت کریں، جبکہ قرآن کریم کہتا ہے: ''قد أفلح المؤمنون الذين هم في صلاتهم خاشعون'' وہ مؤمن لوگ کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرنے والے ہیں۔

تو ہم خشوع کہاں سے سیکھیں؟ کتب فقہ میں تو ایسی کوئی چیز موجود نہیں ہے جو نماز میں خشوع کی تعلیم دے، لیکن یہ امام غزالی کی کتاب: ''الاحیاء''، مکی کی کتاب: ''قوت القلوب'' اور محاسبی کی کتاب: ''رعایۃ حقوق اللہ'' میں موجود ہے، تو لہٰذا اس وقت ہمیں کتب تصوف کی ضرورت پڑتی ہے، تا کہ خشوع کی تعلیم حاصل کر سکیں کہ وہ کیسے حاصل ہوتا ہے؟ اور باقی مہلکات و منجیات کا ذکر بھی ہمیں کتب تصوف میں ملتا ہے جن کی تعلیم بھی از حد ضروری ہے، اسی طرح رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: ''لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر''[۸] وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دِل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہو گا۔

تو ہمیں تکبر کی شناخت کیسے ہو گی؟ کس طرح یہ نفوس میں سرایت کرتا ہے؟ اور کس طرح اس سے ہم چھٹکارا پا سکتے ہیں؟ تو ہم یہ امام غزالی رحمہ اللہ کی کتابات میں پائیں گے جنہوں نے امراضِ قلوب کی کئی قسمیں بیان کیں ہیں اور ان سے خلاصی کا طریقہ بھی تجویز کیا ہے اور ایسی امراض کو بھی

Marfat.com

پائیں گے جو مسلمانوں میں سوءِ ظن، غیبت اور چغلی جیسے امور، جن سے اسلام نے بچنے کے ترغیب دی ہے، کا سبب بنتے ہیں، انہی امراض کے متعلق ان اطباء وحکماء قلوب نے بیان کیا ہے کہ کس طرح ان سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے اور اسی طرح طمع ولالچ سے کس طرح چھٹکارا ممکن ہے؟ یہ چیزیں تو کتب فقہ میں غیر موجود ہیں، ہاں یہ صوفیہ کی ان کتب میں وافر تعداد میں موجود ہیں جن کے نام، ''کتب التزکیۃ'' یا کتب التربیۃ'' ہیں اور یقیناً ان کے بارے میں کئی ہم عصر علماء جیسے شیخ ابوالحسن ندوی وغیرہ نے بات کی ہے، آپ کی ایک مشہور کتاب، ''ربانیۃ لا رھبانیۃ'' [۹] کے عنوان سے ہے، آپ نے تصوف کو ربانیت کا نام دیا نہ کہ رھبانیت کا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولکن کونوا ربانیین '' (سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۱۷۹) تمہیں ربانی بننا پڑے گا، جس کا مطلب ہے کہ آپ عام مسلمان نہ ہوں بلکہ ایک ربانی مسلمان یعنی ایسا مسلمان جس کے پاس ایک بلند پایہ روحانی پہلو ہو، دوسرے الفاظ میں ایک ایسا مسلمان جس کا اپنے پروردگار کے ساتھ ایک خاص رشتہ مربوط ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: '' ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ '' (سورۃ فاطر، آیت نمبر ۳۲) پھر ہم نے کتاب کا ان لوگوں کو وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں چن لیا ہے تو ان میں کچھ تو اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں، جبکہ کچھ ان میں اعتدال پسند ہیں اور کچھ اللہ کی اجازت سے خیرات میں پہل کرنے والے ہیں۔

تو کیسے وہ خیرات میں پہل کرنے والا ہوگا، جبکہ وہ اللہ تعالیٰ سے قرب کے دروازے نہیں جانتا، تا کہ ان پر چل سکے، تو قرب کے دروازے وہ ہیں جن کا صوفیہ کرام نے اہتمام کیا ہے اور وہ فرائض پر اضافے ہیں، ان کے نزدیک یہ واجب نماز، زکوٰۃ، روزے، حج، صدقے اور خدمت خلق میں نوافل ہیں اس لئے کہ لوگوں میں بہتر وہ ہے جو انہیں نفع دینے والا ہے۔ (اسی طرح حدیث میں آیا ہے) [۱۰]

سوال نمبر 5: امت اسلامیہ کی تاریخ میں عقیدہ وحدت الوجود، حقیقت محمدیہ کی قائلیت، وہ عرش پر متمکن ہوا۔ اور اس کے نور سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا گیا وغیرہ جیسے عقائد ونظریات ظاہر ہوئے، جبکہ صوفیہ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ ان فاسد نظریات کے پیچھے ہیں، تو آپ کا اس نظریے کے بارے میں کیا موقف ہے؟

Marfat.com

جواب: سب سے پہلے تو ضروری ہے کہ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ تصوف میں دو مدارس ہیں۔ ایک ''مدرسة سلوكية ملتزمة بالكتاب والسنة'' ایسا سلوکی مدرسہ جو کتاب وسنت کا پابند ہے، جس کا مقصد ہی قرآنِ کریم اور سنت مطہرہ کی روشنی میں مسلمانوں کے سلوک کی اصلاح اور ان کی قربِ خداوندی کے حصول کی کیفیت کی طرف راہنمائی کرنا ہے جیسے امام غزالی، رفاعی، جیلانی، شاذلی، دسوقی اور نقشبندی وغیرہ کا مدرسہ، جن کی عالم اسلام میں موجود مسلمانوں کی غالب اکثریت پیروی کرتی اور انہیں باقی پر فوقیت دیتی ہے اور یہی سلاسل ہی کتاب مقدس اور سنت مطہرہ کا التزام کرتے ہیں اور اسی کا نام شرعی تصوف ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سیدھے راستے کی سربراہی کرتا ہے، اور یہی سلاسل وطرق ہیں جن پر ہم اعتماد واعتقاد رکھتے ہیں اور انہیں کی طرف لوگوں کو مدعو کرتے ہیں۔

اور یہاں مدارس تصوف کی ایک اور قسم ہے جو تصوف کے ساتھ ملادی گئی ہے اور وہ ایسے مدارس ہیں، جن پر ''مدارس الاستشراقات'' یا ''مدارس المعارف والفيوضات'' کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ ایسے مدارس ہیں جن کے بڑے بڑے رموز ہیں مثلاً محی الدین بن عربی، شیخ عبدالکریم جیلی اور منصور حلاج [60] وغیرہ جو ''فلسفة التصوف'' کے ساتھ مشہور ہوئے، اور یہ ایسے مدارس ہیں جن کے حوالے سے ہمارے تحفظات ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے عالم اسلام میں ان مدارس کے نہ تو مریدین ہیں اور نہ ہی ان کی خانقاہیں و تکیے ہیں۔

گویا یہ ایک طرح کے افکار ہیں جو مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے ہاں موجود ہیں، جو ان کی کتب میں ہم پڑھتے ہیں۔ جہاں تک کچھ مستشرقین کی بات ہے جو اسلام کا اہتمام کرتے ہیں اور اس کے متعلق ان حضرات کی کتب میں پڑھتے ہیں، ان میں کچھ کی تو یہ کیفیت ہے کہ وہ ان افکار کو، ان کی کتابوں میں پڑھنے کے بعد اسلام میں داخل ہوتے ہیں، لیکن اس کے بعد ان کے افکار کی تصحیح کی جاتی ہے، جبکہ آج کل یہ لوگ تصوف میں شمار نہیں ہوتے، اس لئے کہ شیخ ابن عربی و حلاج وغیرہ کی نہ تو خانقاہیں ہیں اور نہ ہی مجالس ذکر، جس طرح شیخ رفاعی، قادری، شاذلی اور نقشبندی وغیرہ کی ہیں، اور یہ اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ یہ فلسفی یا مفکر تھے، ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ یہ یونانی فلسفہ یا اس کے علاوہ دوسرے فلسفوں سے متاثر ہوں، لیکن ہمارے اور دوسروں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ہمارے علاوہ دوسرے مسلمان حضرات انہیں کافر گردانتے ہیں، جبکہ ہم انہیں کافر نہیں کہتے،

Marfat.com

اسلیئے کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہم اس قول رسول ﷺ کے زد میں نہ آ جائیں: ''من کفر مسلماً فقد کفر'' [۱۱] جس نے کسی مسلمان کو کافر قرار دیا تو اس نے یقیناً کفر کا ارتکاب کیا۔ پھر ہم انہیں کیوں کافر قرار نہیں دیتے؟ اس لئے کہ یہاں ایسے عظیم علماء، جن میں شیخ عبدالوہاب شعرانی وغیرہ ہیں، موجود ہیں، جن پر ان کی زندگی میں جھوٹ بولا گیا اور لوگوں نے ان کی کتب میں اپنی طرف سے باتیں ڈال دیں، پھر وہ شائع ہوئیں اور عامۃ الناس میں پھیل گئیں، جب کہ ان کے طابعین و ناشرین تک کو معلوم نہیں کہ کیا کچھ انہوں نے داخل کیا، چنانچہ ایک مرتبہ آپ (شعرانی رحمہ اللہ) نے اپنے ساتھیوں کو کہا: ''میں ایک مرتبہ اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا اصلی نسخہ اور دوسرا وہ نسخہ جو میرے متعلق لکھا ہوا تھا، لایا اور اسے علماء از ہر شریف پر پیش کیا، تو ان سب نے میرے متعلق مجھے گواہی دی کہ یہ اضافے آپ پر جھوٹے ہیں اور اسی سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربیؒ پر بھی بہت جھوٹ بولا گیا ہے'' [۱۲]۔ اسی طرح ہم ترجیح دیتے ہیں کہ ان فلاسفہ پر ممکن ہے کہ جھوٹ بولا گیا ہو، جس طرح ہم کبھی کبھار کسی کلام کی تاویل کرتے ہوئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس کے قائل نے یہ چیز مراد نہ لی ہو۔ تو اس دلیل کے ساتھ کہ ابن عربیؒ کی کتب میں ایسا مواد موجود ہے جس سے وحدت الوجود کا مفہوم نکلتا ہے، اسی طرح ان میں یہ بھی موجود ہے جس سے وحدت الوجود کی نفی لازم آتی ہے، تو درحقیقت اس تناقض وتضاد کی وجہ سے فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور ہم ذیل والی قانونی بات پر عمل پیرا ہیں: ''ان الشک یؤول لصالح المتھم'' یقیناً شک کی صورت میں الزام لگائے جانے والے کی بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی تاویل کی جاتی ہے، اور جب تو ایک ایسے شخص کو دیکھے جو دوسرے کسی انسان کی یکدم مدح بھی اور ذم بھی کر رہا ہے، یوں تو اسے سزا دینے کی پوزیشن میں نہیں ہے، کیونکہ اس نے اس کی ذم اس وقت کی ہے جب اسکا کلام دو متضاد باتوں پر مشتمل تھا، باقی ہم نہ تو ان فلاسفہ کی اتباع کرتے ہیں اور نہ ہی ان کی آراء پر اعتقاد رکھتے ہیں اور نہ ہی اسی وقت ان کی تکفیر کرتے ہیں، حتی کہ اس امت کے سلف صالحین، عامۃ المسلمین اور چاروں مذاہب کے پیروکار بھی ان کی تکفیر کے قائل نہیں ہیں۔

سوال نمبر 6: یہ بھی صوفیہ کرام پر الزام ہے کہ ان کے مذہب نے ولایت کے دعوٰی، علم غیب کی قائلیت اور ان بعض مشائخ درموز کی طرف راہنمائی کی ہے، جن پر لادینی کی علامات ظاہر ہوئیں تھیں، اس لئے کہ وہ سقوط فرائض اور ارتکاب محرمات جیسے شرب خمر، زنا اور اباحت کبائر کے قائل

Marfat.com

تھے، جس طرح حلاج، ابن الفارض[61]، عفیف تلمسانی[62]، عبدالغنی نابلسی اور تیجانی وغیرہ ہیں، تو تمہارا کیا جواب ہے؟

جواب: سب سے پہلے یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ'' (سورۃ الحجرات، آیت نمبر ۶) اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی کافر کوئی خبر لے کر آئے تو وضاحت کرلو تاکہ کسی قوم کو غلطی سے ملو پھر اپنے کیے پر نادم ہو جاؤ۔

اور رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: ''سباب المسلم فسوق و قتاله کفر (الطبرانی)[۱۳] یعنی مسلمان کو گالی دینا گناہ اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔

دوسرے نمبر پر اگر ہم اس کو تسلیم کرلیں کہ ان میں کچھ حضرات نے جن کا آپ نے ذکر کیا ہے، شطحات سے کام کیا اور انحراف کے مرتکب ہوئے، لیکن وہ اس حد تک شریعت کے مخالف نہیں تھے اور خاص کر اس میں جو ارتکاب کبائر و محرمات کے حوالے سے ہے۔ تیسرے نمبر پر جو لوگ تصوف پر الزام لگاتے ہیں وہ دراصل تصوف کے دونوں مدارس کو ملا دیتے ہیں یعنی سلوکی شرعی تصوف کا مدرسہ اور فلسفی تصوف کا مدرسہ، تاہم دوسرے مدرسے کا شمار تو تصوف میں ہوتا ہے لیکن حقیقی شرعی تصوف اس کی کئی چیزوں سے بری ہے۔

اب جہاں تک ولایت کے دعوے اور علم غیب کا مسئلہ ہے تو تمام وہ کبار اولیاء جن کو ہم نے شمار کیا ہے، جیسے رفاعی و شاذلی وغیرہ، یہ حضرات تو اپنی مریدین کو دعوے سے اجتناب کرنے پر برانگیختہ کرتے چلے آئے ہیں یعنی مطلوب تک پہنچنے کا یا ولایت وغیرہ کا دعوی کرنا اور وہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ولی کرامت کو اس طرح چھپاتا ہے جس طرح ایک کنواری دوشیزہ اپنے چہرے کو پردے میں چھپاتی ہے، اسی وجہ سے ان کا کہنا ہے کہ جس شخص کی ولایت عام ہو جاتی ہے تو وہ غرور کا شکار ہو جاتا ہے اور جب اسے غرور پہنچتا ہے تو وہ توحید کی عمدگی سے منحرف ہو جاتا ہے، اس طرح کہ اس کے پاس کرامت اللہ تعالیٰ کی عطاء ہے اور یہ اس کی محنت یا کسب کا ثمر نہیں ہے، لہٰذا وہ شخص جس نے اسے رزق کے بہانے یا اس پر بہتر زندگی گزارنے کی غرض سے ظاہر کیا تو وہ یقیناً گنہگار ہے، کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اپنے اوپر انعام کو اس کے غیر محل میں استعمال کیا ہے، لیکن بعض اوقات کرامت کا ظہور ولی کی مرضی کے بغیر بھی ہو جاتا ہے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے

Marfat.com

سامنے اس کے ہاتھوں پر چند ظاہری کرامات کا اجراء کر دیا مثلاً تنگدستی سے آزاد کرنا، یا شکست سے بچالینا، یا اس طرح کہ وہ صحرا میں سخت پیاس میں ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے ساتھ والوں کو سیراب کر دے،

بہر حال اس سب کے باوجود کرامت کا ذکر اسلامی شریعت میں وارد ہے کیونکہ کرامت کا انکار شرعی نقطۂ نگاہ سے ناجائز ہے، جس طرح صاحب ''الجوھرۃ'' کہتے ہیں:

وأثبتن للأولياءِ الکرامة ومن نفاها فانبذن کلامه

اولیاء کے لئے کرامت کو ضرور ثابت کر اور جس شخص نے اس کا انکار کیا، تو تُو اس کے کلام کو پھینک دے، کیوں؟ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کے معجزات اور آپ کے اصحاب کی کرامات کا ذکر موجود ہے، چنانچہ یہ واقعہ جناب عمرؓ کے ساتھ پیش آیا اور آپ منبر مدینہ پر تھے جب آپ نے آواز بلند کی: ''یا ساریة الجبل الجبل'' [۱۴] اے ساریہؓ! پہاڑ پہاڑ (کی طرف)، تو اسے ساریہؓ نے سنا، جو اس وقت فارس میں مسلمانوں کے ایک دستے کی قیادت کر رہے تھے۔ اور یہی عمر کی پکار ساریہ وغیرہ کی نجات کا باعث بنی تھی، اسی طرح کئی کرامات ہیں جیسے جناب مریم علیہا السلام (جبکہ آپ نبیہ نہیں تھیں) وغیرہ کیلئے قرآن پاک میں چند کرامات آئی ہیں اور اسی طرح وہ شخص (آصف بن برخیا) جو سلیمان کے گروہ میں تھا اور اس کے پاس کتاب مقدس کا علم تھا اور بلقیس کے تخت کو مملکتِ سباء سے پلک جھپکنے سے قبل لے آیا تھا اور وہ نبی نہیں تھا [۱۶]۔

لہٰذا اس وقت کرامت جو ایک خارق العادات معاملہ ہے، کبھی کبھار اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر تنگدستی و حاجت کے وقت اتارتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر مہربانی فرمائی ہے، اور صوفیہ کرام اس چیز کو نہ تو مشہور کرتے ہیں اور نہ ہی ان کا اس کا ارادہ ہوتا ہے، لیکن یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ صوفیہ کرام پر لازم ہے کہ وہ ولایت کا انکار کر دیں کیونکہ یہ شریعت مطہرہ کی رُو سے ثابت و قائم ہے، اور جب ہم اسے انسان کی طرف منسوب کرتے ہیں تو اس سے اس کی عظمت ہماری نظر میں بڑھ جاتی ہے، جبکہ جب ہم اسے اللہ رب العزت کی منسوب کرتے ہیں تو یقیناً یہ ایک چھوٹا امر ہے، اس لئے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو مٹی سے پرندہ پیدا کرنے کی قدرت عطا کی تو وہ اس پھونک مارتے، وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اڑنے لگتا تھا، اور اسی طرح وہ اس ذات کی اجازت سے گونگوں و برص کے بیماروں کو صحت یاب اور مردوں کو زندہ

Marfat.com

فرماتے تھے۔[۱۷]

لہٰذا جب ان کرامات وولایت کا گزشتہ امتوں میں ظہور ہوا ہے تو پھر ان کا ہمارے نبی محمد ﷺ کی امت میں اظہار کیوں ناممکن ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے، کرم کر دیتا ہے۔ جبکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے کوئی بڑی بات نہیں ہے، لیکن ایک شرط کے ساتھ کہ جس سے اس طرح کی کرامت کا ظہور ہو، اس کے لئے کتاب وسنت کا پابند ہونا ضروری ہے ورنہ دوسری صورت میں ہم اسے استدراج یا جادو شمار کرتے ہیں۔

سوال نمبر 7: آپ اس شخص کے متعلق کیا کہیں گے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ یقین[۱۸] کے مرتبے پر پہنچ چکا ہے اور اس سے فرائض وواجبات ساقط ہو چکے ہیں؟[۱۹]

جواب: میں نے اس چیز کو نہ تو عظیم صوفیہ کے حوالے سے دیکھا ہے اور نہ ہی صوفیہ کی کسی کتاب میں اس کو پڑھا ہے، کہ جب عابد یا صوفی ایک خاص مقام پر پہنچتا ہے تو اس سے تکالیف ساقط ہو جاتی ہیں اور جو کوئی صوفیہ پر اس طرح کی بات کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کوئی دلیل لے کر آئے، لہٰذا یہ ایک ایسی بات ہے جس کو ہم سنتے رہتے ہیں جبکہ اس پر کوئی دلیل نہیں دیکھی، یہ ایسے الزامات ہیں جو تصوف پر لگا دیئے جاتے ہیں جو نہ تو ان کی کتابوں میں موجود ہیں اور نہ ہی ان کے پیرکاروں کے سلوک میں نظر آتے ہیں، میں یہاں پسند کرتا ہوں کہ اضافہ کروں کہ وہاں کچھ لوگوں کے ہاں صوفیہ کے اس طرح کے بعض اقوال کے سمجھنے میں اشتباہ پایا جاتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ طریقت کے راستے میں ابتداء میں انہیں تکلیف، مشقت اور تھکاوٹ محسوس ہوتی تھی لیکن اس کے کچھ عرصے بعد مشقت وتھکاوٹ ساقط ہو جاتی تھی، لہٰذا اسی طرح کی عبارت کو اصل مقصد سے ہٹ کر سمجھ لیا گیا ہے۔ جس طرح ہمارے ایک بزرگ کا قول ہے: ''عبدت الله ثلاثين سنة بتكلف ثم تمتعت بها ثلاثين سنة'' میں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت تیس سال تک تکلف کے ساتھ کی پھر اس کے بعد تیس سال لطف اندوز ہوا، تو سوءِ ظن کی وجہ سے غیر مقصود سمجھ لیا گیا، جبکہ مقصود یہ تھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی تیس سال کی عبادت میں تکلف ومشقت کا سامنا کیا، لیکن اس کے بعد عبادت کا بغیر مجاہدے، مشقت اور تکلیف کے عادی ومشتاق ہو گیا، تو اس کا معنی سقوط تکلیف کا نہیں ہے اس طرح کہ اس سے فرائض ساقط ہو گئے ہیں۔ کیونکہ اس حوالے سے صوفیہ کے پیشوا، وہ ہمارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جنہیں ان کے رب تعالیٰ نے وفات تک اپنی عبادت کرنے کا حکم

Marfat.com

عنایت فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہوا: '' واعبد ربک حتی یأتیک الیقین '' (آخر سورۃ الحجر) تو اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے یقین (موت) آجائے، یہ تکلیف تو نبی کریم ﷺ سے بھی ساقط نہیں ہوئی تھی تو یہ ایک صوفی، شیخ یا مرید کے حوالے سے کیسے صحیح ہوگا کہ اس سے تکالیف ساقط ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا یہ اس حوالے سے نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی مخالفت تصور ہوگی، تاہم اگر اسے کسی صوفی نے کہا، ہم اس سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔

سوال نمبر 8: حلاج [۲۰] وابن عربی [۲۱] کے ان اقوال کے متعلق کیا کہتے ہو کہ ابلیس عابد، موحد اور جنتی ہے اس لئے کہ اس نے حقیقت کو پہچان لیا تھا؟ کیا تم اس کی نفی کرتے ہو؟

جواب: درحقیقت اس حوالے سے میرا کوئی موقف نہیں ہے لیکن میں نے سُنا ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ نے اپنی کسی کتاب میں کہا ہے: ابلیس یا تو اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے گا یا وہ جہنم میں داخل ہوگا پھر اس کو اس سے نکالا جائے گا۔ لیکن قرآن نے تو صریح عبارت میں کہا ہے: کہ ابلیس یقیناً جہنمیوں کا امام ہے جو انہیں گمراہ کرنے کی وجہ سے ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا، اور اسی پر ہمارا اعتقاد و پکا یقین ہے۔ جہاں تک ابلیس کا موحد ہونا ہے تو جس نے یہ بات کہی، اس نے اس حوالے سے یہ استدلال پیش کیا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم کھائی تھی تو کہا: ''فبعزتک لأغوینهم أجمعین '' (سورۃ ص، آیت نمبر ۸۲) مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے بعض متبعین سے بہتر ہے جو کلی طور پر اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرتے ہیں جبکہ اس نے وجود باری تعالیٰ کا انکار نہیں کیا اور وہ اس کا انکار بھی کیسے کر سکتا ہے؟ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی آسمان پر ایک لمبے عرصے تک عبادت کی تھی، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ہوا، جب اس نے اس کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا۔

لہٰذا شیطان نے اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار نہیں کیا تھا، بلکہ وہ حکم خداوندی کی مخالفت کی وجہ سے جہنم میں ہمیشہ رہے گا، قرآن کریم میں اس کے متعلق آیا ہے کہ اس نے غزوۂ بدر میں مشرکین قریش سے براءت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''اِنِّی بَرِیٓءٌ مِّنۡکُمۡ اِنِّیۡۤ اَرٰی مَا لَا تَرَوۡنَ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ ؕ وَ اللّٰہُ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ '' (سورۃ الانفال، آیت نمبر ۴۸) میں تم سے یقینی طور پر بری ہوں، میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے، میں اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

Marfat.com

سوال نمبر 9: اس وقت تم اقرار کر رہے ہو کہ ابلیس موحد تھا؟

جواب: ابلیس نے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم کھائی تھی، اسی وجہ سے وہ کافر اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والا نہیں تھا کیونکہ کافر اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکاری ہوتا ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کا نافرمان بن جائے تو وہ کافر ہے، لہٰذا مسئلہ کی وضاحت کی ضرورت ہے اس لیے کہ اگر کفر، اللہ کے وجود پر عدم ایمان اور اس کی ذات کے انکار کا نام ہے تو آیت کریمہ تو عدم انکار پر دلالت کرتی ہے، اور اگر کفر سے مراد اوامر سے روگردانی ہے تو وہ کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے وہ کافر ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''کَمَثَلِ الشَّیْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اکْفُرْ ج فَلَمَّا کَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنْکَ، اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ'' (سورۃ الحشر، آیت نمبر ۱۶) شیطان کی مثال اس طرح ہے کہ وہ جب انسان کو کہتا ہے کہ تو کفر کر، پھر جب وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے تو کہتا ہے میں تو تجھ سے بری ہوں، میں یقینی طور پر اللہ رب العالمین سے خوف کھاتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ کا ایک اور فرمان ہے: ''قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ☆ لَاَمْلَئَنَّ جَھَنَّمَ مِنْکَ وَمِمَّنْ تَبِعَکَ مِنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ'' (سورۃ ص، ۸۴، ۸۵) اس نے کہا پھر حق اور حق ہی میں کہتا ہوں، ضرور میں تجھ سے اور تیرے ان میں سے تمام پیروکاروں سے جہنم کو بھروں گا۔ لہٰذا ہم نے پورے قرآن میں کہیں نہیں پڑھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کیا تھا، البتہ اس کا کفر ذاتِ الٰہی کی نافرمانی اور اسے چیلنج کا نتیجہ تھا، کہا: ''قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَھُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ'' (سورۃ الاعراف، آیت نمبر ۱۶) تو قسم اس کی کہ تُو نے مجھے گمراہ کیا، میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا، اسی طرح وہ قیامت کے دن تک ملعون ہے اور کافروں کے ساتھ اٹھ کر جہنم کی طرف جائے گا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''فَوَرَبِّکَ لَنَحْشُرَنَّھُمْ وَالشَّیٰطِیْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّھُمْ حَوْلَ جَھَنَّمَ جِثِیًّا'' تو تمہارے رب کی قسم! ہم انہیں اور شیطانوں، سب کو گھیر لیں گے اور انہیں دوزخ کے آس پاس گھٹنوں کے بل گرتے ہوئے حاضر کریں گے۔

اس کے علاوہ بھی دوسری کئی آیات ہیں، لیکن یہ کہنا میں پسند کرتا ہوں کہ یہ موضوع خاص طور پر مدارس و سلاسل صوفیہ میں بحث و مباحثے کے لیے پیش نہیں کیا جاتا، تاہم ان کا ذکر ہمیں کتب فلاسفہ میں ضرور ملتا ہے۔

سوال نمبر 10: کیا یہ سمجھا جائے کہ تم ابلیس کے متعلق ابنِ عربی کے اس قول سے بری ہو، جس میں

Marfat.com

آیا ہے کہ وہ موحد، عابد اور جنتی ہے؟

جواب: ہاں! میں ابنِ عربی کے اس مقولے سے براءت کا اظہار کرتا ہوں، اس لئے کہ یہ ابلیس کے حوالے سے تساہل اور اس کے خطرے میں کمی کا سبب بنتا ہے اور انسان کو دعوت دیتا ہے کہ وہ ابلیس کے گناہ میں خفت پیدا کرے اور جہاں تک میری بات ہے میں اس موضوع کے مباحث کی طرف نہیں بلاتا کہ وہ موحد یا غیر موحد تھا، لہٰذا اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے اسکی گمراہی کے پہلو پر زور دیتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡہُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدۡعُوۡا حِزۡبَہٗ لِیَکُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ'' (سورۃ فاطر، آیت نمبر ۶) یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو، وہ اپنے گروہ کو اس لئے بلاتا ہے تا کہ وہ دوزخیوں میں ہوں۔

سوال نمبر 11: یہاں صوفی منہج پر ایک اور الزام ہے کہ وہ فریضہء جہاد کو معطل کرنے، شرعی علوم میں غفلت برتنے، بھروسے کا سہارا لینے، معاش کے لئے عدم سعی اور مجرد و نکاح سے کنارہ کش رہنے کا حکم دیتا ہے، تو تمہارا کیا جواب ہے؟ [۲۲]

جواب: یہ الزام بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ جب ہم ذھبی کی کتاب۔ ''نبلاء الاسلام'' اور دوسری کتب تراجم [۲۳] جیسے ''طبقات الشافعیۃ'' اور ''طبقات الحنابلۃ'' اور خاص کر جب اسعد خطیب کی کتاب ''البطولۃ والتضحیۃ والفداء عند الصوفیۃ'' کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ کئی صوفیہ کرام ''رھبان اللیل وفرسان النھار'' یعنی راتوں کو قیام کرنے والے اور دونوں کو جہاد کرنے والے تھے، ہاں انفرادی طور پر دیکھا جائے تو چند لوگوں پر روحانی پہلو زیادہ غالب آیا تھا اور ان سے خلوت و علیحدگی کا ظہور ہوا تھا، تاہم یہ انفرادی تصرف ہے، اسی لئے ہم اب شیوعیین پر ان کے نظریات، کتب اور اٰیڈیولوجیات کی رو سے حکم صادر کرتے ہیں، اور اسی طرح ہم مستشرقین کو کہتے ہیں کہ تم اسلام کے بارے میں مسلمانوں کے سلوک کو دیکھ کر فیصلہ نہ کرو، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ صوفیہ کرام پر ان کتب میں جو کچھ آیا ہے اسی کی رو سے حکم صادر کیا جائے، تو کیا ان کی کتب میں کسی ایسے شخص کا ذکر ہے جس نے کہا ہو: ''لاتجاھدوا'' جہاد نہ کرو! جب کوئی صوفی دیکھا جائے کہ اس نے جہاد نہیں کیا، یہاں تو کئی علماء بھی ایسے موجود ہیں جنہوں نے جہاد کا فریضہ ادا نہیں کیا، بلکہ کچھ علماء ایسے بھی ہیں جنہوں نے ناجائز فتاویٰ صادر کیے ہیں تو کیا اس بناء پر ہم شریعت کو ترک کر دیں

Marfat.com

کیونکہ فلاں عالم نے شریعت میں ناجائز فتویٰ دیا ہے؟ یا ہم یہ کہیں کہ شریعت میں کسی ایک مفتی کے فتوے کی وجہ سے غلطی ہے؟

میں اپنی طرف سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔ کتب تصوف میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں ہے جو فریضہء جہاد کو معطل قرار دیتی ہو بلکہ ان کے عظیم پیشوا، اہل صفہ حضرات ''رھبان اللیل وفرسان النھار'' یعنی راتوں کو قیام کرنے والے اور دنوں کو فریضہء جہاد ادا کرنے والے تھے، انسان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا طلب گار رہتا ہے، تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے شہادت سے افضل اور کوئی چیز نہیں ہے۔ لہٰذا اس وقت یہ الزام صوفیہ کرام پر صحیح نہیں ہے جب ہم یہ جانتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن مبارک کی زہد کے بارے میں ایک مستقل کتاب ہے اور اسی طرح امام احمد بن حنبل کی بھی زہد کے موضوع پر کتاب ہے، اس کے باوجود یہ دونوں حضرات اور دوسرے صوفیہ حضرات اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے پیچھے نہیں رہے، بلکہ سید رفاعی، شیخ عبدالقادر جیلانی اور ابوالحسن شاذلی کے شاگرد ہی تھے، جنہوں نے صلیبیوں و تاتاریوں کے خلاف ڈٹ کر جہاد کیا، جنہیں ان کے شیوخ طریقت نے میدانِ جہاد میں اتارا تھا، لہٰذا صوفیہ کرام پر جہاد کے معطل کرنے کا الزام کسی صورت صحیح نہیں ہے، میں خود تصوف کا داعی ہوں، تجارت و کاروبار میرا پیشہ ہے، خرید و فروخت میرا مشغلہ ہے، ایک سے زیادہ مرتبہ شادی کی ہے، اپنے دوستوں کو شادی پر آمادہ کرتا ہوں، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے ''شرار امتی عذابھا'' [۲۴] میری امت کے شریر لوگ اس کے کنوارے ہیں۔ انہیں یہ حدیث سناتا ہوں اور اسی طرح جب ہم کسی انسان کو دیکھتے ہیں کہ وہ کام نہیں کرتا، تو اسے کام کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نکمے آدمی کو پسند نہیں کرتا، یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا کے لوگ ہمیں دعوت دیتے ہیں اور ہم ان کی ان کے کاموں کے حوالے سے مدد کرتے ہیں، ان کے ساتھ ان کے ممالک میں خیراتی منصوبے جیسے مساجد، مدارس، ہسپتالز اور دورالایتام وغیرہ قائم کرتے ہیں پھر جہاں ان کے لئے علم عمل اور مصروف زندگی گزارنے کے دروازے کھلتے ہیں۔

سوال نمبر 12: تمہارے خیال میں یہ الزام تم پر کس طرف سے اٹھایا گیا ہے؟

جواب: کچھ سلاسل تصوف کی رائے ہے کہ انسان ابتداءِ طریقت میں اپنے آپ کے ساتھ خلوت کا محتاج ہوتا ہے کیونکہ وہ اس سے قبل، غافل و ناواقف تھا، لہٰذا وہ اس سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ

Marfat.com

لوگوں سے ایک ہفتے یا دو ہفتے یا تین ہفتوں کے لئے اپنے نفس کے محاسبے و مراجعے کے لئے علیحدگی اختیار کرے اور برے احباب اور ماحول کی تبدیلی کے لئے ضروری ہے کہ وہ علیحدگی میں بیٹھ کر استغفار، ذکر اور قضاء نمازوں کی ادائیگی کی کثرت کرے، اس قسم کی خلوت کا حکم کچھ مشائخ تصوف اس شخص کو دیتے ہیں جو ماضی میں شریعت سے بہت دور رہا ہو اور خاص کر وہ شخص جو کبائر میں مبتلا رہا ہو، تو اس سے وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس طرح کی دینی حمیت اور اس طرح کی خلوت اختیار کرے، تاکہ فوت شدہ اشیاء پر اپنا احتساب اور حقوق العباد، جنہیں ان کے اصحاب کو واپس کرنے پر غور وخوض کرے، اور یہ چیز ایک ماہ کے عرصے تک نبی کریم ﷺ کی اقتداء کی غرض سے ہوتی ہے، جب آپ ﷺ غارِ حراء میں تنہاء رہا کرتے اور راتوں کو اللہ تعالیٰ کی مختلف عبادتوں میں مصروف رہتے تھے، تو یہ عرصہ تزکیۂ نفس اور اس کی تطہیر کے لئے ہے، جس میں بندہ اپنے سلوک کو اس غیر مسلم کی طرح تبدیل کرتا ہے جو نیا نیا اسلام میں آیا ہو، جسے ہم حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنے ارد گرد کے ماحول کو ترک کردے اور اپنے بدن سے کچھ اشیاء کو دور کردے جیسے ختنہ اگر وہ غیر مختون ہو، اور غسل کرے اور اسے ہم کہتے ہیں کہ آؤ اور مسجد میں نماز کی تعلیم کی غرض سے ایک یا دو دنوں کے لئے بیٹھو، تو اس طرح کی پابندی تربیت کے مقصد کے لئے ہوتی ہے اور یہ دورانیہ نہ طویل ہے اور نہ ہی ہر ایک پر فرض ہے اور نہ ہی اس کی تمام شیوخ پابندی کرواتے ہیں، کتنے ہی صحابہ تھے جنہیں نبی کریم انے رکنے کا حکم عنایت فرمایا تھا، تاکہ آپ انہیں کتاب وسنت کی تعلیم اور ان کا تزکیۂ نفس کرکے انہیں اپنی اقوام کے لئے معلم ومربی کے طور پر واپس بھیج سکیں۔

سوال نمبر 13: تو نماز جماعت کی کیا کیفیت ہوگی، جبکہ وہ تو خلوت میں ہے؟

جواب: وہ آتا ہے نمازِ جمعہ بھی ادا کرتا ہے اور باقی نمازوں کی جماعتوں میں بھی شریک ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر خلوت میں چلا جاتا ہے اس کا حکم پوری طرح معتکف کا ہوتا ہے جبکہ اعتکاف رمضان کے مہینے میں سنت اور غیر رمضان میں مستحب ہوتا ہے

نمبر 14: قریبی ادوار میں سلاسل صوفیہ نے لوگوں کو قبور کی تعظیم کرنے، ان پر عمارات وقبے بنانے، اولیاء کے ساتھ رشتہ جوڑنے اور امت میں کئی مظاہر شرک کو زندہ کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ تو اس برائی وشرک کو ختم کرنے کے حوالے سے آپ کا کیا کردار ہے؟

جواب: مردوں کے ساتھ زندوں کے رشتے کے حوالے سے ایک غلط سوچ موجود ہے، جمہور اہل

Marfat.com

السنّت والجماعت کی اس کے بارے میں ایک ہی رائے ہے، جبکہ علمائے سلف (اہلحدیث) کی اقلیت کی ایک مختلف رائے ہے اگرچہ وہ ایک زوردار آواز والے ہیں، البتہ حق، جمہور کی رائے کے ساتھ ہے کیونکہ اہل علم کی کثرت کا خیال ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو نہ تو اس کا رشتہ دنیاوی عالم سے ٹوٹتا ہے اور نہ ہی وہ اپنے دوسرے مومن بھائیوں سے بے نیاز ہوتا ہے اور نہ ہی اس کا اپنے رب کے ساتھ معاملہ ختم ہوتا ہے، اگر وہ نیک ہے، بلکہ اس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک خاص مقام ہوتا ہے جو اس کی موت سے کسی صورت ختم نہیں ہوتا۔

ان کا یہ بھی خیال ہے کہ مردوں کی زیارت مستحب ہے اور خاص مردوں کی زیارت تو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے ثابت ہے: ''قد کنت نهيتكم ع زيارة القبور ألا فزوروها فانها تذكركم الآخرة'' [۲۵] یعنی میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا، سنو! ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہے، اور آپ ﷺ خود جنت البقیع کی زیارت کیا کرتے تھے۔ لہٰذا مطلق زیارت قبور ذاتی طور پر شرک کے زمرے میں نہیں آتی جبکہ والدین کی قبور کی زیارت اور ان کے لئے دعا کرنے کے حوالے سے کئی اقوال وارد ہیں۔[۲۶]

تاہم ہمارے ہاں مردوں کی دو قسمیں ہیں ان میں کچھ ایسے ہیں جن کی آپ زیارت کرتے ہیں تاکہ ان کے لئے دعا کی جائے تو وہ اس کے محتاج ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''اذا مات ابن آدم انقطع عنه عمله الا من ثلاث ...... أو ولد صالح يدعو له'' (الخ) یعنی جب آدم کا بیٹا مرتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ماسوا تین اشیاء کے منقطع ہو جاتا ہے...... یا نیک بیٹا جو اس کے لئے دعا کرتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مرتبہ دو قبروں پر گزرے تو فرمایا: ''انهما يعذبان وما يعذبان فی کبير و جاء بجريدة فشقها نصفين ووضعها على القبرين وقال: لعل الله رحمهما مالم ييبسا أى بسبب تسبيحهما'' [۲۸] یعنی ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی بڑی بات پر بھی نہیں ہو رہا چنانچہ آپ ایک کھجور کا گوشہ لائے، اس کے برابر دو حصے کئے اور انہیں دونوں قبروں پر ڈال دیا اور فرمایا: شاید اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرمائے، جب تک یہ دونوں حصے تروتازہ رہیں اپنی ان کی تسبیح کی وجہ سے۔

اور آپ ﷺ کے متعلق آیا ہے کہ آپ جب قبروں پر گزرتے تو ان کے لئے دعائیں کرتے تھے، جبکہ مردوں میں جو نیک ہوتے ہیں جیسے نبی یا ولی، ہمارے ہاں یہ بات ثابت ہے کہ قبر نبی

Marfat.com

ﷺ کی زیارت مستحب ہے، ابن کثیر (جن کا شمار سلفی علماء میں ہوتا ہے) کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ''وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا '' (سورۃ النساء، آیت نمبر ۶۴) (اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔) کی تفسیر میں آیا ہے کہ امام عتبی قبر رسول ﷺ کے پڑوس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دیہاتی آیا، رسولِ کریم ﷺ کو سلام کا نذرانہ پیش کیا، اوپر والی آیت کو ذکر کیا اور اسے پڑھنے کے بعد کہا: ''وانی جئتک مستشفعا بک الی اللہ'' میں تیرے پاس تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف شفاعت کی غرض سے آیا ہوں، پھر امام عتبی کو اونگھ آگئی تو خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ تو اس دیہاتی کے پاس جا اور اسے خوشخبری دے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے، امام عتبی اس کے پاس گئے اور اسے یہ خبر پہنچائی [۲۹]۔

قبر رسول ﷺ کی زیارت اور آپ کے صاحبین ابوبکر وعمر پر سلام پیش کرنا ہمیشہ مشروع رہا ہے۔ چنانچہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب ''التوسل والوسیلۃ'' میں آیا ہے کہ جناب عبداللہ بن عمر جب سفر کرتے اور مدینہ واپس آتے تو قبر رسول ﷺ پر حاضر ہوتے اور آپ ﷺ اور اپنے والد اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام پیش کرتے، یہ زیارت عام مسلمانوں کے ہاں جاری وساری ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان، سلف صالحین اور مسلمان علماء صدیوں سے آج تک نہ تو شرک کا ارتکاب کرتے چلے آئے ہیں اور نہ ہی ان سے وہ احادیث مخفی رہی ہیں جن کی سلفی حضرات سلف صالحین کی سمجھ سے ہٹ کر، تاویل کرتے ہیں۔

اسی طرح ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ جگہیں جہاں انبیاء واولیاء مدفون ہیں، ان پر دعا کا مستجاب ہونا زیادہ لائق ہے، امام شوکانی کا ایک قول ہے جس میں وہ واضح کرتے ہیں کہ وہ جگہیں جہاں دعا مستجاب ہوتی ہے، ان میں مزارات صالحین ہیں اور یہ بات انہوں نے کتاب ''تحفۃ الذاکرین'' میں بیان کی ہے۔

سوال نمبر 15: مکروہ صالحین کون ہیں؟

جواب: اب ہم انبیاء، اصحاب کرام اور متفق علیہ اولیاء کے متعلق بات کرتے ہیں جیسے نبی کریم ﷺ کی قبر اور صاحبین ابوبکر وعمر کی قبور اور اہل بقیع وغیرہ یہ ایسی قبور ہیں جن کی زیارت میں کسی

Marfat.com

قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے، ان پر ہمارے بعض متشدد سلفی بھائیوں کے مخالفت کے علاوہ، تمام علمائے امت کا اتفاق واجماع ہے ، یہ چیز ہمارے لئے توسل ووسیلے کے مسئلے کی بحث کا سبب بن رہی ہے۔ چنانچہ ابن تیمیہ نے ایک کتاب '' قاعدہ جلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ'' کے نام سے لکھی، جس میں انہوں نے اصلِ توسل کا اقرار کیا اور اس کے قواعد وشروط وضع کئے، جبکہ اس کا عملی طور پر انکار نہیں کیا، بلکہ اس کے لئے ضوابط کی نشاندہی کی، لہٰذا اس کی نظر میں توسل تین چیزوں کے ساتھ ہوسکتا ہے: (i) توسل بالعمل (ii) توسل بالحی (iii) توسل بالمیّت

توسل بالعمل جائز ہے اس طرح کہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے اچھے اعمال کو وسیلہ بنائے جس طرح حدیث غار میں آیا ہے اور توسل بالحی پر اجماع ہے کیونکہ صحابہء کرام نبی کریم اکو وسیلہ بناتے تو اسی طرح کہتے تھے: ''ادع لنا یا رسول اللہ، استغفرلنا یا رسول اللہ'' اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے دعا کرو! اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے بخشش طلب کرو! [۳۰]

اور اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کی یقینی طور پر مذمت کی ہے، جو اپنے لئے نبی کریم ﷺ کو استغفار کرانے سے اتراتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم فرمایا کہ وہ مومنین کی نمازِ جنازہ پڑھا کریں یعنی ان کے لئے دعا کیا کریں، ایک مرتبہ آپ ﷺ نے جناب عمر بن خطاب کو فرمایا '' اشرکنا فی دعائک یا أخی '' اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں شریک کر۔ لوگ ہمیشہ سے ایک دوسرے کو اپنے لئے دعا کی وصیت کرتے رہے ہیں اور یہ توسل نیک زندہ بندے کے ساتھ ہے۔

باقی رہا توسل بالمیّت، تو ہم سوال کرتے ہیں کہ آیا توسل بالمیت، اس کی اپنی ذات کے لئے نفع مند ہے یا اللہ تعالیٰ سے اپنے قرب کے لئے؟ اگر ہم کہیں کہ اس کی ذات کے لئے تو ہم یقیناً شرک کا ارتکاب کر رہے ہیں، لیکن ہمارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا قرب ہمیں فائدہ دیتا ہے اور یہ قرب نیک آدمی کا اس کی موت سے ختم نہیں ہوجاتا گویا کہ میں کہوں: '' اللهم انی أسألک برضاک عن فلان أن تغفرلی '' اے اللہ! میں فلاں سے تیرے راضی ہونے کی وجہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے۔ اور یہی ہمارا اللہ تعالیٰ سے اس کے قرب اور اس کے ہاں اس کے مقام سے مراد ہے جو موت سے کسی صورت ختم نہیں ہوتا، اور جس طرح میں کہتا ہوں: '' اللهم انی أسألک بجاه رسولک أن تغفرلی '' میں اے اللہ! تجھ سے تیرے پاس

Marfat.com

، تیرے رسول کے خاص مقام کی وجہ سے سوال کرتا ہوں، تو مجھے بخش دے! (میرے نزدیک دونوں چیزیں برابر ہیں)

سوال نمبر 16: تو اس وقت جناب عمر بن خطاب نے اپنے استقاء میں رسول کریم کے ساتھ آپ کی وفات کے بعد توسل کیوں نہیں کیا، بلکہ آپ کے چچا عباس کے ساتھ کیا اگر توسل بالاموات جائز تھا؟

جواب: کہا گیا ہے کہ اس میں دو وجوہات تھیں، ایک یہ کہ استقاء مسجد سے باہر ہوتا ہے اور اس میں دعا کرنے والا موجود ہوتا ہے جو دعا کرتا ہے اور باقی لوگ اس کی دعا پر آمین کی صدا بلند کرتے ہیں، تو اس شرط کا نبی کریم ﷺ پر بعد از وفات اطلاق نہیں ہو سکتا اس لئے کہ آپ ﷺ مسجد سے باہر تھے اور ایک شخص کا موجود ہونا ضروری تھا جو دعا منگوائے اور لوگ اس پر آمین کہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جناب عمرؓ ڈر گئے تھے کہ کہیں لوگ نبی کریم ﷺ سے توسل اختیار کریں اور خدانخواستہ بارش نہ ہو تو یہ لوگوں کے سینوں میں کہیں شک کا سبب نہ بن جائے، لیکن ہمیں دو چیزوں کے متعلق بات کرنی ہے:

i) حدیث مذکور توسل بالذات پر دلالت کرتی ہے کیونکہ وہاں کوئی ہوتا ہے جو کہتا ہے کہ دعا کو وسیلہ کرتے ہیں نہ کہ ذات کو، عمرؓ نے عباسؓ کو کیوں منتخب کیا؟ آیا اس کی دعا کی وجہ سے یا اس کی ذات کی وجہ سے؟ یہ جانتے ہوئے کہ صحابہ میں وہ کون ہے جس نے سب سے پہلے اسلام قبول فرمایا اور ہجرت میں پہل کی، جبکہ جناب عمر اور آپ کے علاوہ دوسرے کچھ صحابہ ہیں جن کی دین میں بڑی بڑی سبقتیں ہیں، یہ بات اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ توسل کے مناسب تھا کہ وہ ایسے شخص کے ساتھ ہو جس کا ذاتِ محمدی ﷺ سے رشتہ ہو، تو اسی کے پیش نظر آپ نے اہل بیت میں سے ایک عظیم شخص کا انتخاب فرمایا۔

اور مزید برآں ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جناب عمر کے کچھ ایسے مواقف ہیں جو اس کی تائید کرتے ہیں، چنانچہ آپ نے جناب علیؓ سے درخواست کی تھی کہ وہ ان سے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کی شادی کریں۔ اس لئے کہ آپ نے نبی کریم ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا۔ "کل حسب و نسب مقطوع الی یوم القیامة الا حسبی و نسبی" [۳۱] قیامت کے دن میرے حسب ونسب کے علاوہ ہر حسب ونسب منقطع ہو جائے گا، اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا رشتہ تم اہل بیت کے

Marfat.com

ساتھ ہموار ہو جائے۔

اسی طرح توسل بالا ٔموات ایک اختلافی معاملہ ہے اور ہمیشہ متنازع رہا ہے تو نہ تو اس میں کسی مسلمان کو کافر قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس پر شرک کا فتویٰ لگایا جا سکتا ہے، جبکہ اکثریت اس کے جواز کی قائل ہے اور ایک چھوٹا گروہ جو سلفی یا وہابی ہیں، وہی اس کا انکار کرتے ہیں۔ پھر شہداء کرام نصِ قرآنی کی رُو سے اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ '' (آل عمران، آیہ نمبر ۱۶۹) جو اللہ کی راہ میں مارے گئے، ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں تو صدیقین کے ساتھ کیسے؟ اور انبیاء کے ساتھ کیسے؟ اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جو فرماتے ہیں۔ ''الأنبياء أحياء في قبورهم ''انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں جبکہ اسراء کی رات آپ ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی اور ان سے آسمانوں میں ملاقاتیں کیں۔ ''فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر'' (سورۃ القمر، آیت نمبر ۵۵) عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور سچ کی مجلس میں ہیں۔

اسی طرح میلادِ نبوی شریف کا معاملہ ہے جس کی اقلیت انکار کرتی ہے اور اکثریت تائید و عمل کرتی ہے، جبکہ ہر گروہ کے پاس اپنی دلیل ہے، لہٰذا ہمیں یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ یہ شرک یا کفر ہے جب تک اس میں اختلاف موجود ہے، اور یہی صورت عورت کے چہرے کے پردے کے معاملے میں ہے ان میں کچھ کے نزدیک یہ ستر ہے جبکہ کچھ دوسروں کے نزدیک ستر میں شامل نہیں ہے، لہٰذا ہمارے لئے عورت کو اس کا چہرہ کھولنے پر سزا دینا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں اختلاف موجود ہے۔

سوال نمبر 17: توسل کے حوالے سے جو اس وقت ہو رہا ہے وہ کچھ اور ہے کیونکہ عام لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ قبروں کا طواف کرتے، لوہے کو چومتے، مزارات پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے اصحاب سے مدد و پناہ مانگتے ہیں، تو کیا یہ واضح کفر و شرک کے مظاہر میں سے نہیں ہے؟

جواب: اگر ٹریفک کے اشاروں میں خلل واقع ہو جائے اور اس کے نتیجے میں حادثات ہو جائیں، تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اشارات و ٹریفک کو ختم کر دیا جائے؟ زیارتِ قبور مسنون فعل ہے، تو جب یہ چیزیں ہونے لگیں تو کیا ہم زیارت سے منع کر دیں؟ یا لوگوں کو صحیح آدابِ زیارت

Marfat.com

سکھائیں؟ ہمارے اور ہمارے سلفی بھائیوں کے درمیان دراصل اختلاف یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ زیارت سے منع کر دیا جائے، جبکہ ہم کہتے ہیں کہ نہیں، بلکہ لوگوں کو آدابِ زیارت کی تعلیم دی جائے، ہمارا ان کے ساتھ اتفاق ہے کہ وہاں کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنی جہالت کی وجہ سے زیارتِ قبور کو خراب کر دیتے ہیں اس لئے کہ تمام لوگ فقہاء و متعلمین نہیں ہیں۔

ہم اقرار کرتے ہیں کہ کچھ لوگ مزارات کو چومتے اور ان کے اصحاب سے مدد طلب کرتے ہیں لیکن یہ بات اس چیز کا تقاضا نہیں کرتی کہ ہم فتویٰ لگا دیں کہ زیارت قبور شرک و حرام ہے بلکہ ہم پر واجب ہے کہ لوگوں کو بہتر کی تعلیم دیں، اس کے ساتھ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اعتقاد رکھتے ہیں جب ہم ان سے ان کے سبب زیارت و توسل بالولی کے متعلق پوچھتے ہیں کہ چونکہ صاحب قبر کا اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک خاص مقام اور اس کے قریب ہے، جبکہ کچھ لوگ اس کا غلط مفہوم نکالتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے اس ولی کی برکت سے اپنے حاجت کے پورا ہونے کی اُمید کرتے ہیں۔ اس کی بہتر مثال ہمیں نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ میں ملتی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ ایک شخص کا جانور صحرا میں گم ہو گیا اور وہ سو گیا، اسے پانے کے بعد اس کے سر کے پاس بیٹھ کے کہا: ''اللهم أنت عبدي وانا ربک '' (جس کا ظاہری ترجمہ، اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔ دوسرا مفہوم: اوہ اللہ! تُو میرا بندہ (ماتحت) اور میں تیرا پالنے والا ہوں) اور اللہ تعالیٰ اس شخص کے مقولے سے ہنس پڑے جبکہ نبی کریم ﷺ نے اس کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ وہ اس مقولے کی وجہ سے کافر ہو گیا۔ لہٰذا بندہ بعض اوقات اپنے کام سے حیران ہوتا ہے، تو اسے خوشی سے غلط تعبیر کرتا ہے، اسی وجہ سے ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اس طرح کے لوگوں پر شرک کا الزام لگائیں، جبکہ ہم تو ان کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ جاہل و ناواقف لوگ ہیں اور ہم پر یہ انہیں سکھانا واجب ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہء کرام جب اس طرح کے کام دیکھتے تو ایک دوسرے پر الزام نہیں لگاتے تھے بلکہ ایک دوسرے کو سکھاتے اور سیکھتے تھے۔ اسی طرح ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ میت سے دشمنی مول لیں، اس لئے کہ ہمارے اور مردوں کے درمیان ایک روحانی رشتہ ہے، وہ عالمِ برزخ میں ہیں اور ہمارا اعتقاد ہے کہ قبر یا تو جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گھڑوں میں سے ایک گھڑا ہے، رشتے کی دوسری صورت یہ ہے کہ کیونکہ ہمارے علم میں ہے کہ میت اس تحفے سے خوش ہوتی ہے جو دعا کی شکل میں ہوتی ہے یا اس عمل کی صورت میں جو

Marfat.com

اس نے چھوڑا تھا اور اسی طرح اس کی قبر میں اس کے لئے فرشتوں کا استغفار کرنا، (دیکھئے: ابن قیم کی کتاب: ''کتاب الروح اور کتاب ''حادی الأرواح'')

ہم میت کے لئے دعا کرنے اور اس پر نمازِ جنازہ ادا کرنے کے پابند ہیں اگر چہ ہم اس کو جانتے بھی نہ ہوں اور یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کا ہماری دعا سے فائدہ اٹھانے کا سلسلہ جاری ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں: ''رب اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین'' اے میرے رب! تو مجھے، میرے والدین اور تمام مومنوں کو بخش دے جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول رحمت ﷺ کو فرماتے ہیں: ''فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ'' (سورۃ محمد آیۃ نمبر ۱۹) تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو اور اللہ دن کو تمہارا پھرنا اور رات کو تمہارا آرام لینا، جانتا ہے۔ اور رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: ''أنا أولی بکل مؤمن و مؤمنة فی الدنیا و الآخرة' 'میں دنیا و آخرت دونوں میں ہر مومن مرد و عورت کے بہت قریب ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں: ''النبی أولی بالمؤمنین من أنفسهم''۔ (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۶)۔ یہ نبی کریم ﷺ مومنوں کے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہے۔

نبی کریم ﷺ بقیع میں تشریف لے جاتے تھے اور اپنے اہل و عیال کے لئے دعا فرماتے تھے اور اسی طرح صحابہ کرام اور سلف صالحین کا صدیوں سے یہی معمول چلا آرہا ہے۔

سوال نمبر 18: ہم کیسے اس قول اور نبی کریم ﷺ کی ناراضگی کے درمیان تطبیق دیں گے، جب آپ کو ایک صحابی نے کہا: ''لو شاء الله وشئت یا رسول الله'' (اگر اللہ چاہے اور آپ چاہیں اے اللہ کے رسول!) تو آپ نے اسے فرمایا: ''أتجعلنی شریکاً ل له'' کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک بناتا ہے۔

جواب: اس کا جواب کئی آیات مبارکہ میں ہے اور اسی قبیل سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ'' (سورۃ التوبۃ آیۃ نمبر ۵۹) اللہ ہمیں کافی ہے، اب وہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول دیتا ہے یقیناً ہم اللہ کی طرف راغب ہیں۔ کیوں نہیں فرمایا: ''سیؤتینا الله ثم رسوله'' عنقریب ہمیں اللہ تعالیٰ دے گا پھر اس کے بعد اس کا رسول، اور یہاں دوسری کئی آیات قرآنیہ ہیں جو اس چیز پر دلالت کرتی ہیں، جبکہ مجھے تیرے لئے صرف

Marfat.com

ایک مثال بیان کرنی ہے، اگر میرے پاس ایک شخص آتا ہے اور اس کے دل میں میرے بارے میں نفاق ہوتا ہے اور کہتا ہے: ''أنت سید الکویت '' آپ کویت کے سردار ہیں تو میں اسے کہوں: معاف کرو، میں تو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں ایک بندہ ہوں جبکہ کویت تو اس میں اس کا امیر وسردار موجود ہے، یا اسے کہوں کہ میں اس سے بہت کم ہوں جو تُو نے کہا اور اس سے بہت بڑا ہوں جو تیرے دل میں ہے۔

لہٰذا اس وقت قولِ رسول ﷺ سے صرف اس صحابی کی تصحیح کرنی تھی، اللہ تعالیٰ نے کئی آیات میں فرمایا:'' واطیعو ا للہ والرسول ''(اور اللہ ورسول کی اتباع کرو) تو ہم کیسے ان جزئیات کو اپنائیں اور متعدد آیات کو چھوڑ دیں، ہم پر لازم ہے کہ چیزوں کو حسن نیت سے لیں، یہاں تک ان میں کسی ایک کا معاملہ اتنا بڑھ جاتا ہے کہ جب اس سے مدح رسول ﷺ میں کثرت کے حوالے سے پوچھا جاتا ہے تو کہتا ہے؟'' ھذا شرک ، ھذا کفر '' یہ تو شرک ہے، یہ کفر ہے، یہ یقیناً اس کی طرف سے غلو ہے، کیونکہ تھوڑی دیر بعد اس سے اس کے بارے میں پوچھا جاتا ہے، جس کے متعلق وہ کہتا ہے۔'' یا صاحب الجلالۃ'' اے صاحب جلالت، تو جواب دیتا ہے، جو تکریم کا مستحق ہے اس کی تکریم جائز ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ ہاتھوں کا بوسہ بدعت ہے تو اس وقت ناک کا بوسہ، تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو کیوں وہ اس سے خاموش ہو جاتے ہیں اور کیوں اس کے قائل ہیں ؟ لہٰذا یہاں کچھ عادات و رسوم ہیں، جنہیں قومیں میراث میں پاتی ہیں جو ایک ماحول سے دوسرے ماحول میں مختلف ہوتی ہیں لیکن اس بارے میں مسلمانوں کے حوالے سے سوءِظن و وسوسہ ہے جبکہ کچھ گروہ ایسے بھی ہیں جن کا خیال ہے کہ ایک رائے ٹھونس دی جائے اگر چہ وہ پورے زمانے اور اس کے مزاج کے خلاف ہو۔

سوال نمبر 19: صوفی فکر پر الزام ہے کہ وہ کتاب وسنت کے علوم سے روکتی، علم لدنی اور اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ علم کے حصول مثلاً امورِ کشف کی قائل ہے، تو آپ کا ان چیزوں کے بارے میں کیا جواب ہے؟

جواب: میں کسی صوفی کی کسی ایسی کتاب سے واقف نہیں ہوں، جس میں اس نے اپنے مریدین کو دعوت دی ہو کہ وہ شرعی علوم کو حاصل نہ کریں یا انہیں علم کے طلب کرنے سے منع کیا ہو۔ اور اگر ایسا

Marfat.com

کوئی شخص موجود ہے جو اس طرح کی بات کا قائل ہے تو وہ کسی صورت با اعتماد ائمہ صوفیہ سے نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ ہمارے ہاں اصل امام مالک رحمہ اللہ کا وہ قول ہے جس میں وہ کہتے ہیں: ''کل یؤخذ عنه و یرد علیه الا صاحب هذا القبر ' أی النبی ﷺ'' ہر شخص کی کچھ بات قبول کی جاتی ہے اور کچھ بات رد کی جاتی ہے، سوائے اس صاحب قبر یعنی محمد ﷺ کے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ، اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ'' (سورۃ الزمر، آیہ نمبر ۹) تم فرماؤ ! کیا وہ جاننے والے اور انجان برابر ہیں۔ تو ہم کس طرح اس کے قائل ہوسکتے یا علم سے ڈرا سکتے ہیں۔ لہٰذا میں معتمد علیہ صوفی ائمہ پر اس الزام کی صحت کے بارے میں شک کرتا ہوں اور اگر یہ حقیقت ہے تو اس کے صاحب کو واپس کردی جارہی ہے، اور اس سے نہیں لی جارہی، کیونکہ ایک مسلمان کے لئے بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ناممکن ہے۔

جو بھی معاملہ ہو لیکن صوفیہ کرام شرعی علم کے ساتھ ساتھ علم لدنی کے وجود پر ایمان رکھتے ہیں جبکہ ان کے مخالفین علم لدنی کا انکار کرتے ہیں، اسی وجہ سے صوفی پر الزام ہے کہ وہ علم لدنی پر یقین رکھتا ہے علم شرعی کو نہیں مانتا لیکن درحقیقت صوفیہ کرام دو علموں (شرعی ولدنی) پر بیک وقت ایمان رکھتے ہیں اور ان کے علاوہ اور لوگ صرف ایک علم کو مانتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ علم شرعی وہ ہے جو قابل اعتماد ہے۔ جبکہ علم لدنی اس نور سے عبارت ہے جسے اللہ تعالیٰ تقوے واستقامت کے نتیجے میں بندے کے دِل کے اندر ڈالتا ہے اور یہ ثابت ہے جیسا کہ قرآن پاک کی سورت کہف میں ایک بزرگ آدمی حضرت خضر کے بارے میں آیا ہے: ''فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا'' (سورۃ الکھف، آیت نمبر ۶۵) تو انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا، جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے سورت کہف میں انکشاف فرمایا ہے کہ ظاہری اشیاء کی الگ حکمت ہے اور باطنی اشیاء کی الگ حکمت ہے، تو ہمارے ہاں ان کی ایک تفسیر ہے اور اللہ کے ہاں ان کی دوسری تفسیر ہے۔ تاہم ہم صرف شرعی علم کے پابند ہیں جبکہ علم لدنی یا باطنی تو ہم اس کے قائل ضرور ہیں لیکن اس کی وجہ سے نہ تو ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور نہ ہی بندوں پر اس کو حجت مانتے ہیں، اس کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ یہ فراست کی ایک قسم ہے جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اسے عطا کرتا ہے جیسے مانوس خواب، لیکن اس سے شرعی حکم حاصل نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''يُؤْتِي الْحِكْمَةَ

Marfat.com

مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَةَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا ؕ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ‘‘ (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۲۶۹) اللہ تعالیٰ جسے چاہے حکمت دیتا ہے اور جسے حکمت ملی اسے بہت بڑی بھلائی ملی اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

اسی طرح مثال کے طور پر جب ایک شخص جناب عثمان بن عفان کے پاس آیا، تو آپ نے ان لوگوں کو کہا، جو آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے: ’’أیدخل علینا الرجل وأثر الزنا فی عینیه ‘‘ ہمارے پاس ایک ایسا شخص آیا ہے جس کی آنکھوں میں زنا کے اثرات موجود ہیں؟ تو ایک شخص نے عرض کیا ’’أوحی بعد رسول الله‘‘؟ کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد وحی کا وجود ہے؟ فرمایا نہیں، لیکن یہ مومن کی فراست کا نتیجہ ہے۔[۳۲]

ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ ایسا انسان جو اپنے رب کے ساتھ مخلص و سچا ہے، تو وہ اس کے لئے ایک ایسا نور اور شفافیت پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ کبھی کبھار اشیاء کو انتہائی بہتر اور حکمت کے قریب والی نظر سے دیکھ لیتا ہے، یعنی اسے نیک و صحیح کام کی توفیق عطا کی جاتی ہے جس طرح ہم کہتے ہیں ’’اللہ نور علیہ‘‘ اللہ تعالیٰ نے اسے بہت نورانیت عطا کی ہے۔ اس کے دلائل قرآن پاک میں موجود ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’ ومن لم یجعل الله له نورا فماله من نور ‘‘(سورۃ النور، آیت نمبر ۴۰)۔ اور جسے اللہ تعالیٰ نور نہ دے، اس کیلئے کہیں نور نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’ومن کان میتاً فأحییناہ وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منھا‘‘ (سورۃ الانعام، آیت نمبر ۱۲۲)۔ کیا وہ مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کیلئے ایک نور کر دیا، جس سے وہ لوگوں میں چلتا ہے، وہ اس جیسا ہو جائے گا جو اندھیروں میں ہے، ان سے نکلنے والا نہیں۔

اور سورت زمر میں آتا ہے: ’’افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه‘‘ (سورہ زمر، آیت نمبر ۲۲) تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کیلئے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔

اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’یؤتی الحکمة من یشاء ومن یؤت الحکمة فقد أوتی خیرا کثیرا‘‘ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۶۹) وہ جسے چاہے، حکمت دیتا ہے اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی۔

ہم کہتے ہیں کہ علم لدنی خاص لوگوں کو عطا کیا جاتا ہے، تاہم یہ بندوں پر حجت نہیں ہوتا اور یہ اس علم

Marfat.com

کے مشابہ ہے جو اس شخص کے پاس تھا جو اللہ تعالیٰ کے نبی جناب سلیمان علیہ السلام کے ساتھ تھا، جو اپنے پاس موجود کتاب کے علم کی وجہ سے بلقیس کا تخت لایا تھا: ''قال الذی عندہ علم من الکتاب'' (سورۃ النمل، آیت نمبر ۴۰)۔ اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ اور یہ علم، نیک بندے کیلئے اپنے رب تعالیٰ کی جانب سے کرامت ہے، تاہم ہمارے لئے ضروری نہیں ہے کہ لوگوں پر اس کی وجہ سے فخر کریں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے تحفہ وہ ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، ہمارے ہاں استقامت ہی عین کرامت ہے۔[۴۳]

سوال نمبر 20: اور مسئلہ کشف[۴۴] کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: یہ ولایت کی بحث میں شامل ہے، جس طرح ہم کہتے ہیں وہ صاحب کشف ہے۔ کشف حقیقی علم سے آتا ہے یعنی جب اللہ کے ساتھ انسان مخلص ہوتا ہے تو وہ اس کا ولی بن جاتا ہے، وہ اس کا دوست بن جاتا ہے اور اس کا شمار اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں ہونے لگتا ہے اور اس مخلص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکمت و نورانیت عطا کی جاتی ہے۔ جس طرح ہم کئی بزرگوں کے بارے میں سنتے ہیں کہ انہوں نے اپنی موت کے قریب کی خبر دی تھی، یہ بھی ہم کئی لوگوں کے بارے میں جانتے ہیں کہ وہ چیزوں کے واقع ہونے سے پہلے بتاتے ہیں تو وہ واقع ہو جاتی ہیں۔

یقیناً کئی بزرگوں نے اس آزمائش کے وقوع کے متعلق آگاہ کر دیا تھا جو کویت (وہ خطرناک عراقی جنگ) میں تھوڑی دیر بعد واقع ہونے والی تھی پھر وہ یقیناً واقع ہوئی۔ ان امور کا شمار ان اشیاء میں ہوتا ہے جو مؤمن کے دل میں ڈالی جاتی ہیں۔ یہ دلالت کے اعتبار سے ظنی ہوتی ہیں، قطعی نہیں ہوتیں اور یہ قرآن کریم کی ان شہادتوں کے نتیجہ میں آتی ہیں جن کی اس نے ہمیں خبر دی ہے، مثلاً ظالم کا ٹھکانہ اس طرح ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرتا ہے، اس کا ٹھکانہ اس طرح ہے۔ لہٰذا یہ قرآنی علوم کی تصدیق ہے اور اخروی جزاء کی مانند، دنیاوی جزاء اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، جس کا نفاذ اس وقت مکمل ہوتا ہے جب وہ چاہتا ہے۔ یقیناً یہ ایک حق سچ چیز ہے اور اس کے بارے میں لوگوں کا دعویٰ کرنا اور خاص کر بعض صوفیہ کرام کا، تو ایک احتمالی اور جائز الوقوع امر ہے، لیکن اس میں جھوٹ' فراڈ اور ناجائز غلو داخل ہو سکتا ہے البتہ یہ ان کے اہل لوگوں کے لئے ثابت ہے، کیونکہ انبیاء کے معجزات اور اولیاء کی کرامات ثابت شدہ امور ہیں جبکہ خود کسی انسان کا کرامت کا دعویٰ کرنا تو یہ ایک غیر محقق اور ظنی امر ہے اور آپ سے اس کی تصدیق کا مطالبہ ممکن

Marfat.com

نہیں اور کبھی اس کا داعی سچا ہوتا بھی ہے اور کبھی جھوٹا، لیکن اصل ثابت ہے اور کرامت ایک شفافیت وفراست ہے، جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''ان من امتی محدثین وان منهم لعمر'' [۳۵] یقیناً میری امت میں سے کچھ محدثین ہیں اور ان میں سے عمرؓ ہیں۔ لہٰذا یہ تقویٰ واستقامت کا نتیجہ ہوتا ہے، اور اس کا فلاں کے پاس ہونا یا فلاں کا دعویٰ کرنا کہ وہ اس کے پاس ہے تو یہ ایک موقوف دعویٰ ہے، جس کے متعلق امکان ہے کہ یہ غرور وفخر کی بناء پر ہو، لیکن آیا کیا منع ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کرامت عطا کرتا ہے؟ ہرگز ایسا نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ان هذا لرزقنا ماله من نفاد'' (سورہ ص، آیت نمبر ۵۴)۔ بے شک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ اور اللہ جل شانہ نے اپنے نبی جناب سلیمان علیہ السلام کو فرمایا: ''هذا عطاؤنا فامنن او امسک بغير حساب'' (سورہ ص، آیت نمبر ۳۹)، یہ ہماری عطا ہے، اب تو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ، تجھ پر کچھ نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بہت کچھ عطا فرمایا اور خاص کر اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو کئی آیات ومعجزات سے نوازا، لیکن اختلاف اس چیز میں ہے کہ ایک انسان کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس کا دعویٰ کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا نہیں فرمایا اور یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اس کی وجہ سے اس کے دوسرے بندوں پر فخر کرے، اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ ہم کسی کیلئے اللہ تعالیٰ کی عطا کا انکار کریں اور اس پر بہتان باندھیں کہ وہ دجال یا جھوٹا ہے، اس اعتبار سے کہ یہ تو ایک غیبی یا باطنی دعویٰ ہے، لہٰذا ہم نے اسلام میں روحانی پہلو کا قتل کر دیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے غیب کے ساتھ ایمان کو اس امت کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت بنائی اور یہ ٹھیک نہیں ہے ایک مسلمان کیلئے جو ''الذين يؤمنون بالغيب'' کی خصوصیت رکھتا ہے، اپنے قرآن کی آیات کو نہ محض مادی بنائے اور نہ ہی محسوسات سے ان کی تفسیر کرے۔ یہ معتزلہ کی رائے تو ہو سکتی ہے، اہل سنت والجماعت کی رائے نہیں ہو سکتی، پوری کائنات اسرار سے بھری ہوئی ہے۔ لہٰذا کتاب اللہ کے ساتھ کیسے ہوگا؟

سوال نمبر 21: کیا رفائی سلسلے کی بنیاد ''برقمة البلبل'' (حرم میں ایک پرندے کا دوسرے پرندے کے ساتھ بات چیت کرنے) پر ہے؟

جواب۔ ''برقمة البلبل'' کا قصہ اس سلسلے کے متاخرین شیوخ میں سے ایک شیخ محمد بہاء الدین رواس کے ہاتھ پر ظاہر ہوا، ان کی وفات تقریباً دو سو سال پہلے ہو چکی ہے، اس شیخ نے ایک کتاب

Marfat.com

''بـرقمة البلبل'' کے عنوان سے تحریر کی۔ جس میں وہ تخیل یا تصور سے کام لیتے ہوئے کہتا ہے کہ ایک پرندہ حرم کعبہ میں دوسرے پرندے کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے، اس کا شمار ادبی تصور کی ایک قسم کے طور پر ہوتا ہے، جس طرح ''ابوالعلاء معری'' [۳۶] کا ''رسالہ الغفران [۳۷]'' ہے جس میں وہ تصور کرتا ہے کہ اس کے اور دوسری چیز کے درمیان مناجات ومکالمے کا سلسلہ ہے، جبکہ یہ علم الادب میں ایک بہت مشہور اسلوب ہے۔

لہٰذا سب سے اہم بات یہ ہے کہ رفاعی سلسلے کے بانی مبانی سید امام رفاعی رحمۃ اللہ علیہ، جو ۵۱۲ھ میں پیدا ہوئے اور چھٹی صدی ہجری میں فوت ہوئے، جبکہ اس کتاب کے مصنف، تو وہ گیارہویں صدی ہجری میں تھے اور رفاعی سلسلہ اس مصنف سے بہت پہلے قائم ہوا تھا۔ اسی طرح اس مصنف کی کئی تالیفات ہیں، شعر، نثر، ادب اور شرعی علوم وغیرہ میں اور یہ شیخ ان حضرات میں سے تھے جو شریعت کے بہت زیادہ پابند اور نیکی پر حرص کرنے والے تھے، گویا یہ عظیم رفاعی سلسلے کے کبار مجددین میں سے تھے، اور یہ کتاب جس کی طرف میں نے ابھی اشارہ کیا ہے، یہ کاتب کے ایک ایسے ادبی خیالی تصور پر مشتمل ہے، جس میں وہ ٹیلوں اور پرندوں سے مناجات کرتا ہے، یہ اسلوب ادب کے اس فن کا حصہ ہے جس کا نام آج کل ''تشخیص طبیعۃ'' یعنی تشخیص فطرت رکھا جاتا ہے جو ادب کے شاندار فنون میں ایک بہترین فن ہے۔

سوال نمبر22: اس وقت کیا تم اسے رفاعی سلسلے کے پیروکاروں میں سے ایک پیروکار کی شطحات میں سے ایک شطحہ شمار کرتے ہو؟

جواب: جب یہ ایسی چیزوں پر مشتمل ہو، جو کتاب وسنت کے خلاف ہے تو یہ شطحہ ہے لیکن جب یہ کتاب وسنت کی مخالفت پر مشتمل نہ ہو تو یہ محض ادبی کارنامہ ہوگا، جس میں تخیل وتصور جائز ہوتا ہے، ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس کتاب کو پڑھیں اور اس پر تبصرہ کریں، پھر اس میں کوئی چیز اگر ایسی پائیں جو کتاب وسنت کے مخالف ہو تو اس سے ہم براءت کا اظہار کریں اور جس طرح میں نے اوپر کہا ہے کہ وہ سلسلہ کے بانیوں میں سے نہیں ہے تاہم وہ ایک نیک شخص ہے جو کتاب وسنت کا پابند تھا اور جہاں تک اس کا ادیب وشاعر ہونا ہے تو شعر وادب میں اس کے لئے دروازہ کھلا ہے، باقی لوگوں کی طرح وہ کسی پر بند نہیں۔

سوال نمبر23: سانپوں، اژدھوں اور درندوں کے ساتھ رفاعی سلسلے کا کیا تعلق ہے؟

Marfat.com

جواب: رفاعی سلسلے کے متعلق آج کل دو چیزیں مشہور ہیں:
1: ہتھیار استعمال کرنا۔ 2: سانپوں، اژدھوں اور خطرناک حشرات الارض پر قبضہ کرنا۔ جبکہ یہ دونوں چیزیں اس سلسلے کے بانی کے دور میں نہیں تھیں کیونکہ آپ کی کسی مجلس کے حوالے سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ اس میں اسلحہ استعمال کیا گیا ہو یا سانپوں و اژدھوں کو پکڑا گیا ہو۔ ہاں ان کے بعد والے خلفاء کے ہاں یہ دونوں چیزیں واقع ہوئیں۔ سید احمد رفاعی کی وفات کے تقریباً سو سال بعد، تاتاریوں نے جب بغداد کو ۶۵۶ ہجری میں فتح کیا اور اس میں تخریب کاری کا بازار گرم کیا، کئی لاکھ مسلمانوں کو ہلاک و قتل کیا تو یہاں سید رفاعی کے کچھ خلفاء آئے، تاکہ اس مادی امت کے لیے، جو صرف محسوسات پر ایمان رکھتی ہے، واضح کریں کہ یہ قوت جس کے ساتھ وہ فخر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ ان کیلئے مسخر کردے تو وہ تاتاریوں کے مقابلے میں اس طرح کے کام کرنے کیلئے کھڑے ہوئے، مثلاً اسلحہ استعمال کرنا، سانپوں کو پکڑنا، آگ میں داخل ہونا اور اس کے علاوہ ایسے کام جو تاتاریوں کے مقابلے میں ردعمل کے طور پر ایجاد کئے گئے تھے۔ یہ چیزیں بلاشبہ کئی لوگوں کو اسلام میں داخلے کا سبب بننے کے ساتھ ساتھ اس وقت کے مسلمانوں پر تاتاریوں کی زیادتیوں کے روکنے میں آڑ بنی تھیں۔ اور یہیں سے یہ کہنا ممکن ہے کہ یہ دین میں کوئی بدعت وغیرہ نہیں ہے کیونکہ جو چیز جائز ہے کہ وہ نبی کیلئے معجزہ ہو، تو جائز ہے کہ وہ ولی کیلئے کرامت ہو، اس طرح کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو اس نے آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچایا، اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی ایک شخص کیلئے آگ کو مسخر کر دے، جس طرح یہ چیز صحابی ابومسلم خولانی کو بطور کرامت عطا ہوئی تھی، جسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الزھد'' میں اور امام ابن الجوزی نے ''صفۃ الصفوۃ'' میں ذکر کیا ہے۔ (اس کا ذکر کتاب الحلیۃ نمبر ۱۰۳، ابومسلم الخوالانی جلد پنجم میں بھی ہے۔ مترجم)
اللہ تعالیٰ نے سید احمد رفاعی کے متبعین کیلئے آگ کو یقیناً مسخر کیا تھا، ان میں کچھ آگ میں داخل ہوتے یا انہوں نے اس کو اٹھایا، تو وہ انہیں نقصان نہیں دیتی، وہ اسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اٹھاتے ہیں نہ کہ فخر کے طور پر، بلکہ یہ کرامت کا حصہ ہے، جس طرح لوگ تعجب کا اظہار کرتے تھے جب جناب موسیٰ علیہ السلام سانپ کو پکڑتے تھے اور وہ انہیں نقصان نہیں پہنچاتا تھا اور ایسا ہی رفاعی کے پیروکار کرتے ہیں، تو اگر یہ نبی کے لیے معجزہ تھا تو ولی کیلئے کرامت کے طور پر ظاہر ہونے میں کوئی

Marfat.com

رکاوٹ نہیں ہے، لہٰذا وہ چیزیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کیلئے مسخر کیا، تو وہ قادر ہے کہ انہیں صادقین واتقیاء کیلئے مسخر کردے، اسی وجہ سے اس چیز کو محترم رفاعی حضرات جو اس کے ماہر ہیں، بوقت ضرورت استعمال کرتے ہیں۔ البتہ جہاں تک میری ذات کا مسئلہ ہے تو میرا طریقہ ان چیزوں سے دور رہنا ہے اور دوسروں کی بھی ان پر حوصلہ افزائی نہ کرنا ہے۔ اسی وجہ سے میں نے قطعی طور پر اپنی مجالس میں ان چیزوں پر پابندی لگائی ہوئی ہے، میں کہتا ہوں اگر یہ جائز ہیں تو صرف چیلنج کے وقت ہیں، یقیناً یہ چیز روس کے ایجنٹوں کے ساتھ پیش آئی تھی، جب وہ شام میں آئے تھے اور ان کیلئے اس سلسلے کے پیروکاروں نے ان کو چیلنج کرتے ہوئے ایمان واسلام میں داخل ہونے کے مقابل اعلان کیا تھا اور یہ کر بھی دکھایا تھا۔

اسی طرح جہاں تک اژدھوں کا مسئلہ ہے، تو وہ جب تک لوگوں سے نقصان دور کرنے کیلئے ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اب ہمیں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ یہاں کچھ ایسے خاص لوگ ہوں، جن کی وجہ سے ایمان کو غیبی چیزوں کے ساتھ ثابت کیا جاسکے تاکہ ان سے غافل لوگوں کے دلوں کو جگایا جاسکے اور مادہ پرست وملحدین پر حجت قائم کی جاسکے۔

سوال نمبر 24: رفاعی سلسلے نے اپنی خلوت کی ابتداء کیلئے گیارہویں محرم کو کیوں منتخب کیا ہے؟

جواب: مجھے اس کے ثبوت کا پتہ نہیں لیکن، جو میں جانتا ہوں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محرم کے روزوں کی ترغیب دیتے ہیں، لہٰذا اس چیز کا خلوت کے ساتھ ربط ہے کیونکہ اس میں ایک تو کھانے پینے کی قلت یا امتناع کا ہونا ضروری ہے اور دوسرا اس کا ہجری سال کے آغاز میں بھی ہونا ہے، تاکہ توبہ کی ابتداء نئے سال کے ساتھ ہو اور اسی طرح محرم حرمت والے مہینوں میں سے بھی ہے جس میں نیک کام مستحب ہے اور مزید اس میں عاشوراء ہے۔ لہٰذا امکان یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں خلوت کے آغاز کیلئے بہتر ہوں، اگرچہ اس سلسلے کے متاخرین مشائخ کے ہاں اس وقت کی پابندی کوئی معنیٰ نہیں رکھتی۔

سوال نمبر 25: اور خلوت میں تم ہر ذی روح چیز کے کھانے سے کیوں رک جاتے ہو؟

جواب: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ عیسائیوں کے مشابہ ہے، لیکن طبی نقطہ نگاہ سے یہ متفقہ حقیقت ہے کہ گوشت کا کھانا دل کو سخت کرتا ہے جبکہ سبزیوں کے فوائد بہت زیادہ ہیں، کیونکہ مقصد اللہ تعالیٰ کیلئے نفس کو ذی روح چیزوں کے کم کھانے سے متواضع ومنکسر المزاج بنانا ہے، جس کا

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ اس انسان نے ایک نئی زندگی کا آغاز کرنا، شہوات کو ختم کرنا اور اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے، جبکہ اس میں ہماری مراد دوسرے ادیان کے اصحابِ رائے کی تقلید کرنا نہیں ہوتی۔

سوال نمبر 26: انٹرویو کے اختتام پر کوئی اہم بات۔

جواب: میں یہ کہنا پسند کروں گا کہ تصوف، اسلام میں ایک روحانی پہلو ہے، جس کا انکار یقیناً شریعت میں روحانی پہلوؤں اور چشموں کا خشک کرنا ہے جبکہ یہ علوم میں ایک ایسا علم اور مسالک میں ایک ایسا مسلک ہے جس میں شطحات داخل ہوئی ہیں جس طرح باقی علوم وفنون میں داخل ہوئیں اور اس کے علاوہ یہ کہ مریدین بھی انسان ہیں، ان پر بھی وہ چیزیں طاری ہوتی ہیں جو دوسرے لوگوں پر طاری ہوتی ہیں، لیکن یہ چیزیں ہمیں یہ دعوت نہیں دیتی کہ ہم لوگوں کے معاملات اور ان کے حقوق میں ناانصافی کریں اور نہ یہ جائز ہے کہ ہم تصوف وصوفیہ کرام کا اسلام کے کئی علاقوں میں پھیلانے کا انکار کریں، جس طرح افریقہ، مشرقی ایشیاء اور مغرب کے علاقے میں، مزید برآں میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ تصوف کسی عقیدہ کا نام نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور عبادتی پہلو میں اضافہ ہے اور صوفی ایک ایسا شخص ہوتا ہے جو کتاب وسنت کا مکمل طور پر پیروکار اور اہلسنت والجماعت کا عقیدہ رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت چاروں مذاہب میں سے کسی ایک کے متبع کے طور پر کرتا ہے البتہ وہ دوسروں سے بڑھ جاتا ہے کیوں کہ اس نے اپنے اوپر کچھ زیادہ عبادات، اور طاعات کو فرض کئے ہوئے ہے تاکہ مقام احسان میں آگے بڑھا جائے جس طرح حدیث قدسی میں آیا ہے:۔ ''وما یزال عبدی یتقرب الیَّ بالنوافل حتی احبه''۔ [۳۸]

میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔ اس کا مذہب بھی مذاہب مسلمین پر کوئی اضافہ نہیں ہوتا، بلکہ مرید اپنے اوپر کچھ تکالیف بڑھا لیتا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرسکے۔

اور یہ ہمیں انتہائی افسوس کے ساتھ بات کرنی ہے کہ کوئی امت ایسی نہیں جو آپس میں اتنی زیادہ لڑتی جھگڑتی ہو، جتنی آج کل امت محمدیہ ایک دوسرے کے پیچھے پڑی ہوئی ہے، بلکہ یہود ونصاریٰ سے سبقت لے جانے کی پوزیشن میں ہے، خواہ ایک دوسرے کی تکفیر سے کتابیں ورسالے شائع کرنا ہو یا ایک دوسرے پر شرک وکفر کے فتاویٰ جاری کرنے ہوں، یہی چیزیں دراصل مسلمانوں

Marfat.com

کے پیچھے رہ جانے کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہے۔ایسے وقت میں ہمیں چاہیے کہ اپنی کوششیں برائیوں کو ختم کرنے اور مغرب میں اسلام کو عام کرنے میں حکمت و بہترین نصیحت کے ساتھ صرف کریں۔

میں صوفی فکر کے حوالے سے اعلانیہ طور پر اپنے اور سلفی علماء کے درمیان مباحثے کیلئے تیار ہوں، تاکہ ہم تصوف وصوفیہ کے حوالے سے اس التباس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہٹا سکیں۔

حواشی

1: یہ حدیث جبریل علیہ السلام کا حصہ ہے جس میں وہ نبی کریم سے اسلام، ایمان اور احسان کے متعلق دریافت کرتے ہیں، اور یہ ایسی حدیث ہے جس کی تخریج پر صحاح ستہ نے اتفاق کیا ہے، مثال کے طور پر اسے صحیح مسلم، کتاب الایمان، (راوی عمرؓ) اور مسند امام احمد، باب الایمان، والاسلام والاحسان میں دیکھ سکتے ہیں۔

2: صحیح بخاری، کتاب الرقاق میں یہ الفاظ ہیں: ''اعمل لدنیاک کأنک تعیش أبداً کن فی الدنیا کأنک غریب'' اپنی دنیا کے لئے کام کر گویا تو ہمیشہ رہے گا اور دنیا میں رہے گویا کہ تو اجنبی ہے۔

3: اس حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ہے۔''توفی رسول اللہ و درعه مرهونة عند یهودیّ بثلاثین صاعًا من شعیر ''رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی (دیکھئے: السنن الکبریٰ، جلد ششم ص، ۳۶) بخاری شریف میں ''عند یهودیّ'' کی جگہ ''ثم زفر'' کے الفاظ ہیں، (دیکھئے: صحیح بخاری، جلد اوّل، ص، ۳۴۱) آپ ﷺ کے وصال کے بعد یہ زرہ حضرت ابوبکرؓ اور ایک روایت کے مطابق حضرت علیؓ نے چھڑائی، (دیکھئے: فتح الباری، جلد پنجم، ص ۱۴۲، حدیث نمبر ۲۳۷۴) جبکہ مسند اسحاق بن راہویہ میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے چھڑائی اور حضرت علیؓ کے حوالے کی، البتہ وصال سے پہلے چھڑانے کا قول بھی ہے لیکن یہ قول حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف ہے۔ (دیکھئے: جلد پنجم ص، ۱۴۲) اس یہودی کا نام وکنیت ابوشحم تھی، بنی ظفر کا فرد تھا اور تعلق قبیلہ اوس سے تھا اور ان کے حلیف تھے (دیکھئے، عمدۃ القاری، جلد سیزدہم، ص، ۲۸)۔

Marfat.com

4: اس کا ذکر کتاب کے شروع میں ''صوفی شیخ بننے کی شروط'' میں آ چکا ہے۔

5: دیکھئے: رسالہ قشیریہ (ابو القاسم عبد الکریم قشیری علیہ الرحمہ (متوفی ۴۶۵ھ) اردو ترجمہ، ڈاکٹر پیر محمد حسن، ص ۶۰، مطبوعہ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، سالِ اشاعت ۱۹۷۰ء،) یہاں ایک اور قول بھی امام جنید بغدادی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) کی طرف منسوب ہے، آپ نے فرمایا: ''ہمارا یہ علم حدیث رسول ﷺ سے مضبوط ہے۔''

6: اس طرح کا ایک قول حضرت ابو یزید بسطامی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۶۱ھ) کی طرف منسوب ہے، آپ نے فرمایا: ''اگر تم کسی شخص کو دیکھو جو کرامات سے نوازا گیا ہے، یہاں تک کہ ہوا میں اڑتا ہے تو اس سے مرعوب نہ ہوں یہاں تک کہ اسے دیکھ لو کہ وہ اوامر، نواہی، محافظتِ حدود اور ادائیگی شریعت میں کتنا آگے ہے، (دیکھئے رسالہ قشیریہ اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن، ص ۴۳، ۴۴)

7: دیکھئے: فتاویٰ کبریٰ، شیخ ابن تیمیہ علیہ الرحمہ (متوفی ۷۲۸ھ)، جلد گیارہ، ص ۱۷

8: صحیح مسلم کتاب الایمان (راوی ابن مسعود)

9: یہ کتاب مولانا ابو الحسن علی ندوی علیہ الرحمہ کی ہے، جسے دار الفتح بیروت، لبنان نے نشر کیا ہے، اس کے کل صفحات ۱۷۴ ہیں، مکتبہ ندوۃ العلماء لکھنؤ سے بھی مل سکتی ہے، اس میں مصنف نے تصوف کو ''ربانیہ'' کا نام دیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ نام، اصطلاحات، مسمیات کی کوئی حیثیت نہیں، وہی دین اسلام کا روحانی پہلو ہے جس پر آنحضور ﷺ اور آپ کے اصحاب وغیرہ تھے۔ یہ کتاب بظاہر اوسط ضخامت کی ہے۔ لیکن اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ایک ضخیم کتاب کا مواد بن سکتا ہے۔

10: مشہور حدیث نبوی ہے'' خیر الناس من ینفع الناس '' تقریباً صحاح کی تمام کتب میں موجود ہے مثلاً، مسلم، کتاب الامارۃ، ۵، ترمذی، کتاب الفتن، ۱۵، ابن ماجہ، مقدمہ، ۱۱، احمد بن حنبل ۳/۲۶، ۲۷، ۴۱

11: یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ کتب حدیث میں وارد ہے مثلاً: اذا من کفر (الرجل) أخاہ رجلاً فقد باء بھا أحدھما " ، اور " أیما رجل کفر رجلاً....." (دیکھئے صحیح مسلم، کتاب الایمان، اور احمد بن حنبل ۲/۲۳، ۱۴۲، (مزید تفصیل کے لئے فتویٰ دیکھئے، شیخ الازہر ڈاکٹر محمد طنطاوی)

12: یہ ایک پورا واقعہ ہے، دراصل انہوں نے جب اپنی کتاب، '' البحر المورود فی المواثیق والعھود '' تحریر کی تو حاسدین نے اس سے چالیس کے قریب نسخے تیار کر کے اپنے نام سے چھاپ کر تھوڑے تصرف کے ساتھ بیچنا شروع کر دیا۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ''لطائف المنن والاخلاق'' امام عبد الوهاب شعرانی

Marfat.com

علیہ الرحمہ (متوفی ۹۷۳ھ)، جلد دوم، ص ۱۹۰، المطبعۃ المیمنیہ، مصر، سالِ اشاعت ۱۳۲۱ھ اور ''الیواقیت والجواہر'' امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ، جلد اول، ص ۹، مطبعۃ الازہریۃ المصریۃ، ۱۳۰۵ھ، اور ''حقائق عن التصوف، عبدالقادر عیسیٰ شاذلی علیہ الرحمہ، ص ۵۰۸، مطبوعہ دیوان پریس انگلینڈ، اور ''شذرات الذہب'' عبدالحی بن عماد حنبلی علیہ الرحمہ متوفی ۱۰۸۹ھ، جلد ہشتم ص ۳۷۴، مطبعۃ القدسی، مصر، سالِ اشاعت ۱۳۵۱ھ

13: یہ حدیث صحیح بخاری: ''کتاب الایمان'' میں بھی موجود ہے۔

14: اسے حرملہ نے اپنے شیخ ابن حجر سے نقل کر کے اپنی کتاب: ''جمعہ لحدیث ابن وھب'' میں ذکر کیا ہے (الاصابۃ، جلد چہارم، ص ۹۸) اور کہا اس کی سند حسن ہے اور اسے بیہقی نے ''الدلائل'' ۶/۳۷۰ اور اللالکائی نے ''شرح السنۃ'' اور ابن الاعرابی نے ''کرامات الاولیاء'' میں روایت کیا ہے، تمام نے ابن وھب کے طریق سے نقل کیا (راوی ابن عمر رضی اللہ عنہما)

15: مریم علیہا السلام کے متعلق دیکھئے، سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر ۳۷

16: ارشادِ خداوندی ہے۔ ''قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ'' (سورۃ النمل، آیۃ نمبر ۴۰)

17: معجزاتِ عیسیٰ علیہ السلام، سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر ۴۹

18: یقین کے معنی زوالِ شک کے ہیں، اسی وجہ سے سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا فرمان ہے ''الیقین ارتفاع الشک'' (دیکھئے ''اللمع فی التصوف''، ابونصر سراج علیہ الرحمہ مطبوعہ بریل لیڈن، ص ۷۰ اور ''التعرف لمذھب اھل التصوف'' ابوبکر کلاباذی، مطبوعہ بریل، لیڈن، ص ۷۳) جبکہ صحاح میں جوہری کی تحقیق کے مطابق یقین علم کی صفت ہے جو کہ معرفت سے بلند ہے، اس حوالے سے سادات صوفیہ کی تعلیمات بہت واضح ہیں، چنانچہ عوارف المعارف میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ''بشری حجابات اٹھ جانے کے بعد دل میں جو نور پیدا ہوتا ہے اس کا نام یقین ہے، اسی سے ذوق وشوق کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ اس سے وہ یقین مراد نہیں ہے جو محض دلائل کی مدد سے حاصل ہو۔''

بالکل اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) اپنی کتاب: ''ازالۃ الخفاء'' میں یہ کہتے ہیں یہاں یقین سے مراد وہ یقین خاص ہے جو بطریق موہبت صالحین امت کو نصیب ہوتا ہے، اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں یادداشت کا نام دیا جاتا ہے نہ کہ وہ یقین جو استدلال یا تقلید سے پیدا ہوتا ہے۔

اب یقین کی اقسام کی طرف آتے ہیں تو وہ، تین قسم کا ہوتا ہے:

i) علم الیقین (ii) عین الیقین (iii) حق الیقین

Marfat.com

علم الیقین سے مراد وہ یقین ہوتا ہے جو معتبر شہادتوں اور اسناد سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ، ملائکہ، جنت و دوزخ اور آخرت وغیرہ کا علم ہمارے ایمان کا جز و لازم ہے، اور عین الیقین سے مراد وہ علم ہوتا ہے جو کسی چیز کو خود آنکھوں سے دیکھ کر حاصل ہو، تاہم اس سے بھی شبہ کی گنجائش رہ جاتی ہے اگر چہ آدمی کسی چیز کو دیکھ تو لیتا ہے مگر اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا، جبکہ حق الیقین سے مراد وہ یقین ہوتا ہے کہ انسان جن چیزوں کا علم رکھتا اور انہیں دیکھتا ہے ان کی حقیقت سے بھی واقف ہے، اسی کے متعلق حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ حق الیقین یہ ہے کہ انسان کو یقین کامل ہو۔

حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ علم الیقین علماء کا درجہ ہے کیونکہ وہ احکامِ امور پر استقامت فرماتے ہیں اور عین الیقین عارفوں کا مقام ہے کیونکہ وہ معرفت کی استعداد رکھتے ہیں اور حق الیقین دوستوں کے فناء کا مقام ہے کیونکہ وہ کل دنیا سے منہ موڑے ہوئے ہوتے ہیں، علم الیقین مجاہدہ، عین الیقین موانست اور حق الیقین مشاہدے سے حاصل ہوتا ہے۔ پہلا عام، دوسرا خاص اور تیسرا اخص الخاص ہوتا ہے۔

19: یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) کے دور میں بھی مشہور تھی، چنانچہ حضرت جریری رحمہ اللہ علیہ (متوفی ۳۱۱ھ) کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت جنید علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ اہل معرفت کو خدا رسیدہ ہو جانے کے بعد اعمال صالحہ کی حاجت رہتی ہے؟ تو حضرت جنید علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ "ان هذا قول قومٍ تكلموا باسقاط الأعمال وهذا عندى غريمة والذى يسرق ويزنى أحسن حالاً من الذى يقول هذا، وان العارفين بالله اخذوا الاعمال عن الله، واليه رجعوا، ولو بقيت الف عام لم أنقص أعمال البر ذرّة الا أن يحال بى دُونها، وانها لأوكد فى معرفتى وأقوىٰ فى حالى" یقیناً یہ ایسے لوگوں کی بات ہے جو اسقاط اعمال پر دلائل دیتے پھرتے ہیں، میرے نزدیک تو ایسا کہنا گناہ کبیرہ سے بڑھ کر بڑا خوفناک گناہ ہے اور جو شخص چوری یا زنا کا ارتکاب کرتا ہے وہ بھی ایسے شخص سے جو ایسی باتیں منہ سے نکالتا ہے، اپنے حال میں زیادہ بہتر ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ عارفین نے یہ اعمال اللہ تعالیٰ ہی سے حاصل کئے ہیں اور یہی اعمال سرانجام دیتے دیتے خدا کی طرف لوٹ گئے ہیں۔ اگر میں ہزار سال بھی زندہ رہوں اور روز بروز میری روحانی ترقی ہوتی رہے تب بھی میں اپنے اعمال میں سے ذرہ برابر بھی کمی نہ کروں گا ماسوا اس کے کہ کوئی عذر یا مجبوری لاحق ہو جائے، بلاشبہ یہی اعمال خیر تو میری معرفت کو مضبوط کرتے اور میرے حال میں قوت و استحکام کا باعث بنتے ہیں۔ (دیکھئے طبقات الصوفیۃ: شیخ ابو عبدالرحمٰن سلمی علیہ الرحمہ (متوفی ۴۱۲ھ) ص: ۱۵۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی مصر، اور رسالہ قشیریہ: شیخ ابو القاسم عبدالکریم قشیری علیہ الرحمہ (متوفی ۴۶۵ھ) ص، ۱۴۲، مطبوعہ

Marfat.com

دارالکتاب العربیہ، مصر)

اس سے ملتی جلتی بات احمد امین مصری نے اپنی کتاب: ظہر الاسلام''، جلد دوئم، ص ۶۴ (مطبوعہ مکتبۃ النھضۃ المصریۃ، القاھرۃ، ۱۹۵۲ء) پر بھی لکھی ہے لیکن افسوس کہ اس کا ثبوت فراہم کرنے سے قاصر رہے ہیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ کچھ صوفیہ نے مکمل طور پر دینی شعائر کا التزام نہیں کیا بلکہ یہ تک کہا، جو ولایت کے درجے تک رسائی حاصل کر لیتا ہے وہ مظاہر (تکالیف) سے آزادی پالیتا ہے۔ البتہ اس نے بعد میں یہ بھی کہا: ''اوّلین صوفیہ نے شریعت کی پوری پابندی کی تھی اور عمل پر لوگوں کو آمادہ کیا کرتے تھے لیکن بعد میں کچھ آئے جنہوں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی بلکہ یہ تک عام کر دیا کہ معصیت ولایت کو مانع نہیں ہے یہاں تک کہ حلاج علیہ الرحمہ پر الزام لگایا گیا کہ وہ عدمِ حج کا داعی ہے اور اپنے گھر کے اندر ایک کمرے کے حج پر اکتفاء کرنے والا ہے اور ہم نے ابوحیان توحیدی علیہ الرحمہ کے متعلق سنا کہ اس نے ایک رسالہ: ''حج عقلی'' کے نام سے تحریر کیا تھا اگرچہ ہماری کوشش کے باوجود وہ نہیں ملا''۔ تاہم اسی باب کے آخر میں وہ خود اعتراف کرتا ہے کہ کچھ صوفیہ صادقین جیسے غزالی علیہ الرحمہ اور محی الدین ابن العربی علیہ الرحمہ وغیرہ نے تصوف کے ساتھ ساتھ علمی مسائل میں بھی بہت کچھ تحریر کیا ہے ہاں البتہ انہوں نے جب علمی میدان میں لکھا تو متنبہ و مدقق کی حیثیت سے لکھا لیکن جب تصوف کے بارے میں تحریر کیا تو ان پر عشق، رمز اور وجدان کی کیفیت ہوتی تھی اور اگر ان پر مکمل طور پر جنون طاری ہوتا تو کسی صورت علمی مسائل پر تحریر نہ کر سکتے۔

20: اس کے متعلق احمد امین مصری نے اپنی کتاب ظہر الاسلام (جلد دوئم اور خاص کر چہارم) میں بہت کچھ لکھا ہے، مثلاً جلد دوئم صفحہ ۷۶ پر لکھتا ہے کہ امام غزالی علیہ الرحمہ جو بیک وقت صوفی وفقیہ تھے انہوں نے اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے کہ حلاج ایک مومن صوفی انسان تھا لیکن اس پر متصوفہ کا حال غالب آ گیا تو اس نے شطحات کا ارتکاب کیا اور ایسی ایسی باتیں شروع کر دیں جنہیں فقہاء وعلماء سمجھ نہ سکے۔

21: ابن العربی کے متعلق بھی ابھی حاشیہ میں گزرا ہے کہ وہ صوفیہ صادقین میں سے تھے۔

22: اس الزام کا جواب اس سے پہلے والے باب: ''صوفیہ اور علم، عمل اور جہاد فی سبیل اللہ'' ''رھبان اللیل و فرسان النھار'' میں گزر چکا ہے۔

23: طبقات الحنابلۃ جسے چھٹی صدی ہجری کے ایک عالم قاضی ابوالحسین محمد بن ابی یعلی (متوفی ۵۲۶ھ) نے لکھا اور یہ مطبعۃ السنۃ المحمدیہ مصر سے چھپ چکی ہے۔ جبکہ ''طبقات الشافعیہ'' اسے آٹھویں صدی ہجری میں شیخ عبدالوھاب بن علی سبکی (متوفی ۷۷۱ھ) نے ترتیب دیا اور یہ بھی مصر سے چھپ چکی ہے۔

Marfat.com

24: مؤطا احمد بن حنبل میں اس طرح کے الفاظ ہیں: " شرار کم عذابکم وارا ذل موتاکم عذابکم " ۱۶۲/۵۔

25: مشہور حدیث ہے، مشکوٰۃ المصابیح کے علاوہ مؤطا امام مالک، ضحایا، ۸ میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

26: چنانچہ والدین کی قبور کی زیارت کے حوالے سے حضرت محمد بن نعمان آنحضور سے مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "من زار قبر أبويه أو احدهما في كل جمعة غفرله وكتب برا " (رواہ البیھقی فی شعب الایمان مرسلاً) جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ کے دن زیارت کی اسے بخش دیا جاتا ہے اور نیکو کار لکھ دیا جاتا ہے۔ (اسے بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے) اور مشکوٰۃ میں باب زیارۃ القبور میں بھی یہ موجود ہے۔

27: مشکوٰۃ شریف کتاب العلم میں مسلم شریف کے حوالے سے یہ حدیث یوں موجود ہے: " اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاث : صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعوله "۔

28: یہ حدیث بھی مشہور کتب حدیث میں موجود ہے مثلاً: بخاری، وضوء۔ ۵۵، ۵۶، ادب، ۴۶، ۴۹، طہارۃ، ۱۱۱، اور ترمذی، طہارۃ، ۵۳ وغیرہ۔

29: تفسیر ابن کثیر، حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)، ص ۵۲۰، امجد اکیڈمی اردو بازار لاہور، ۱۹۸۲ء میں ہے کہ اس نے کہا: "قد جئتک مستغفراً لذنبی مستشفعاً بک الی ربی" یقیناً میں اپنے گناہوں کی مغفرت اور اپنے رب کی طرف تجھے شفاعت کرنیوالا بنانے آیا ہوں۔ پھر یہ شعر پڑھے۔

يا خير من دفنت بالقاع أعظمه	فطاب من طيبهن القاع والأكم
نفسي الفداء لقبر أنت ساكنه	فيه العفاف وفيه الجود والكرم

اے خطہء ارض کے عظیم ٹکڑے میں مدفون بہتر انسان! اس کی خوشبو سے تمام ٹکڑے معطر ہو گئے۔
میری جان اس قبر پر قربان جس میں آپ آرام فرما رہے ہیں اور جس میں پاکیزگی، سخاوت اور مہربانی ہے۔

30: اسی حوالے سے مشکوٰۃ شریف باب الدعوات میں مسلم شریف کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن بسر سے مروی ہے کہ: "فقال أبي و أخذ بلجام دابته : أدع الله لنا فقال اللهم بارک لهم فيما رزقتهم واغفرلهم وارحمهم " تو میرے باپ نے عرض کیا اس حال میں کہ انہوں نے آپ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑی ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کرو! تو آپ ﷺ نے کہا، اے اللہ! ان کی اس روزی میں

Marfat.com

برکت فرما جو تو نے ان کو عطا کی اور ان کی بخشش فرما اور ان پر رحم و کرم فرما۔

31: مؤطا امام احمد بن حنبل: ۲۲۲/۴ میں ایک حدیث یوں ملتی ہے: "ان الانساب یوم القیامة تنقطع غیر نسبی و سببی و صھری" یقیناً میرے نسب، سبب اور سسرال کے علاوہ تمام نسب منقطع ہو جائیں گے۔

32: اسی حوالے سے حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے: "اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله" (رواہ السلمی فی طبقاتہ) مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور کی مدد سے دیکھتا ہے (اسے سلمی نے اپنے طبقات میں روایت کیا ہے۔) اور اسے عسکری نے بھی "الامثال" میں محمد بن یزید اُدی کے طریق سے، وہ محمد بن کثیر سے بیان کرتے ہیں۔ مزید برآں "لأمثال" میں ہی عسکری نے عمیر بن ہانی کی حدیث سے وہ ابو الدرداء سے ان کا یہ قول ذکر کرتے ہیں: "اتقوا فراسة العلماء فانهم ینظرون بنور الله، انه شیئ یقذفه الله فی قلوبهم وعلی ألسنتهم" علماء کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتے ہیں، بلاشبہ یہ ایک ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں اور ان کی زبانوں پر ڈالتا ہے، (مزید دیکھئے، ترمذی، کتاب التفسیر، راوی ابو سعید خدری)

33: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ولی وہ ہوتا ہے جس سے کثرتِ کرامات کا ظہور ہو، یہ خیال سراسر غلط ہے، اس لئے کہ خوارق عادات کا اظہار تو غیر مسلموں سے بھی ہو سکتا ہے اور ہندو جوگی وغیرہ ایسا کرتے رہے ہیں، لیکن ولی کے انتخاب کے لئے اصلی چیز تو استقامت ہے نہ کہ کرامت: کہا گیا ہے کہ "الاستقامة فوق الکرامة" یعنی استقامت کو کرامت پر فوقیت و برتری ہے، اسی وجہ سے ابن عطاء اللہ سکندری علیہ الرحمہ (متوفی ۷۰۹ھ) فرماتے ہیں۔ "کن طالب الاستقامة ولا تکن طالب الکرامة فان نفسک تهزک لطلب الکرامة ومولاک یطالبک بالاستقامة ولا تکون بحق ربک أولی من أن تکون بحظ نفسک" (الحکم العطائیة، دار الکتاب العلمیة بیروت، لبنان، ۲۰۰۳ء) استقامت کا طالب بن! کرامت کا طالب نہ بن کیونکہ تیرا نفس تجھے طلب کرامت پر آمادہ کرتا ہے جبکہ تیرا مولیٰ تجھ سے طلب استقامت کا مطالبہ فرماتا ہے تیرے لئے اپنے رب کے حق میں ہونا اپنے نفس کے حصے میں شامل ہونے سے زیادہ بہتر ہے۔

34: کشف کی مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: مقدمۃ ابن خلدون، عبد الرحمن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) ص ۳۲۹، مطبوعہ مطبعۃ البھیۃ، مصر، اور احیاء علوم الدین، امام ابو حامد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ)، جلد سوئم ص ۱۱،

35: مشکوۃ المصابیح، باب مناقب عمرؓ میں ایک متفق علیہ حدیث مذکور ہے، جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں: "عن ابی

Marfat.com

هريرة قال قال رسول الله ولقد كان فيما قبلكم من الأمم محدثون فان يك في أمتي أحد فانه عمر ''حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں محدثین تھے میری امت میں اگر کوئی ہوتو وہ یقیناً عمرؓ ہے، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (جلد گیارہ، صفحہ۲۹۲، مکتبہ امدایہ ملتان) میں ملاعلی قاری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ یہ بخاری کے الفاظ ہیں جبکہ مسلم میں الفاظ تو یہی ہیں لیکن روایت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے، احمد اور بخاری نے ابوہریرہ ﷺ سے اور احمد، مسلم، ترمذی اور نسائی نے عائشہ سے روایت کیا ہے۔ ہاں بخاری نے اسے ایک اور طریق سے ابوہریرہ ہی سے روایت کیا ہے کہ:''قال رسول الله لقد كان فيمن قبلكم من بني اسرائيل رجال يكلمون من غير أن يكونوا أنباء فان يكن في أمتي أحد فانه عمر ''۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ مکلمین حضرات تھے باوجود اس کے وہ نبی نہیں تھے لہٰذا اگر میری امت میں کوئی ہوتو وہ یقیناً عمرؓ ہے۔

محدثون کا معنی جنہیں بہتر الہام عطا کیا جائے۔اور الہام: القاء الخير في قلب الغير على طريق الفيض ''دوسرے کے دل میں از راہِ فیض خیر ڈالنا ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے ظاہر پر محمول کیا جائے اور معنی اس طرح ہوگا کہ ان سے فرشتے بغیر وحی خداوندی باتیں کرتے ہیں۔ الغرض یہ یقیناً ایک بہت بڑی فضیلت ہے۔

36: اس کا پورا نام احمد بن عبداللہ بن سلیمان تنوخی ہے، لیکن مشہور ابوالعلاء معری سے ہوا، یہ نجیب الطرفین حکیم و فلسفی معرہ میں ۳۵۳ھ میں پیدا اور ۴۴۸ھ میں فوت ہوا، چار برس کی عمر میں چیچک کے حملے کا سامنا کیا، جس کی وجہ سے بائیں آنکھ جاتی رہی اور داہنی آنکھ میں بھی جالا پڑ گیا اور اندھے پن کی حالت میں بڑھا، سب سے پہلے عربی زبان میں کمال مہارت حاصل کی، بعد ازیں اس کی آگے تعلیم شروع کر دی، خود زبان عربی کی باریکیوں اور ترکیبی خصائص میں بحث و تحقیق کرنے لگا یہاں تک کہ اس حوالے سے تمام ہم عصر علماء سے بازی لے گیا، ایک شعر بہت مشہور ہے جسے اس نے اپنی قبر پر کندہ کرنے کی وصیت کی تھی: هذا جناه أبي عليّ ، وما جنيت على أحد

یہ میرے اوپر میرے باپ کی زیادتی ہے لیکن میں نے کسی پر کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں کی۔

اس کی بیشتر ''تصانیف''، صلیبی حروب میں تلف ہو گئیں صرف ''سقط الزند''، ''لزومیات''، ''درعیات''، ''مجموعۂ مکاتب''، ''رسالۃ الملائکۃ'' اور ''رسالۃ الغفران'' بچ گئے، (دیکھیے: تاریخ ادب عربی، احمد

Marfat.com

حسن زیات (اردو ترجمہ عبدالرحمٰن طاہر سواتی) مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۴۶۱ سال اشاعت، ۱۹۶۱ء)

37: رسالۃ الغفر ان میں ابوالعلاء معری (متوفی ۴۴۹ھ) عالم تخیل میں ایک ایسے آدمی کو پیش کرتا ہے جو آسمان میں پہنچ جاتا ہے اور وہاں جو کچھ دیکھتا ہے اسے بیان کرتا ہے، اس کتاب میں اس نے نہایت عمدگی اور ڈرامائی انداز میں شعراء، راویان شعر اور نحاۃ پر تنقید کی ہے، یہ رسالہ دراصل ڈانٹے کی ڈیوائن کامیڈی اور ملٹن کی ''جنت گم گشتہ'' سے بہت مشابہ ہے، ڈانٹے اطالوی شاعری کا مایہ ناز شاعر اور ''الوھیاتی نغمہ'' کا مصنف ہے۔ ۱۲۶۵ء میں پیدا اور ۱۳۴۱ء میں فوت ہوا جبکہ ملٹن مشہور انگریز شاعر ہے، کرمویل کا سیکرٹری تھا، اس کی وفات کے بعد پریشان حالی کا شکار ہو کر گمنام اور بالآخر آنکھوں سے ہاتھ دھو بیٹھا، اس نے اپنا شہرۂ آفاق، ''دیوان فردوس گم گشتہ'' اپنی بیوی اور بیٹی کو املاء کرایا، اس کی یہ تصنیف انگریزی شاعری کا ایک اہم ستون اور انسانی خیال آفرینی کا نادر نمونہ ہے۔ ۱۶۰۸ء میں پیدا اور ۱۶۷۴ء میں فوت ہوا۔

38: بیہقی نے ''الزھد'' (۶۹۳) میں اسے عروہ بن زبیر کے مولیٰ ابوحمزہ عبدالواحد سے، وہ عروہ بن زبیر سے، وہ مرفوعاً عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''لا یزال عبدی......'' اور اسے ابونعیم اصفہانی نے اپنی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں ہشام کتانی سے وہ مرفوعاً انس سے وہ جبریل سے روایت کرتے ہیں۔

Marfat.com

خاتمہ

1: ڈاکٹر شیخ محمد سلیمان فرج کا مقالہ:

''صوفیہ کے بارے میں سلف صالحین کا موقف''

۱) کتاب وسنت کے پیروکار

۲) تصوف کے مدعیان

۳) افتراء وکذب

۴) علماء اسلام کی شہادت

۵) معاشرے پر صوفیہ کرام کے اثرات

۶) سلفی تحریک کے ائمہ:

(شیخ محمد بن عبدالوہابؒ، علامہ ابن قیمؒ، امام ذہبیؒ)

2: علامہ شیخ محمد صدیق غماری حسنی کا مقالہ:

''تصوف اور مقامِ احسان''

۱) آٹھ براہین

خاتمہ

Marfat.com

(۱) ہم اپنی اس کتاب کا اختتام: ''موقف السلف الصالح من الصوفیہ'' (صوفیہ کے بارے میں سلف صالحین کا موقف) جیسے معتدل تحقیقی مقالے سے کریں گے جسے متحدہ عرب امارات کے مشہور اسلامی مبلغ اور مذہبی امور واوقاف کی وزارت میں عظیم واعظ ڈاکٹر علامہ شیخ محمد سلیمان فرج نے تحریر کیا ہے جو ابوظہبی میں وزارت کے مجلّے ''منار الاسلام'' کے شمارہ نمبر ۴ (سال ۱۷)، ربیع الآخر ۱۴۱۲ھ، بمطابق اکتوبر ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا ہے۔

(۲) اس کے بعد علامہ شیخ محمد بن صدیق غماری حسنی کی کتاب کا اہم مقالہ:

''حسن التلطف فی بیان وجوب سلوک التصوف علی جمیع المسلمین''

(تمام مسلمانوں پر سلوکِ تصوف کے وجوب کے بیان میں انتہائی نرمی اختیار کرنا) کے ساتھ کریں گے۔ یہ مقالہ ثابت کرتا ہے کہ تصوف دین کے اصول میں سے تیسری اصل ہے جسے امت کو اختیار کرنا بہت ضروری ہے، کیونکہ دین کی تکمیل صرف اسی کے ساتھ ہوتی ہے، اس لئے کہ مقامِ ایمان ومقامِ اسلام کے بعد مقامِ احسان کا درجہ ہے، چنانچہ علامہ صاحب نے اس کے ضمن میں آٹھ براھین پیش کی ہیں۔

(۱) ڈاکٹر علامہ شیخ محمد سلیمان فرج کا مقالہ: ''موقف السلف الصالح من الصوفیۃ''

(صوفیہ کے بارے میں سلف صالحین کا موقف)

کئی لوگ بعض اوقات صوفیہ کرام پر حکم لگانے میں غلطی کرتے ہوئے یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ گروہ خارج از اسلام ہے، تاہم بسا اوقات یہ حسنِ نیت پر مبنی ہوتا ہے کیونکہ وہ ایسے اشخاص سے صوفیہ کے بارے میں سنتے ہیں جن کے پاس امور کے حقائق کا علم نہیں ہوتا، لہٰذا اسی وجہ سے اس امر کی توضیح ان لوگوں کے لئے ضروری ہے جن پر ان کا مقام ومرتبہ مشتبہ وغیر واضح ہو گیا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے، اپنی قوت وطاقت کو اسی کے حوالے کرتے ہوئے، اس کی رضا کی خاطر، حق کی تلاش میں، اپنی بساط کے مطابق، اس راستے کی طرف اس مقالے میں اشارہ کرتا ہوں، جو اس موضوع کے بارے میں مختلف نقطہ ہائے نظر کو ایک دوسرے کے قریب لا سکے، حقیقت کے متلاشیوں سے معذرت کی درخواست کرتے ہوئے، جب تک اُن کا مقصد

Marfat.com

صراطِ مستقیم تک رسائی پانا ہے کیونکہ خالص نیت پر اجر ملتا ہے اگر وہ ذاتی خواہش اور انسانی تعصب سے پاک ہو، حقیقت کی متلاشی ہو، جہاں ہو اور جس جگہ ہو، اس لئے کہ اس کا بنیادی مقصد تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکھٹا کرنا ہے اور ان کے مابین محبت و تعاون کی روح کو بیدار کرنا ہے یہاں تک کہ ہم سب بیت المقدس اور ہر چھینی ہوئی زمین کو آزاد کرانے، افغانستان میں اپنے مسلمان بھائیوں کے ہاتھوں کو مضبوط بنانے اور اللہ تعالیٰ کی زمین پر، جہاں جہاں اس کے نام کو یاد کیا جا رہا ہے، واپس کرنے کے لئے اپنے دشمنوں کے خلاف کمربستہ ہو جائیں اور اپنی قوت مجتمع کرلیں، اس لئے کہ ہمارا قبلہ ایک ہمارا نبی ایک اور ہماری کتاب ایک ہے، جبکہ دوسری طرف ہمارے دشمن صرف یہی چاہتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے سے اختلاف و جھگڑے میں وقت ضائع کریں اور اپنی امت کی وحدت کو پارہ پارہ کردیں، تاکہ ہم ان بڑے کاموں کی بجائے جن کے لئے ہمیں اپنی کوششیں صرف کرنا ضروری ہیں، ان فروعی مسائل میں مصروف رہیں۔

یقیناً یہ ان بدیہی امور اور ان مسلّمہ حقائق میں سے ہے جن میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس کا حال احسن وجوہ پر محمول ہو اور یہ کہ اس کے لئے معذرتیں پیش کی جائیں، اس کے نقطہ نظر کو چیلنج کرتے وقت اگر ہمیں اس کی ضرورت پڑے اور خاص کر جب وہ اپنے نفس سے باطل کی نفی کرے اور اعلان کردے اگرچہ اجمالی صورت میں کہ وہ صرف حق کو ہی چاہتا ہے اور اسی پر ایمان رکھتا ہے اور یہ چیز پوری طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسامہ بن زید کے حوالے سے فرمان میں واضح ہے کہ اس نے ایک شخص کو کلمہ شہادت کا اقرار کرنے کے بعد قتل کر دیا تھا تو فرمایا: ''أفلا شققت عن قلبه؟ (مسلم باب الایمان، ابن ماجہ باب الفتن، ابو داؤد باب الجہاد، مسند احمد جلد ۴، ۵) کیا تو نے اس کے دل کو پھاڑا تھا؟ اور آپ نے اس کی تعلیل کو قبول نہیں فرمایا کہ اس نے تلوار کے خوف کی وجہ سے کلمہ شہادت پڑھا تھا۔ اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اسامہؓ کی اس پر برابر ملامت کرتے رہے باوجود اس کے کہ اس شخص کی حالت اور کلمہ شہادت پڑھنا، اور اس سے اسامہؓ کا یقین کرلینے کے بعد اشارہ کرتا ہے کہ اس شخص نے اپنے مکمل طور پر مغلوب ہونے کے بعد ڈر سے کلمہ شہادت پڑھا تھا، لیکن اسلام ہمارے لئے ایک مضبوط ربانی منہج وضع کرتا ہے، اس طرح کہ ہمارا معاف کرنے میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور یہ کہ ہم امور کے بواطن کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں، اور مسلمان کے لئے اس بناء

Marfat.com

پر فیصلہ کریں، جو اس نے اپنے بارے میں اعلان کیا اور جسے اپنا شعار اور اپنے عقیدے کا عنوان بنایا، جبکہ ہمارے لئے یہ ٹھیک نہیں ہے کہ ہم اس کے لیئے اس کے حال کو دوسری چیزوں پر محمول کریں خواہ جو بھی اسباب ہوں اور یہی امور صوفیہ کی حالت اور ہمارے پاس ان کے پہنچنے والے اقوال واحوال پر منطبق ہوتے ہیں، لہٰذا اگر تو اس قوم کے کسی آدمی یا ان کی طرف منسوب کسی شخص سے پوچھے گا کہ کیا صوفیہ کے عقیدے میں کتاب وسنت کی کوئی ادنیٰ مخالفت ہے تو وہ پوری سختی و یقین کیساتھ جواب دے گا کہ صوفیہ کرام کی کوئی چیز دین میں نئی نہیں ہے اور نہ ہی کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع سلف صالحین اور ان کی سیرتوں کے خلاف ہے۔

1: کتاب وسنت کے پیروکار

یہاں آپ کے لئے ان کے ائمہ کے چند اقوال پیش کئے جارہے ہیں:

1: سید الطائفہ کے لقب سے مشہور جناب امام جنید رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ''مخلوق کی اقتداء میں اختیار کئے جانے والے تمام طریقے ناقص ہیں ماسوا اس طریقے کے جو آثارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پابند ہے'' اور مزید فرمایا: ''جس نے قرآن کو یاد اور حدیث کو لکھا نہیں اس کی اس معاملے (تصوف) میں اقتداء نہیں کی جاسکتی کیونکہ ہمارا علم کتاب وسنت کے ساتھ مقید ہے''۔

2: سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ہر وہ فعل جسے بندہ معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کے بغیر کرتا ہے تو وہ خواہش نفس کا نتیجہ ہے جسے اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا''، (اور سہل صوفیہ کرام کے کبار ائمہ میں سے ہیں، آپ کا شمار ان بزرگوں میں ہوتا ہے جن کی شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تصوف کے بارے میں اپنی کتاب میں تعریف کی ہے۔) (دیکھئے: فتاویٰ ابن تیمیہ، جز ا۔۱۱۔۱۰)

3: ابوالعباس احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جس نے کوئی کام سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے بغیر کیا تو وہ باطل ہے''۔

4: ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جسے تم دیکھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معیت کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ اس کے کام اسے شرعی علم کی حدود سے نکالتے ہیں تو تم اس کے قریب مت جاؤ''۔
(ابوالحسن کا شمار مشہور ائمہ صوفیہ میں ہوتا ہے)

Marfat.com

5: ابن عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ ''جس نے اپنے نفس کو آداب سنت کا پابند بنالیا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نور معرفت سے منور کر دیتا ہے جبکہ کوئی مقام، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ کے اوامر، افعال اور اخلاق میں اتباع کے مقام سے افضل نہیں ہے''۔

6: ابو حمزہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے کی کوئی دلیل نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ کے احوال، اقوال اور افعال میں آپ کی اتباع''۔

7: عالم خراسان ابو القاسم نصر آبادی [63] رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''تصوف کی اصل کتاب و سنت کا التزام، خواہشات و بدعات کا چھوڑنا اور رخصتوں و تاویلات کا ترک کرنا ہے''۔

8: حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے صوفی کے بارے میں فرمایا: ''یقیناً سالکین تصوف کی تعداد بہت کم ہے، جبکہ ان میں معانی بہت زیادہ ہیں اور ہم آپ کو سالک کی دو عادتیں بتاتے ہیں:

الف۔ اس کے تمام کام میزان شریعت کے مطابق ہوں اور اس کے اوامر کے مطابق بجالانے، ظاہر کرنے، آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے پر موقوف ہوں، کیونکہ اس راستے پر چلنا ممکن نہیں ہے مگر جملہ مکارم شریعت سے آراستہ ہونے کے بعد،

ب۔ اور اس تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا مگر وہ جو ہر طرح کے نوافل پر ہمیشگی اختیار کرے، تو وہ کیسے اس تک پہنچ سکتا ہے جو فرائض کو چھوڑ دیتا ہو؟''۔ اور امام تستری رحمہ اللہ نے فرمایا: ''ہمارے یعنی صوفیہ کی طریقت کے سات اصول ہیں: ''کتاب کو مضبوطی سے تھامنا۔ سنت کی اقتداء کرنا۔ حلال کھانا۔ برائی کو روکنا۔ گناہوں سے اجتناب کرنا۔ توبہ کو لازم پکڑنا اور حقوق کو بجالانا''۔

9: کبار صوفیہ میں سے ایک صوفی جناب ابو حفص رحمہ اللہ نے فرمایا۔ ''جو شخص اپنے افعال واحوال کو ہر وقت کتاب و سنت کے ساتھ نہیں تولتا اور اپنے باطن کا اہتمام نہیں کرتا تو اس کا شمار دیوان الرجال یعنی صوفیہ کی فہرست میں نہیں آسکتا''۔

10: شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''وہ منزل تک رسائی کی امید نہ رکھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع نہیں کرتا''۔

Marfat.com

11: ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ اتنی کرامات سے نوازا گیا ہے، یہاں تک کہ وہ ہوا میں اڑتا ہے تو تم اس سے مرعوب نہ ہو یہاں تک کہ دیکھ لو کہ وہ امر، نہی، حفظ حدود اللہ اور اداء شریعت میں کیسے ہے''۔

12: ابوالحسن شاذلی[64] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جب تیرا کشف کتاب وسنت کے متعارض ہو تو تو کتاب وسنت کو اختیار کر اور کشف کو چھوڑ دے اور اپنے آپ سے کہہ! اللہ تعالیٰ کتاب وسنت میں میری حفاظت کا ضامن ہے، جبکہ کشف، الہام اور مشاہدے میں میرا ضامن نہیں مگر جب اسے کتاب اور سنت پر پیش کیا جائے۔''

اسی طرح ان کے علاوہ کئی دوسرے اقوال، اس چیز کو واضح کرتے ہیں کہ شریعت مطہرہ پر استقامت ہر قسم کی کرامت سے افضل ہے اور اسی کی ائمہ صوفیہ نے تائید کی ہے۔

2: تصوف کے مدعیان

اسی بناء پر ہمارا خیال ہے کہ ہر وہ چیز جو اسلام کے مخالف ہے، اس کی صوفیہ وتصوف کی طرف نسبت کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ وہ ان جعلی مدعیان کی جعل سازیاں ہوں گی جنہوں نے اپنے آپ کو جھوٹ وفریب کی مدد سے تصوف کی طرف منسوب کر لیا یا یہ ان صوفیہ حضرات کو بدنام کرنے، تصوف کی اصل صورت کو مسخ کرنے اور اس پر ہجوم کرنے کی غرض سے ان کی کتب میں ٹھونسی ہوئی باتیں ہوں گی، جس طرح کتب تفسیر میں ان اسرائیلیات کو داخل کر لیا گیا، جو سرے سے ان کے مفسرین کے ہاں بیان کردہ حقیقی قوانین وضوابط سے کوسوں دور تھیں اور اسی طرح کتب حدیث میں موضوع احادیث کا در آنا جن کی عظیم علماء نے وضاحت کی۔

اسی وجہ سے میری رائے ہے کہ ہمارے اور تصوف کے مخالفین کے مابین جو خلیج حائل ہوئی ہے، اس کا سبب وہ ان کا یقین ہے کہ یہی جھوٹی باتیں ان صوفیہ کی اصل آراء ہیں، جبکہ اگر وہ ان کے نصاب میں وضع کردہ قوانین وضوابط کا غور سے مطالعہ کرتے تو ان پر واجب ہوتا کہ ان غلط باتوں کو ان حضرات کے ساتھ نہ چمٹائیں اور ان کے متعلق حسن ظن رکھیں اور خاص کر جب انہیں اپنے رب سے ملنا ہے، انہیں اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے اور اسے یقیناً پانا ہے جسے انہوں نے آگے بھیجا ہے۔

Marfat.com

3: افتراء وکذب:
ان حضرات پر افتراء وکذب کی کچھ مثالیں آپ کے سامنے پیش کی جارہی ہیں، چنانچہ شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب: ''لطائف المنن والأخلاق'' جلد۲ ص۱۹۰ پر فرماتے ہیں۔ ''اللہ تعالیٰ کے مجھ پر احسانات میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ اس نے مجھے حاسدین ومخالفین کے حوالے سے صبر کی توفیق عطاء فرمائی جب انہوں نے میری کتابوں میں ان باتوں کو داخل کردیا جو ظاہر شریعت کی مخالف تھیں، وہ اس طرح کہ میں نے جب اپنی کتاب ''البحر المورود فی المواثیق والعھود'' تصنیف کی اور اس پر چاروں فقہی مذاہب کے علماء نے تائیدی کلمات وتقاریر تحریر کیئے تو اس سے لوگوں نے کاپی کیا، یہاں تک کہ میرے اصلی نسخے سے آگے چالیس کے قریب نسخے تیار کیئے۔ اور اپنے لیئے کچھ علیحدہ اجزاء وکتابچے بھی ترتیب دئیے اور ان میں کھوٹے عقائد اور اجماع مسلمین کے برعکس خارق مسائل اور مجاو ابن راوندی کی حکایات وتحریات کو شامل کردیا اس طرح کہ انہیں کتاب کے مختلف مقامات پر رکھ کر اس کا اصلی حصہ ظاہر کر کے وہ اس کے مصنف بن بیٹھے، پھر ان کتابچوں کو اٹھایا اور کتابوں کے بازاروں میں بازار کے دن رکھ دیا، جہاں طالب علموں کا مجمع ہوتا تھا، انہوں نے کتابچوں پر نظر ڈالی اور میرے نام کو دیکھا تو خوفِ خدا نہ رکھنے والوں نے انہیں خرید لیا اور جامع الازہر شریف کے علماء کے سامنے رکھا جو بعد میں ایک بہت فتنے کا سبب بنا اور ایک سال تک لوگ مسجدوں، بازاروں اور امراء کے گھروں کا چکر لگاتے رہے، شیخ نصر الدین لقانی، شیخ الاسلام حنبلی اور شیخ شہاب الدین بن حلبی جیسے حضرات میری غائبانہ مدد میں مصروف رہے جبکہ میں خود اس ساری صورت حال سے غافل تھا، پھر جامع الازہر کے ایک دوست نے میرے پاس ایک شخص کو بھیجا، جس نے مجھے اس کی خبر دی تو میں نے اس نسخے کو جس پر میری تائید میں علماء نے تقاریظ لکھی تھیں روانہ کیا، تو جب انہوں نے اس کو دیکھا تو اس میں ان میں سے ایسی کوئی چیز نہیں پائی جو ان حاسدین نے ان کتابچوں میں داخل کر رکھی تھی''۔
مزید اسی کو عظیم تاریخ دان عبدالحی بن عماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب: ''شذرات الذھب'' کی جلد ۸، ص ۳۷۴ پر ذکر کر کے فرمایا۔ ''آپ (عبدالوہاب شعرانی) سے کئی لوگوں نے حسد سے کام لیا اور ان کی طرف ایسی باتوں کو فریب سے منسوب کردیا جو ظاہر شریعت کے مخالف، جھوٹے عقائد

Marfat.com

اور اجماع مسلمین کے خلاف مسائل تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو رسوا کیا، ان کی پکڑ فرمائی، جبکہ آپ (شعرانی) تو سنت کے پیروکار اور تقویٰ میں بہت آگے تھے"۔ (آخر تک)

شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف سازش:

اس سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ آپ رحمہ اللہ کی کتب میں ہر وہ چیز جو خلاف شرع منسوب ہے، وہ ملحدین وزنادقہ کی کارستانی ہے جس طرح امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی "الطبقات الکبریٰ" میں دیکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالقادر عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب: "حقائق عن التصوف" کے (ص ۵۰۸) پر آیا ہے کہ امام شعرانی رحمہ اللہ نے فرمایا: ان لوگوں نے شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بھی سازش کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کتاب وسنت کے پابند تھے، آپ کا فرمان ہے: "کل من رمی میزان الشریعة من یدہ لحظة هلک" ہر وہ شخص جس نے میزان شریعت کو اپنے ہاتھ سے ایک لحظہ کے لیے پھینکا، وہ ہلاک ہو گیا۔

اسی طرح اس چیز کے بارے میں مجھے محترم ابو طاہر مغربی نے بتایا کہ ان کی کتابوں میں دشمنوں نے ملاوٹ کی، اور میرے سامنے "فتوحات مکیہ" کے اس نسخے کو پیش کیا، جس کا اس نے شیخ کے قونیہ شہر میں اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے نسخے سے موازنہ کیا تھا تو اس نے اس میں ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی تھی جس پر میں فتوحات کی تلخیص واختصار کے وقت ٹھہرا تھا اور انہیں حذف کر دیا تھا۔ (بالکل یہی بات "الواقیت والجواہر" کی جلد ۱، ص ۹ پر موجود ہے)

رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالیٰ [65] کے خلاف سازش

عظیم حنفی فقیہ اور فقہ حنفی میں سب سے پہلے موسوعہ کے مالک علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ان کے ہاں اس بنیاد پر یہ راجح ہے کہ شیخ محی الدین بن عربی رحمہ اللہ کی کتب میں جو چیز خلاف شریعت آئی ہے وہ یقیناً ان پر افتراء ہے، چنانچہ اسی وجہ سے صاحب درمختار نے ج ۳، ص ۳۰۳ پر یہ عبارت نقل کی ہے: "لکن الذی تیقنته ان بعض الیهود افتراها علی الشیخ قدس اللہ سرہ"۔

لیکن وہ چیز جس کا مجھے یقین ہے وہ یہ ہے کہ کچھ یہودیوں نے شیخ قدس سرہ پر کچھ چیزیں افتراء کی ہیں۔ بلکہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے خود سیدہ رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالیٰ پر کچھ افتراء کیے جانے کی تصدیق

Marfat.com

کی ہے، چنانچہ آپ اپنی کتاب: مجموعۃ الرسائل والمسائل'' ج،ا ص ۸۰ پر کہتے ہیں: ''واما ما ذکر عن رابعة من قولها عن البيت الحرام انه الصنم المعبود فى الأرض فهو كذب على رابعة المؤمنة التقية'' بہر حال بیت الحرام کے حوالے سے رابعہ کی طرف منسوب وہ قول جس میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ زمین پر عبادت کیا جانے والا بت ہے، تو یہ رابعہ جیسی مومنہ متقیہ عورت پر جھوٹ ہے۔

لفظ صوفیہ اور اس کی وجہ تسمیہ

اس کی وجہ تسمیہ کے حوالے سے جس کے متعلق کافی اختلاف پایا جاتا ہے، ہم امام شاطبی رحمہ اللہ کے اس قول پر اکتفاء کریں گے جسے امام ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ نے ان کی کتاب ''الاعتصام'' جلد 1، ص ۸۹ سے نقل کیا: '' وہ تصوف کے ساتھ اس لئے مخصوص ہوئے تا کہ ان کی اہل بدع سے انفرادیت ہو جائے اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں نے اپنے زمانوں میں اپنے نام ماسوا صحبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں رکھے، کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں، پھر ان کے بعد والوں کا نام تابعین ان صحابہ کی اتباع کرنے والے رکھا گیا اور اس کو انہوں نے عظیم تصور کیا، پھر ان کے بعد والوں کو'' أتباع التابعین (تبع تابعین) کہا گیا، اس کے بعد لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گئے اور مراتب تبدیل ہو گئے تو ان خواص لوگوں کو، جن کا دین کے ساتھ گہرا رشتہ تھا، ''زہاد و عباد'' کہا گیا۔ بعدازیں بدعتوں کا ظہور ہوا اور ہر گروہ نے یہ دعوی کرنا شروع کر دیا کہ صرف انہیں میں ''زہاد و عباد'' حضرات ہیں تو ان خواص اہل السنّت والجماعت کا نام صوفیہ و تصوف پڑ گیا، جو اپنے نفوس کو اللہ تعالیٰ اور قلوب کو غفلت سے محفوظ رکھنے والے تھے۔''

شیخ محمد حافظ تیجانی اپنی کتاب: ''أهل الحق'' میں ذکر کرتے ہیں کہ شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے رسالے ''الصوفیۃ والفقراء'' (صفحہ ۱۸، طبع المنار، سال ۱۹۲۸ء) میں اس قوم کی اصطلاح کے بارے میں کہا: ''کہ وہ صوفیہ صدیق کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں، جبکہ مخلوق میں بعد از انبیاء صدیقین سب سے افضل ہیں، اصطلاح میں کوئی مضائقہ نہیں ہوتا، لہٰذا جس شخص نے خالص علم (جو یقین وعین الیقین کے جامع، علم شہود کے بلند مقام پر ہو) اور خالص عمل (جو اخلاص، صاف حال جیسے: صدق، حب الٰہی اور محبوبیت کے عظیم رتبے پر ہو) کو جمع کر لیا تو اسے ربانی کہا جائے یا

Marfat.com

صدیق کہا جائے یا صوفی کا نام دیا جائے کوئی حرج نہیں کیونکہ مسمی ایک ہے اگرچہ اس کے نام کئی ہیں۔

4: علماءِ اسلام کی شہادت:

یہ تصوف وصوفیہ کے منہج کے حوالے سے علماءِ امت کی شہادتیں ہیں۔

۱) چنانچہ صاحبِ درمختار اور عظیم حنفی فقیہ حصکفی رحمہ اللہ نے نقل کیا کہ ابو علی دقاق رحمہ اللہ نے فرمایا: ''میں نے یہ طریقہ ابو القاسم نصر آبادی سے لیا اور ابو القاسم نے کہا: میں نے اسے شبلی سے لیا اور انہوں نے سری سقطی سے، انہوں نے معروف کرخی سے، انہوں نے داؤد طائی سے اور انہوں نے علم وطریقہ ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) سے لیا، جبکہ ان میں ہر ایک نے آپ امام کی تعریف ومدح سرائی کی ہے اور آپ کے فضل کا اقرار کیا ہے۔''

اس کے بعد صاحبِ درمختار رحمہ اللہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا اے میرے بھائی! تجھ پر تعجب ہے! کیا تیرے لئے ان کبار سادات میں کوئی اسوۂ حسنہ نہیں ہے؟ کیا انہیں اس اقرار وافتخار میں موردِ الزام ٹھہرایا جائے گا، جبکہ وہ تو اس طریقے کے ائمہ اور اربابِ شریعت وحقیقت ہیں؟ جن لوگوں نے ان کے بعد اس چیز میں ان کی اتباع کی وہ ان کے پیروکار ہیں، اور ہر وہ شخص جس نے ان کے عقیدے کے خلاف عمل کیا وہ مردود وبدعت ہے۔ (یہ بات کتاب درمختار، ج 1، ص ۴۷۳ پر ہے، اس پر ابن عابدین کا حاشیہ ہے)

۲) امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: '' جس نے فقہ کو حاصل کیا اور تصوف کو نہیں تو اس نے یقیناً فسق کیا اور جس نے تصوف کو اپنایا اور فقہ کو نہیں تو اس نے الحاد کا ارتکاب کیا اور جس نے ان دونوں کو جمع کر لیا تو اس نے حقیقت کو پالیا۔'' (یہ چیز قاضی عیاض کی کتاب الشفاء کی ''شرح ملا علی قاری''، جلد ۵، صفحہ ۴۰۸ پر ہے اور ملا علی قاریؒ نے اسے اپنی کتاب: ''عین العلم زین الحلم '' جلد ۱، صفحہ ۳۳ پر بھی ذکر کیا ہے اور اسی طرح اس کو علامہ عدوی نے فقہ مالکی میں امام ابوالحسن کی شرح جلد ۲، صفحہ ۱۹۵ پر نقل کیا ہے۔)

۳) اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے: ''تمہاری دنیا میں مجھے تین چیزیں پسند ہیں: تکلف کو ترک کرنا، مخلوق کے ساتھ پیار سے رہنا اور اہل تصوف کی اقتداء کرنا''۔ (یہ چیز عجلونی

Marfat.com

کی کتاب ''کشف الخفاء و مزیل الالباس فیما اشتھر من الاحادیث علی ألسنة الناس'' جلد ۱، صفحہ ۳۴ پر ہے)

۴) علامہ محمد سفار ینی حنبلی رحمہ اللہ نے ابراہیم بن عبداللہ قلانسی سے نقل کیا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے صوفیہ کے بارے میں فرمایا: ''میں نے ان سے افضل مخلوق کوئی نہیں دیکھی، کہا گیا: یہ سماع کے قائل ہیں اور وجد کرتے ہیں؟ فرمایا: انہیں چھوڑ و، وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک گھڑی کے لئے خوش ہو جائیں''۔ (یہ کتاب ''غذاء الالباب شرح منظمة الآداب (جلد ۱، صفحہ ۱۲۰) میں ہے) یہ علم تصوف کی فضیلت اور اسلام میں سادات صوفیہ کے مقام کے بیان میں ائمہ اربعہ رحمھم اللہ تعالیٰ کے اقوال تھے۔

کچھ اور نمونے:

1: عظیم مفسر فخر الدین رازی رحمہ اللہ اپنی کتاب: ''اعتقادات فرق المسلمین والمشرکین (جلد ۲، باب ثامن) میں ''احوالِ صوفیہ'' کے متعلق کہتے ہیں: ''صوفیہ ایسی قوم ہے جو ہمہ وقت تفکر اور جسمانی علائق سے نفس کو خالی کرنے میں مشغول رہتے اور کوشش کرتے ہیں کہ ان کا حال وبال اپنے تمام تصرفات واعمال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ ہو، یہ اللہ تعالیٰ کے حضور کمال ادب کے عادی ہیں اور یہ انسانوں کے تمام فرقوں سے بہتر لوگ ہیں۔ (امام فخر الدین ایسے شخص ہیں جن کے علمی مقام، تفقہ، مؤلفات اور صحیح اسلامی عقیدے کو پوری ملت اسلامیہ جانتی ہے۔)

2: شیخ حامد صقر کی کتاب: ''نور التحقیق'' (صفحہ ۹۶) میں ہے: ''سلطان العلماء عز الدین بن عبدالسلام رحمہ اللہ نے کہا: ''قوم صوفیہ نے اپنی بنیاد، شریعت کے ان قواعد پر رکھی ہے جن سے نہ تو دنیا منہدم ہوتی ہے اور نہ ہی آخرت، جبکہ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے اپنی بنیاد رسوم وعادات پر رکھی ہے۔''

(عز بن عبدالسلام ایک عظیم عالم، بڑے مجاہد اور مشہور فقیہ ہیں، ان کے بارے میں تمام علماءِ اسلام نے گواہی دی ہے کہ آپ علماء کے سلطان ہیں)

3: علم اصول کے عالم شیخ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مفیض النعم ومبید النقم'' (صفحہ

Marfat.com

۱۹۹) میں صوفیہ کے متعلق بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''حاصل کلام یہ ہے کہ وہ اہل اللہ اور اس کے ایسے خاص بندے ہیں جن کے ذکر سے رحمت کی اُمید اور ان کی دعاؤں سے بارشیں طلب کی جا سکتیں ہیں کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ راضی و خوش ہے۔''

(امام سبکیؒ کثیر علماء کے اجماع کے مطابق عظیم عالم اور ان علمائے اصول میں سے ہیں جو سنت کا دفاع کرنے والے ہیں)

4: امام سیوطی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''تایید الحقیقۃ العلیۃ'' (صفحہ ۵۷) میں کہتے ہیں۔ ''میں نے ان تمام امور پر غور کیا ہے جن کا اہل شریعت نے صوفیہ کے حوالے سے انکار کیا اور میں نے کسی ایسے محقق صوفی کو نہیں دیکھا جو ان میں سے کسی ایک کا قائل ہو، یہ باتیں وہی اہل بدعت و غالی لوگ کہتے ہیں جو صوفیہ ہونے کے مدعیان تو ہیں لیکن حقیقت میں وہ ہیں نہیں۔''

(امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ، آپ ایک محدث، مفسر، فقیہ، عالم قراءت اور ایسے حافظ ہیں جن کی تمام نے شہادت دی ہے)

5: ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''مبادیٔ الاسلام'' (رسالہ دینیات) (صفحہ ۱۱۴) میں کہتے ہیں: ''خالص اسلامی تصوف، شریعت سے کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ یہ اس کے احکام کو انتہائی اخلاص، سچی نیت اور طہارت قلب کے ساتھ بجا لانے کا نام ہے''۔

(مودودی صاحب پر صوفیہ کرام کی جانبداری کا الزام نہیں لگایا جا سکتا)

6: شیخ ابوزہرہ رحمہ اللہ مجلّے ''لواء الاسلام'' (عدد ۱۲، سال ۱۹۸۰ء، صفحہ ۷۵۸) میں کہتے ہیں: ''یہ چیز ہم پر واجب ہے کہ ہم نوجوانوں کو خرابی سے بچانے کی غرض سے آخری علاج کے طور پر صوفیہ کی طرف متوجہ کریں کیونکہ میرے خیال میں اس وقت تصوف سے بہتر علاج کوئی نہیں ہے''۔

(ابوزہرہ انصاف پسند، غیر جانبدار موجودہ مشہور فقہاء میں سے ہیں۔ آپ قاہرہ یونیورسٹی کے حقوق کے شعبے میں شریعہ کے پروفیسر تھے)

7: مصر کی جمعیۃ شرعیہ کے بانی شیخ محمود خطاب سبکی رحمہ اللہ کی کتاب: ''العھد الوثیق لمن أراد سلوک أھل طریق'' (صفحہ ۳۰) میں ہے: ''تو جان لے! وہ تصوف جس کا ذکر اوپر گذرا

Marfat.com

ہے اس کی کئی تعریفیں کی گئی ہیں، جن میں چند ایک یہ ہیں: وہ بادشاہوں کے بادشاہ کی طرف اس کے احکام میں انتہائی احتیاط کرنے والے سلوک کا نام ہے اور اسی وجہ سے انہوں نے کہا: صوفیہ اصلی قواعد پر بیٹھے جبکہ ان کے علاوہ دوسرے لوگ رسوم وعادات پر بیٹھے، یہیں سے انہوں نے کامیابی پائی اور ایسے کمالات تک پہنچے جہاں دوسرے نہیں پہنچ پائے لیکن اے انسان! اس تک رسائی صرف انتہائی ہمت کے ساتھ دن رات کے مجاہدۂ نفس کے ساتھ ممکن ہے۔''

(شیخ خطاب سبکی کا شمار ان علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے بدعات وخرافات کے خلاف کھلم کھلا جنگ کی تھی)

8: شارح صحیح مسلم اور صاحب کتاب: ''ریاض الصالحین'' امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''طریق تصوف کے پانچ اصول ہیں۔ ظاہر وغیب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اقوال و افعال میں سنت کی اتباع کرنا، آگے اور پیچھے مخلوق سے اعراض کرنا، قلیل وکثیر میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا اور خوشحال وتنگدستی میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا''، یہ بات آپ کی ایک کتاب ''المقاصد فی التوحید والعبادۃ واُصول التصوف'' کے صفحہ نمبر ۲۰ پر موجود ہے۔

(امام نوویؒ اپنے دور میں علامۃ الدھر کے لقب سے مشہور اور فقہ شافعی وعلم حدیث میں عظیم حجت متصور ہوتے تھے)

9: شیخ ابراہیم یوسف کی کتاب: ''الصوفیۃ والسلفیۃ'' میں ہے: ''بعد ازیں شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے صوفیہ کے متعلق بات کرتے ہوئے کہا: ان کی سیرت واخلاق ان کے ایک بزرگ کے بقول اس طرح ہے: صوفی وہ ہے جو گندگی سے صاف اور فکر سے بھر جائے، اور اسی طرح آپ نے فرمایا (جو ''فتاویٰ کبریٰ'' کی جلد ۱۱، صفحہ ۱۷ پر ہے): ایک گروہ ایسا ہے جس نے صوفیہ وتصوف کی مذمت کی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ وہ بدعتی اور خارج از سنت ہیں، پھر اسی حوالے سے ائمہ کے ایک گروہ کے حوالے دیئے، جن کی باتیں بہت مشہور ہیں اور دوسرا گروہ وہ ہے جس نے ان کے متعلق غلو سے کام کیا اور یہ دعوی کیا کہ وہ مخلوق میں بعد از انبیاء سب سے کامل اور بہتر ہیں جبکہ ان معاملات کی دونوں طرفیں

Marfat.com

قابل مذمت ہیں، بہتر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اجتہاد سے کام لینے والے ہیں، جس طرح ان کے علاوہ دوسرے لوگ اجتہاد کرتے ہیں، لہٰذا ان میں کچھ ایسے ہیں جو اجتہاد کی وجہ سے مقربین وسابقین کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں اور ان میں کچھ ایسے ہیں جو اعتدال پسند ہیں جن کا شمار اہل یمین میں ہوتا ہے، جبکہ دونوں قسموں میں سے ہر قسم جب اجتہاد کرتی ہے تو غلطی کا ارتکاب کر بیٹھتی ہے اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو گناہ کرتے ہیں تو توبہ کرتے ہیں یا بعض اوقات توبہ نہیں کرتے اور ان کی طرف اپنی نسبت کرنے والوں میں کچھ ایسے ہیں جو اپنی جانوں پر زیادتی کرنے والے اور اپنے رب کی نافرمانی کرنے والے ہیں، اور بلاشبہ ان کی طرف اہل بدعت وگمراہ فرقوں کے کچھ لوگ ضرور منسوب ہوئے ہیں لیکن محقق اہل تصوف کے ہاں وہ ان میں سے نہیں ہیں۔''

اور اسی طرح ابن تیمیہؒ نے صوفیہ صادقین کے کچھ احوال کے بارے میں گفتگو کی جیسا کہ ''فتاویٰ کبریٰ'' (جلد ۱۰، صفحہ ۲۱۸) میں آیا ہے فرمایا: ''فناء کی تین قسمیں ہیں:

1: پہلی قسم انبیاء وصوفیہ کاملین کی ہے

2: دوسری اولیاء صالحین سالکین کی ہے

3: تیسری منافقین، ملحدین، مشبھین کی ہے

پہلی قسم: اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے اس طرح فناء ہونا کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے، صرف اسی پر توکل کیا جائے اور اسی سے طلب کیا جائے اور یہی مفہوم شیخ ابویزید بسطامی کے اس قول سے لینا ضروری ہے جس میں آپ کہتے ہیں: ''أريد أن لا أريد الا ما يريد'' (میں چاہتا ہوں کہ نہ چاہوں مگر وہ جو اللہ تعالیٰ چاہے)

دوسری قسم: وہ شہود سوی (اللہ تعالیٰ کے ہر چیز کے دیکھنے کو چھوڑنے) سے فناء ہونا ہے، یہ چیز کئی سالکین کو حاصل ہوئی ہے، اس طرح ان کے دل صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر، عبادت اور محبت کی طرف انتہائی شوق سے کھچے جاتے ہیں یہاں تک کہ ان کے دل غیر اللہ کی گواہی اور فضول چیزوں

Marfat.com

کی رؤیت سے کمزور ہو جاتے ہیں۔ مزید آپ کی بات کی اصل عبارت کی طرف رجوع کیا جائے تو یہاں تک کہا: تیسری قسم وہ ہے جس کا نام کبھی کبھار فناء رکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس بات کی گواہی دی جائے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی موجود ہے اور خالق کا وجود دراصل مخلوق کا وجود ہے اس لئے کہ رب و بندے کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ لہٰذا یہ حلول واتحاد میں پڑنے والے اہل ضلال والحاد کی فناء ہے۔'' (اسی سے تصوف کے بارے میں شیخ ابن تیمیہ کا موقف واضح ہوتا ہے اور وہ صرف جعلی دعویدار لوگوں سے جنگ کررہے ہیں)

10: سہروردی کی کتاب، ''عوارف المعارف'' میں صوفیہ کے متعلق آیا ہے: ''پھر میرا ان حضرات کی ہدایت کو راجح قرار دینا اور ان سے محبت کرنے کا سبب صرف ان کے عظیم حال اور ان کے اس طریقے کی صحت کی وجہ سے ہے جو کتاب وسنت پر مبنی ہے۔''

11: امام حسن البناء شہید کے متعلق: ''رسائل الاخوان المسلمین'' میں آیا ہے کہ انہوں نے شیخ حصافی سے شاذلی سلسلہ لیا تھا، یہ آپ کے اوراد وماثورات میں بھی واضح ہے۔

5: معاشرے پر صوفیہ کرام کے اثرات:

1: شیخ ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ اپنی کتاب، ''المسلمون فی الھند'' (صفحہ ۱۴۰) میں کہتے ہیں کہ ''صوفیہ کرام لوگوں سے توحید، اخلاص اور اتباعِ سنت پر بیعت لیتے تھے'' مزید یہ بھی آپ کی کتاب: ''روائع اقبال'' (صفحہ: ۷) میں آیا ہے: ''اور اگر ان کا وجود اور جہاد نہ ہوتا تو ہندوستان اپنی تہذیب، فلسفے سے اسلام کو نگل جاتا''۔

(شیخ ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو لوگوں کو جھوٹی باتوں سے دھوکہ دیتے ہوں بلکہ آپ ایک محقق عالم دین اور عظیم مجاہد تھے۔)

2: امیر شکیب ارسلان اپنی کتاب: ''حاضر العالم الاسلامی'' (جلد۲: صفحہ ۳۹۴) میں کہتے ہیں: ''افریقہ میں اس آخری بیداری کے اسباب تصوف وصوفیہ کے متعلق اچھے اعتقاد کی طرف جاتے ہیں۔'' (امیر شکیب ارسلان کا شمار مجاہدین ومشہور ومعروف مفکرین میں ہوتا ہے)

3: سید رضا اپنے مجلے: ''المنار'' (سالِ اوّل، صفحہ ۷۲۶) میں کہتے ہیں:

Marfat.com

''یقیناً صوفیہ، ارکان اسلام کے ایک عظیم رکن کے حوالے سے منفرد و ممتاز ہیں جس میں طوالت پسند طوالت سے کام نہیں لیتا اور وہ علمی، اخلاقی، اور تحقیقی تہذیب سے عبارت ہے۔''

(شیخ رضا صوفیہ کے حوالے سے کوئی جانبدار متصور نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ حق بات کہنے میں ایسے منصف ہیں جن کا کوئی متبادل نہیں)

4: شیخ محمد عبدہٗ کہتے ہیں: ''اسلام کی پہلی صدیوں میں تصوف کا ظہور ہوا تو اس کا بڑا اثر تھا جس کا اولین مقصد، اخلاق کی اصلاح، نفوس کی تہذیب اور دین کے کاموں میں ان کو مانوس و مائل کرنا تھا۔'' اس بات کو شیخ علی محفوظ نے اپنی کتاب: ''الابداع فی مضار الابتداع'' میں ذکر کیا ہے۔ (شیخ محمد عبدہٗ اپنے اس قول میں کسی مبالغے سے کام نہیں لے رہے ہیں بلکہ کلمہ ءحق ادا کر رہے ہیں کیونکہ آپ نے صوفیہ کے صدق اور ان کی کتاب وسنت کی اتباع کو دیکھا تھا اور شیخ علی محفوظ کا شمار بھی بدعات کے خلاف جنگ کرنے والوں میں ہوتا ہے)

5: امام عبدالقاہر بغدادی رحمہ اللہ اپنی کتاب: ''الفرق بین الفرق'' (صفحہ:۱۸۹) میں کہتے ہیں: ''اہل السنت والجماعت کی اقسام میں چھٹی قسم ان زھاد و صوفیہ کی ہے جنہوں نے بصیرت سے کام لیا تو انہیں پر اعتماد کیا گیا اور آزمائے گئے تو اپنے دین کو توحید باری تعالیٰ اور تشبیہ کی نفی سے عبارت جانا۔'' یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ (سورۃ جمعہ، آیت نمبر۴)

(امام بغدادی کا شمار انتہائی جلیل علماء میں ہوتا ہے اور آپ کی یہ کتاب بہت باوثوق اور اعتماد یافتہ کتابوں میں سے ایک ہے)۔

6: سلفی تحریک کے ائمہ:

مکہ مکرمہ کے عالم شیخ عبدالحفیظ مکی نے ایک کتاب: ''موقف ائمۃ الحرکۃ السلفیۃ من التصوف والصوفیۃ'' کے نام سے لکھی ہے، جس میں انہوں نے شیخ محمد بن عبدالوہاب، ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن رجب حنبلی، ابن کثیر اور حافظ ذہبی رحمھم اللہ کے اقوال کو ذکر کرنے کے بعد آخر میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی رائے کو ذکر کیا، چنانچہ اس نے کتاب کے مقدمے میں کہا: ''اسی طرح ہم کہنے

Marfat.com

والے کی یہ بات سنتے رہتے ہیں کہ تصوف سارا کا سارا باطل ہے، صوفیہ ایک جعلی گروہ کا نام ہے، جس کا اسلام کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں، بلکہ وہ دین کے دشمن ہیں، ان کی اصل یونان یا ہندوستان کے بدھ ازم سے ہے، اور اسی طرح کی اور کئی مفروضی باتیں، اور یہ ساری کی ساری باتیں انتہائی افسوس کے ساتھ غریب سلفی تحریک کے ساتھ منسوب کی جاتی ہیں۔"

جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، صوفیہ کا گروہ سلفی تحریک کے علماء وائمہ کی نظر میں باقی دوسرے گروہوں کی مانند ایک اسلامی گروہ ہے جیسے محدثین، فقہاء، متکلمین، مؤرخین اور مجاہدین وغیرہ، جبکہ ان میں کچھ حق پر ہیں اور کچھ خطاء پر، کچھ نیک ہیں اور کچھ بدکار، اور کچھ اصلی اور کچھ جعلی، تاہم جب یہ لفظ صوفیہ بولا جائے گا تو اس سے ہمیشہ ان میں سے نیک، مصیب اور اصلی حضرات ہوں گے۔ جیسے ہم جب "محدثین" کہتے ہیں تو اس سے مراد سب کے ہاں وہ نیک محدثین ہیں جنھوں نے اُمت کے لئے احادیث رسول اکو یاد و محفوظ کیا، ان کی خدمت کی، ان کی تبلیغ کی اور انہیں بہترین طریقے سے پھیلایا جس طرح امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابن حجر عسقلانی، امام سیوطی اور امام کاندھلوی رحمھم اللہ وغیرہ ہیں۔ جبکہ لفظ محدثین سے علی الاطلاق یہ مراد نہیں ہے کہ وہ جھوٹے اور خود وضع کرنے والے لوگ ہیں بلکہ وہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے ان کے دجل و فساد کو ہر وقت و دور میں جرح و تعدیل سے واضح کیا۔ بالکل یہی حال فقہاء، متکلمین، مجاہدین، مؤرخین اور اسلام کے دوسرے مختلف گروہوں کا ہے اور اسی طرح ان صوفیہ سے فضیل بن عیاض [66] معروف کرخی، ابوسلیمان دارانی [67]، بشر حافی، عبدالقادر جیلانی، جنید بغدادی اور ان کے علاوہ وہ تمام حضرات مراد لینا ضروری ہے جو ان کے قدیم طریقے پر چلے، لہٰذا وہ بیک وقت فقہاء اور صوفیہ تھے اس لئے کہ انہوں نے دونوں علموں (فقہ و تصوف) کا اہتمام کیا تھا۔ جبکہ صوفیہ سے جعل ساز، دعویدار، دجّال، کذّاب، کتاب و سنت کے مخالف، تصوف میں دخیل اور اللہ تعالیٰ و دارِ آخرت کی راہ کے راہزن کسی صورت مراد نہیں ہیں۔ لہٰذا یہی حق بات، سچا منہج، صحیح فکر اور مکمل انصاف ہے، کیونکہ یہی لوگ درحقیقت علماءِ امت و مجاہدین ملت ہیں اور کوئی ایسا عالم یا مجاہد یا متقی شخص نہیں پائیں گے جس نے تابعین کے بعد انسانیت کی بڑے پیمانے پر خدمت کی ہو مگر اس پر اس صفت کا اطلاق نہ ہوتا۔

Marfat.com

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی رائے:

ذیل میں تصوف وصوفیہ کے بارے میں شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی رائے پیش کی جارہی ہے جس میں آپ نے ان کی تعریف فرمائی تھی چنانچہ امام شیخ محمد بن عبدالوہاب کی مؤلفات کی تیسری قسم ''فتاویٰ ورسائل'' (صفحہ ۳۱، مسئلہ ۵) میں آیا ہے کہ آپ رحمہ اللہ سے ایک مرتبہ چند مفید مسائل کے متعلق دریافت کیا گیا تو جواب دیا۔

'' تو جان! اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت سے نوازے! یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو اس ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا جو نافع علم اور اس حق دین کے ساتھ نازل کیا جو نیک کام سے عبارت ہے، لہٰذا جب کوئی دین کی طرف منسوب ہوتا ہے تو ان میں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو علم وفقہ میں محنت کرتے ہیں جن کا نام فقہاء رکھا جاتا ہے جبکہ ان میں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو عبادت و طلب آخرت کے حوالے سے کوشش کرتے ہیں تو انہیں صوفیہ کہا جاتا ہے، تاہم اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایسے دین کے ساتھ بھیجا جو دونوں قسموں (فقہ وتصوف) کا جامع ہے۔''

پھر شیخ محمد بن عبدالوہاب یہ بات ثابت کرتے ہیں کہ صوفیہ کرام کی سند آپ ﷺ ہیں اور آپ ہی کی طرف ان کی نسبت ہوتی ہے۔

اور ''ھذہ مسائل'' (ملحق المصنفات، صفحہ ۲۴) میں بھی ان کے بارے میں آیا ہے: ''اسی وجہ سے عارفین مشائخ صوفیہ، علم کو اپنانے کی بہت زیادہ وصیتیں کرتے تھے کیونکہ ان میں کسی کا قول ہے ''کوئی شخص سنت کو ترک نہیں کرتا مگر اس تکبر کی وجہ سے جو اس کے دل میں ہوتا ہے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی رائے:

بلاشبہ علامہ ابن قیم کا شمار کبار صوفیہ میں ہوتا ہے۔ چنانچہ امام حافظ ابن رجب حنبلی ''ذیل طبقات الحنابلہ'' (جزء ثانی، صفحہ ۴۴۸) میں ابن قیم کے سوانح حیات کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:
''آپ علم سلوک، اہل تصوف کے کلام، ان کے اشارات ودقائق کے عالم تھے اور آپ ان تمام فنون میں سے ہر ایک میں ید طولیٰ رکھتے تھے''۔

علامہ ابن قیمؒ اپنی کتاب: ''مدارج السالکین'' (جزء ثانی، صفحہ ۳۰۷) میں تصوف کی تعریف کچھ اس طرح کرتے ہیں: ''دین سارا کا سارا اخلاق سے عبارت ہے، لہٰذا جو شخص تجھ سے اخلاق میں

Marfat.com

آگے ہوگا وہ دین میں بھی آگے ہوگا اور اسی طرح تصوف کا حال ہے۔'' کتانی[68] رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ: '' تصوف اخلاق کا دوسرا نام ہے لہٰذا جو شخص اخلاق میں تجھ سے زیادہ بہتر ہوگا وہ یقیناً تصوف میں بھی تجھ سے زیادہ بہتر ہوگا۔''

اور صفحہ ۳۶۶ پر ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: '' ابو عبدالرحمٰن سلمی نے کہا: میں نے محمد بن مخلد سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے جعفر سے سنا اور انہوں نے جنید بغدادی رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا،'' سچا مرید علماء سے بے نیاز ہوتا ہے''۔ اور مزید کہا کہ یہ بھی جنید سے فرماتے ہوئے سنا۔'' جب اللہ تعالیٰ مرید سے بہتری کا ارادہ کرتا ہے تو اسے صوفیہ کی طرف بھیجتا اور صحبت قراء سے روک دیتا ہے۔''

میں کہتا ہوں کہ جب مرید سچا ہو اور اس کی سچائی کی گرہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے دِل کی سچائی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن معاملہ کی برکت سے ایسے علوم کے دروازے کھول دیتا ہے جو اسے ان علوم سے بے نیاز کر دیتے ہیں جو لوگوں کے افکارِ و آراء کا نتیجہ یا ایسے فضول علوم سے عبارت ہیں، جو زادِ قبر سے خارج ہوتے ہیں۔

اور تیسرے جزء کے صفحہ ۱۲۸ پر ہے: '' امام شافعی ص نے فرمایا: میں نے صوفیہ کی صحبت سے ماسوا دو باتوں کے کچھ نہیں سیکھا، میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا:۔'' وقت تلوار ہے، تو اگر اسے کاٹ لے گا تو ٹھیک ورنہ وہ تجھے کاٹ دے گا۔ اور دوسری بات یہ کہ تیرا نفس اگر تو اسے حق کے ساتھ مشغول کرے گا تو ٹھیک ورنہ وہ تجھے باطل کے ساتھ مشغول کر دے گا۔''

میں کہتا ہوں کہ ان دو باتوں کا کیا ہی کہنا! کتنی ہی یہ نفع مند، جامع ترین، ان کے قائلین کی بلند ہمت اور بیداری کی طرف بہترین اشارہ کرنے والی ہیں۔ امام شافعی جیسے شخص سے تصوف و صوفیہ کی اس حد تک تعریف بہت زیادہ ہے۔

امام ذہبی[69] رحمہ اللہ کی رائے:

آپ امام حافظ ذہبی ہیں، جو محدثین کے سوانح حیات کا ذکر کرتے ہوئے کئی صوفیہ کا ذکر کرتے ہیں، جن میں کچھ کو ہم یہاں نقل کر رہے ہیں، مثلاً تذکرۃ الحفاظ (جزء ثالث، صفحہ ۸۵۲) میں '' ابن الاعرابی'' کے متعلق آیا ہے:۔

Marfat.com

’’آپ امام، حافظ، زاہد، شیخ حرم، ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن درہم بصری صوفی اور صاحب تصانیف ہیں، آپ ثقہ، ثبت، عارف، ربانی، بلند مقام اور بہت شہرت والے تھے۔‘‘

اسی طرح صفحہ نمبر ۹۶۱ پر ’’غندر الثالث‘‘ کے متعلق آیا ہے: ’’جبکہ تیسرا غندر تو آپ ایک محدث اور سیاح تھے جو جنید رحمہ اللہ اور ان کے طبقے کے لوگوں سے ملے تھے، حدیث کو تحریر کیا تھا اور مصر کے رہنے والے تھے۔‘‘

صفحہ نمبر ۱۰۷۰ پر ’’مالینی‘‘ کے متعلق آیا ہے کہ: ’’آپ حافظ، عالم، زاہد، ابوسعید احمد بن محمد بن عبداللہ بن حفص انصاری ہروی مالینی صوفی ہیں اور ’’طاؤس الفقراء‘‘ کے لقب سے مشہور تھے اور کئی کبار مشائخ سے بہت کچھ حاصل و جمع کیا، آپ ثقہ، صاحب اتقان، صاحب حدیث اور کبار صوفیہ میں سے تھے۔‘‘

صفحہ نمبر ۱۰۸۸ پر ’’عطیۃ بن سعید‘‘ کے متعلق آیا ہے: ’’آپ حافظ، شیخ الاسلام، أبو محمد اندلسی مغربی، قفصی، صوفی تھے۔‘‘

صفحہ نمبر ۱۰۹۲ پر ’’أبو نعیم‘‘ کے متعلق آیا ہے کہ: ’’آپ عظیم حافظ، محدث عصر احمد بن عبداللہ بن أحمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران مہرانی اصفہانی صوفی تھے۔‘‘

صفحہ نمبر ۱۱۷۰ پر ’’کتانی‘‘ کے متعلق آیا ہے: ’’آپ امام، محدث، مفید دمشق، أبو محمد عبدالعزیز بن أحمد بن محمد بن علی تمیمی دمشقی صوفی تھے۔‘‘

چوتھے حصے میں صفحہ نمبر ۱۳۵۶ پر ’’شیرازی‘‘ کے متعلق آیا ہے کہ ’’آپ امام حافظ، سیاح، أبو یعقوب یوسف بن احمد بن ابراہیم صوفی، مفید بغداد اور مسافر خانہ ارجوانی میں شیخ صوفیہ تھے۔‘‘

دوسرے حصے کے آخر میں جو ’’تذکرۃ الحفاظ‘‘ کا آخری حصہ ہے، آیا ہے کہ ’’میں نے شیخ، امام، محدث، مفید جماعتِ صوفیہ ابوالحسن علی بن مسعود بن نفیس موصلی کی صحبت اختیار کی اور ان سے کئی باتیں سنیں، آپ ایک دیندار، نیک صوفی اور پاکباز شخص تھے۔ اور میں نے مفیدِ طلباء، محدث، امام متیقن، لغوی، صفی الدین محمود بن ابوبکر ارموی ثم قرافی صوفی سے بھی سماعت کی ہے۔ مزید میں نے امام، محدثِ اوحد واکمل، فخر الاسلام، صدرالدین ابراہیم بن محمد بن مؤید بن حمویہ خراسانی جوینی شیخ صوفیہ سے بھی سماعت کی ہے۔‘‘

میں نے اس چیز کا مشاہدہ کیا ہے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس طرح کے کئی مشائخ صوفیہ کا ذکر کیا

Marfat.com

جبکہ ان میں کسی کے متعلق انہوں نے نہیں کہا کہ میں نے ان کی صحبت اختیار کی مگر ان میں سے ہر ایک کے متعلق کہا۔ ''آپ متدین، نیک، صاحبِ تصوف و پاکباز تھے۔''

اور تیرے لئے حافظ ابن رجب رحمہ اللہ کی مثال ہے جو ان کے سوانح حیات میں آیا ہے، چنانچہ ''ذیل طبقات الحنابلہ'' میں ہے کہ ان میں سے کئی حضرات کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ صوفی تھے اور مزید اس کی مثال کو دوسرے حصے میں صفحہ نمبر ۲۱۱ پر امام ابو محمد عبداللہ بن علی بغدادی رحمہ اللہ کے سوانح حیات میں دیکھا جا سکتا ہے۔

حافظ ضیاء مقدسی نے کہا: ''ہمیں ابوالفضل عبدالواحد بن سلطان نے بغداد میں خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے محمد مقری نے خبر دی، آپ نے انہیں اجازت دی اور اپنا یہ شعر سنایا!

ترک التکلف فی التصوف واجب ومن المحال تکلف الفقراء
ثم اذا امتد الظلام رأیتھم یترکعون ترکع القراء
فاذا رأیت مخالفا لفعالھم فاحکم علیہ بمعظم الاغواء

تصوف میں ترکِ تکلف واجب ہے جبکہ تکلف فقراء محال ہے
پھر جب تاریکی چھا جاتی ہے تو انہیں قراء کی طرح رکوع کرتے ہوئے پاؤ گے
تو جب کسی کو انکے کاموں کا مخالف پائے تو اس پر بڑی گمراہی کا حکم لگا

دوسرے حصے میں صفحہ نمبر ۳۲۹ پر مذکور ہے ''ابراہیم بن علی بن احمد بن فضل واسطی صالحی ایک فقیہ، زاہد، عابد، شیخ الاسلام، برکتِ شام، قطبِ وقت، تقی الدین ابو اسحاق تھے۔''

اور صفحہ نمبر ۳۵۱ پر ہے کہ: ''علی بن مسعود بن نفیس بن عبداللہ موصلی ثم حنبلی ایک محدث و صوفی شخص تھے۔''

صفحہ نمبر ۳۵۳ پر ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عمر بن ابوالقاسم بغدادی مقری ایک محدث و صوفی تھے اور اسی طرح ابو یعلی نے امام احمد بن حنبل کے شاگردوں کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ آپ اکثر صوفیہ کے حوالے سے ان کے ذکر کے دوران فرمایا کرتے تھے کہ وہ صوفی ہے، چنانچہ حافظ قاضی ابوالحسن بن ابو یعلی نے طبقات کے پہلے حصے کے صفحہ نمبر ۳۶ پر کہا ہے کہ ''احمد بن حسن بن عبدالجبار بن راشد ابو عبداللہ صوفی نے علی بن جعد، ابو نصر، تمار، یحییٰ بن معین اور دوسرے کئی صوفیہ سے سماعت کی، جبکہ ہمارے امام سے بھی کئی چیزیں نقل کی ہیں۔''

Marfat.com

اسی طرح صفحہ نمبر ۴۱۸ پر ہے کہ یوسف بن حسن بن علی ابویعقوب رازی مشائخ صوفیہ میں سے تھے۔ آپ ایک کثیر الاسفار شخص تھے، آپ نے ذوالنون مصری، ابوتراب نخشبی اور ابوسعید خراز کی صحبت اختیار کی، ذوالنون سے حکایت کی اور انہوں نے ہمارے امام احمد سے بھی سنا۔

اصحابِ حدیث وفقہ کی کتب میں بیان کردہ ان نقول کو دیکھنے والوں کے لئے واضح ہو جاتا ہے کہ لفظِ صوفی سے مراد یہ ہے کہ وہ تقویٰ کے بلند درجے تک پہنچ چکا ہے اور یہ تصور کرنا کسی صورت ممکن نہیں ہے کہ یہ ائمہ، (جن کے احکام کو پوری امت نے احادیث نبویہ کی صحت کے حوالے سے قبول کیا) اسلامی منہج میں دخیل ہیں، کیونکہ کچھ لوگ اس طرح کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم انہیں صوفیہ کا نام کیوں دیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ھو سماکم المسلمین من قبل'' اسی نے تمہارا نام شروع سے مسلمان رکھا ہے۔ تو آیا کیا ان عظیم حضرات سے اس آیت کی فہم غائب ہوگئی تھی یہاں تک کہ انہوں نے اس پر عمل چھوڑ دیا اور اسے بغیر تبصرے وتجزیے کے طلاق دے دی؟ یقیناً انہوں نے جانا، سمجھا اور مانا کہ اس لفظ کا اطلاق آیت کریمہ کے متعارض نہیں ہے، جس طرح گزرا ہے کہ امام شاطبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب۔ ''الاعتصام'' میں اس کی وجہ تسمیہ اور اس کے ظہور کی ابتداء کی وضاحت کرتے کہا ہے کہ یہ ایسی قوم کی صفت ہے جس نے اسلام کے جملہ مبادیٔ مثلاً: عبادت، جہاد فی سبیل اللہ اور اعلاء کلمۃ حق وغیرہ کی مکمل پابندی کی جیسے عزالدین بن عبدالسلام، تو آپ نے تاتاریوں کے خلاف جہاد میں شرکت کی اور جملہ ممالیک کو بیچ دینے کا فتویٰ دیا، اسی طرح ابوالحسن شاذلی جنہوں نے معرکہ منصورہ میں شرکت فرمائی تھی اور ان کے علاوہ کئی بزرگ ہیں جن کی یہاں مثالیں دی جا چکی ہیں، تاکہ اس بات کو باطل قرار دیا جائے کہ وہ صرف عبادت وزہد کا اہتمام کرتے ہیں جبکہ جہاد میں شرکت نہیں رکھتے، بلکہ وہی حقیقت میں ''رھبان اللیل و فرسان النھار'' (رات کے راہب اور دن کے مجاہد) کے لقب کے مستحق ہیں، لہٰذا لفظِ صوفیہ کا ان پر اطلاق اس طرح ہے جس طرح صحابہ یا تابعین پر ہے کہ انہوں نے بھی لفظ مسلمین پر اقتصار نہیں کیا تھا۔ آخر میں ان ناقابل ابطال دلائل کے بعد، جو ان جلیل علماء کے اقوال کی صورت میں ہیں، جن کی گواہی اور ان کی آراء کے ساتھ استدلال پکڑنے سے مختلف علوم وفنون مثلاً فقہ، اصول، تفسیر، حدیث وغیرہ میں کوئی باحث یا محقق بے نیاز نہیں ہوسکتا، کیا کوئی عقلمند شخص تصوف اور صوفیہ کی اہل السنت والجماعت کی طرف نسبت کرنے میں شک کرسکتا ہے؟ جو کتاب وسنت کو مضبوطی کے ساتھ

Marfat.com

تھامے ہوئے ہیں مگر صرف اس وقت جب ذاتی خواہش اور تعصب، اس کے اور صحیح علمی تحقیق اور حقیقت کے درمیان حائل ہو جائے، تاہم ہم تو سنتے آئے ہیں کہ سچے صوفیہ وہ کبار علماء ہیں جنہوں نے امت کی دین حنیف کی مختلف فروع میں اپنی مولفات کے ذریعے خدمت کی اور جب ہم چاہیں کہ کسی کو سلف صالحین کی طرف منسوب کریں تو ان کے علاوہ کسی کو نہیں پاتے، لہٰذا صوفیہ اور سلفیہ کے درمیان اختلاف کا وجود صحیح نہیں ہے، بلکہ اختلاف تو ان لوگوں کے غیر کے درمیان ہے جو اپنے انتساب کا دعویٰ سلفیہ کی طرف کرتے ہیں۔

سنو! لہٰذا ہر اس مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے جو حقیقت کا متلاشی ہے بلکہ اس کے لئے زیادہ مناسب ہوگا کہ وہ ان نصوص وحوالہ جات کا مطالعہ کرے، جن کو میں نے مختلف کتب سے نقل کیا ہے، تاکہ وہ ان حضرات کے سلوک کی حقیقت پر غور کرے اور ان کے بارے میں فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرے، مگر مکمل تحقیق وتمحیص کے بعد کیونکہ حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے، وہ اسے حاصل کرتا ہے جہاں اُسے پاتا ہے، اسی وجہ سے ان حضرات پر، یا اس نام پر، جس کے حوالے سے اختلاف بڑھ گیا ہے، حملہ کرنے کا کوئی سبب نہیں ہے اور کیا یہ لقب نسبت ہے، تو اصطلاح میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح ہی شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس سے ہماری مراد اصل میں وہ جوہر مضمون، عقائد اور آراء ہیں، جن پر یہ صوفیہ حضرات قائم ودائم ہیں۔

یہ دیکھتے ہوئے کہ موضوع کئی طرح کے دلائل پر مشتمل ہے، لیکن جگہ کی تنگی کے باعث اسی مقدار پر اکتفاء کروں گا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ ہمیں اقوال وافعال میں سچ عطا کرے اور حق کو حق دکھائے، اس کی اتباع کی توفیق دے اور باطل کو باطل دکھائے اور اس سے اجتناب کی توفیق عنایت کرے اور لغزشوں سے بچائے اور گمراہی وبے راہ روی سے محفوظ رکھے، یقیناً وہ بہت سننے والا اور خوب قبول فرمانے والا ہے۔

علامہ شیخ محمد صدیق غماری حسنی [۱] کا مقالہ بعنوان

''(تصوف، (مقام احسان) حقائق اسلام کا تیسرا رکن''

علامہ شیخ محمد بن صدیق غماری حسنی نے کہا کہ: تصوف دین اسلام کے حقائق (اسلام، ایمان،

Marfat.com

احسان) کا تیسرا رکن ہے اور سلوک، تزکیہ اور تصوف کے وجوب پر دلیل یہ ہے کہ وہ حتمی طور پر واجب ہے کیونکہ انسان کا دین مکمل نہیں ہوتا مگر اسی کے ساتھ اور اس کا بیان کئی وجوہ پر مشتمل ہے:

پہلی وجہ: یقیناً یہ وہ ''مقام احسان'' ہے، جو دین کے ان تین ارکان میں ایک ہے جن کی جبریل علیہ السلام کی طویل حدیث میں وضاحت کی گئی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ دین کی اتباع اس کی جمیع ارکان (ایمان، اسلام، احسان) کے ساتھ واجب ہے۔ اس موضوع کے حوالے سے میرے والد کے ایک فتوے میں آیا ہے کہ پہلا شخص جس نے طریقت کی بنیاد رکھی، تو آیا اس کی اساس وحی سے ثابت ہے؟ تو تجھے جان لینا چاہیے کہ طریقت کے احکام کی اساس دین محمدی کے ان جملہ اساسیات میں سے ہے، جن کی آسمانی وحی نے بنیاد رکھی، کیونکہ یہ بلاشک وشبہ وہ مقام احسان ہے جو دین کے ان تین ارکان میں سے ایک ہے جنہیں نبی کریم ﷺ نے الگ الگ بیان کرنے کے بعد انہیں دین قرار دیا اور فرمایا: ''هذا جبريل جاء يعلمكم دينكم'' [۲] یہ جبریل علیہ السلام ہے، جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آیا تھا، لہٰذا اس کا خلاصہ جس کی طرف طریقت دعوت دیتی اور اشارہ کرتی ہے یقیناً وہ ایمان واسلام کی تصحیح کے بعد مقامِ احسان ہے، تا کہ ان میں داخل ہونے والا اور ان کی طرف بلایا جانے والا دین کے تین ضامن مقامات کو سمیٹ لے، اس لئے کہ ان کے سمیٹنے والے اور ان پر قائم رہنے والے کے لئے دین وآخرت میں ابدی سعادت ہے، اور ضامن اس لئے کہ ان کے سمیٹنے والے کے لئے دین کا کمال ہے، تو جس طرح حدیث میں تین ارکان کے متعلق عبارت ہے کہ جو اس مقام احسان یعنی طریقت میں ناقص ہے، اس کا دین بھی بلاشک وشبہ ناقص ہے کیونکہ وہ اس کے ارکان میں سے ایک رکن کا تارک ہے۔

اسی وجہ سے انصاف پسند لوگوں نے طریقت میں داخل ہونے اور تصوف کے راستے پر چلنے کو واجب عین قرار دیا ہے، جبکہ وجوب پر ان کا استدلال عقلی ونقلی طور پر واضح ہے، جسے اس وقت تفصیل سے بیان کرنا ہمارے بس میں نہیں ہے۔

قرآنِ کریم نے یقیناً تصوف اور طریقت کے بعض احوال کو بیان کیا، جن میں ہمارے لئے بہت کفایت ہے جیسے: مراقبہ، محاسبہ، توبہ، انابت، ذکر، فکر، محبت، توکل، رضا، تسلیم، زہد، صبر، ایثار، صدق، مجاہدہ، خواہش کی مخالفت اور نفس، اور اسی طرح نفوس (نفس لوّامہ، اَمّارۃ، مطمئنۃ)، اولیاء صالحین، صدیقین اور مؤیدین وغیرہ کے حوالے سے بھی بات کی، جن کے بارے میں اہل تصوف

Marfat.com

وطریقت اکثر گفتگو کرتے رہتے ہیں، (تو تو جان اور غور کر کیونکہ یہ ایک بہت نفیس بحث ہے۔)

دوسری وجہ: یقیناً تصوف وہ علم ہے جو نفوس کی علل، ان کی بیماریوں، ان کے علاج اور ان کی دواء کے متعلق تحقیق کا کفیل ہے، تاکہ وہ فلاح وکمال کے درجے تک پہنچ جائیں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ضمن میں داخل ہو جائیں: "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا" (سورۃ الشمس، آیہ نمبر ۹) یقیناً وہ مراد کو پہنچ گیا جس نے اسے (نفس) ستھرا کیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نفس کا اس کی امراض اور گندگیوں کا علاج ایسا معاملہ ہے جو شریعت کی رُو سے واجب ہے اور اس کی صحت مند ذہن بھی تحسین کرتا ہے، اور اگر یہ نہ ہو تو انسان وحیوان کے مابین فرق مشکل ہو جاتا ہے۔

تیسری وجہ: یقیناً تصوف: اخلاق کی تہذیب، اُن کا تزکیہ، خواہش نفس کی مخالفت، عظیم امور سے اخذ اور شہوات کے گھڑے سے نفس کو دور کرنے کا نام ہے، کیونکہ اس ذات کی طاعت میں ایسی روحانی لذت ہے جس کے سامنے دنیا کی بڑی سے بڑی لذت چھوٹی ہو جاتی ہے۔

چوتھی وجہ: یقیناً تصوف: صحابہ، تابعین اور ان سلف صالحین کے اخلاق سے عبارت ہے، جن کی ہمیں اقتداء کرنے اور ان کی ہدایت سے روشنی حاصل کا حکم دیا گیا ہے۔

میرے والدؒ نے اس بات کو اپنے اُس فتوے میں واضح کیا جس کا کچھ حصہ ہم نے ابھی نقل کیا ہے، آپ نے اپنی گذشتہ گفتگو کے بعد فرمایا تھا کہ تیرا کہنا، کیا طریقت کی اساس وحی سے ثابت ہے؟ تو لہٰذا اس کا جواب گذشتہ گفتگو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ دین کا حصہ ہے بلکہ یہ اس کا عظیم ترین رکن ہے تو لازماً وحی کی اساس پر ہے، جس طرح ہم نے دیکھا کہ صحابہ کرام ایسی حالت پر تھے، جو ان کے متعلق ہم تک تواتر سے پہنچی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کی طرف وہ جلدی کرنے والے، ہر صورت اس میں پہلے داخل ہونے والے، اس کے مقتضیات پر عمل کرنے والے اور اس کے اسرار وثمرات کو چکھنے والے تھے، اسی وجہ سے وہ زہد فی الدنیا، مجاہدۂ نفس، حب خدا، رسول ودارِ آخرت، صبر، ایثار، رضا وتسلیم اور ان کے علاوہ ان اخلاق کی انتہاء پر تھے جو اللہ ورسول کے ہاں محبوب اور ان کی قربت کا سبب ہیں، اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرا نام تصوف وطریقت ہے۔

اور اسی طرح وہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس عظیم حالت پر تھے جس پر ان کے اُتباع بھی بعد میں رہے

Marfat.com

اور اتباع الاتباع (تبع تابعین) بھی، یہ چیز چلتی رہی، یہاں تک کہ بدعات کا ظہور ہوا، اعمال پیچھے رہ گئے، لوگ دنیا میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنا شروع ہو گئے، خواہشات کو ان کی موت کے بعد دوبارہ زندگی ملی، پھر اسی وجہ سے انوارِ قلوب ختم ہو گئے، دین میں وہ کچھ پیدا ہوا، جو پیدا ہونا تھا، حقائق کم ہونا شروع ہو گئے، اس کی ابتداء پہلی صدی ہجری کے اواخر سے ہوئی اور ہر خرابی سال بعد سال بڑھتی رہی، یہاں تک کہ یہ ایسی حالت تک پہنچی، جس سے سلف صالحین کو دین کے حوالے سے ڈر لگا، تو اس وقت کے علماء، اس عظیم دین کی حفاظت و دفاع کے لئے کمر بستہ ہو گئے، تو ان میں ایک گروہ مقام اسلام کی حفاظت و دفاع اور اس کے فروع و قواعد کے ضبط کے لئے کھڑا ہو گیا اور دوسرا مقام ایمان کی حفاظت و دفاع اور اس کے اصول و قواعد کے اس حد تک ضبط کے لئے کھڑے ہوا جہاں پر ان کے سلف صالحین تھے، جبکہ تیسرا ''مقام احسان'' کی حفاظت و دفاع اور اس کے اعمال و احوال کے ضبط کے لئے آگے بڑھا، تو پہلے گروہ سے ائمہ اربعہ اور ان کے اتباع (فقہاء) ہیں، جنہوں نے اسلام کے ارکانِ خمسہ: نماز، زکوٰۃ، روزے، شہادتین، حج کے اصول کا اہتمام کیا اور دوسرے گروہ سے اشعری اور ان کے شیوخ واصحاب (علماء کلام و توحید) تھے اور تیسرے سے جنید بغدادی اور ان کے شیوخ و اصحاب (صوفیہ کرام) تھے۔

لہٰذا اس بناء پر جنید علیہ الرحمہ طریقت کے بانیوں میں سے ہیں، کیونکہ ہم نے ذکر کیا تھا کہ یہ وحی الٰہی سے ثابت ہے یعنی کتاب اللہ پھر سنتِ رسول اور عملِ صحابہ سے، جو وحی خدا کی حقیقی تطبیق ہے، جبکہ جنید بغدادی وغیرہ کی طرف طریقت کی نسبت اس لئے کی جاتی ہے کیونکہ انہوں نے اس کے قواعد و اصول کی حفاظت و دفاع اور اس پر عمل کرنے کی طرف دعوت دینے کے چیلنج کو اس وقت قبول کیا تھا، جب لوگ ان سے دور بھاگ رہے تھے اور بالکل اسی وجہ سے عقائد کی نسبت اشعری وغیرہ کی طرف اور فقہ کی ائمہ اربعہ کی طرف کی جاتی ہے، باوجود اس کے کہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی وحی کا حصہ ہیں۔

یہ ایسی دور رس تحقیق ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیز جس کا نام، اب تصوف و طریقت ہے، اس نے کبھی ان اخلاقِ فاضلہ اور صفاتِ جمیلہ سے تجاوز نہیں کیا جن پر اصحاب کرام اور تابعین عظام تھے اور جن کے آراستہ ہونے کا اللہ تعالیٰ اور اس کے پاک رسول نے حکم دیا اور ان کے اصحاب کی ایک سے زیادہ آیات و احادیث میں مدح سرائی ہوئی۔

Marfat.com

پانچویں وجہ: یقیناً طریقت میں مشائخ کاملین کی صحبت، ان کی اقتداء اور ان کی ہدایت سے روشنی حاصل مقصود ہوتا ہے، جس کی اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت میں نصیحت کی: "واتبع سبیل من أناب الی" (سورۃ لقمان، آیت نمبر:۱۵) جو شخص میری طرف انابت اختیار کرتا ہے، اسی کی اتباع کرو، اسی طرح امام زروق نے فرمایا: "انابت نہیں ہوتی مگر ایسے واضح علم، صحیح عمل اور ثابت حال کے ساتھ جس سے نہ تو کتاب متناقض ہو اور نہ ہی سنت۔"

چھٹی وجہ: یقیناً طریقت، انسان کی بصیرت کو منور کرتی ہے اور وہ اپنی ہمت کے ساتھ بلند ہوتا ہے، یہاں تک کہ اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہتا مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کا کسی پر اعتماد نہیں ہوتا مگر اس پر، تو وہ مخلوق کی طرف التفات سے محفوظ راز کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے، ان کی توقع سے بلند ہمت والا، حق کے ساتھ قناعت کرنے والا، تمام احوال میں حقیقت کو تلاش کرنے والا اور اقوال وافعال میں شریعت کا حامل ہوتا ہے، بلاشبہ یہ بلند ترین چیز ہے جس کی مومن خواہش کر سکتا ہے اور اسی کی طرف ابن عباس کے لئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے درج ذیل قول میں اشارہ کیا تھا: "اذا سألت فاسأل الله واذا استعنت فاستعن بالله[۳]" جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب مدد طلب کرے تو اللہ سے مدد طلب کر۔

مزید آپ ﷺ نے تین صحابہ سے بیعت لی تھی، جن میں ایک ثوبان، آپ کے غلام اور صدیق آپ کے ساتھی تھے، اس بات پر کہ وہ لوگوں سے کچھ نہیں مانگیں گے، یہ اس لئے کہ مخلوق سے بلند ہمت ہونا اور رب سے التجاء کرنے پر اکتفاء کرنا ہے۔

ساتویں وجہ: یقیناً طریقت کسی عارف شیخ مرشد کی صحبت کی وجہ سے نفس کی آلائشوں سے نکلنا اور مرید کو ہر اس چیز سے محفوظ رکھنا ہے، جو اسے اللہ تعالیٰ تک رسائی میں رکاوٹ بن سکتی ہو، جس طرح جہالت، غرور کی مختلف اقسام اور خواہشاتِ نفس کے ایسے اسباب، جو نور کے بجھانے اور دِل کی تاریکی میں ڈالنے والے ہوں، چنانچہ اسی وجہ سے ابن عطاء اللہ سکندری "لطائف المنن" میں کہتے ہیں: "تیرا شیخ وہ ہے جو تجھے خواہشات کی جیل سے نکال دے اور مولیٰ کے پاس لے جائے اور تیرا شیخ وہ ہے جو ہمیشہ تیرے دل کے آئینے کو صاف کرتا رہے، یہاں تک کہ اس میں تیرے رب کے انوار ظاہر ہونے لگیں اور تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھ کھڑا کر دے تو تُو اس کی طرف اٹھ کھڑا ہو اور تجھے وہ چلائے یہاں تک کہ تُو اس تک پہنچ جائے اور ہمیشہ تیرے سامنے

Marfat.com

رہے یہاں تک کہ اس کے سامنے پہنچادے پھر تُو اس کی بارگاہ میں پکارے ''ھا أنت ور بک ''
یہ تُو ہے اور یہ تیرا رب ہے۔''

اور مزید کہا: ''یقیناً اقتداء اس ولی کی ہوتی ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے تیری راہنمائی کی ہو اور اس کی ان خصوصیات پر تجھے مطلع کیا ہو، جو اسے اس نے ودیعت کی ہیں، تو وہ تجھ سے وجودِ خصوصیت میں شہودِ بشریت کو چھپالے تو تُو اپنی زمام اس کے سپرد کردے وہ تجھے ہدایت کے راستے پر چلائے، تجھے نفس کی آلائشات سے آگاہ کرے، تجھے تیرے رب کی طرف التفات کرنے کا حکم دے، اس کے ماسوا سے فرار کی تعلیم دے، تجھے اپنی طریقت پر چلائے، یہاں تک کہ تُو اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرلے۔ تجھے تیرے نفس کی برائیوں سے آگاہ کرے، تیری طرف اللہ تعالیٰ کے احسانات کو جنوائے کیونکہ یہ تجھے تیرے نفس کی برائیوں کی معرفت، ان سے بھاگنے اور ان کی طرف مائل نہ ہونے میں مفید رہے گی۔ اسی طرح تیری طرف اللہ تعالیٰ کے احسانات کا علم، اس کے شکر کو بجالانے اور اس کے سامنے ساعات کو ہمیشہ گزارنے کے لئے نفع مند ہوگا۔''

مزید فرمایا: ''اگر تُو کہتا ہے کہ اس صفت کا ولی کہاں سے آئے گا؟ یقیناً تُو نے مغرب کی عجیب و غریب عنقاء کی طرف میری راہنمائی کی ہے! تو تُو جان لے کہ مرشدین کے وجدان کی اتنی حاجت نہیں ہے جتنی تجھے ان کی طلب میں صدق کے وجدان کی ضرورت ہے، کہا گیا ہے: ''جد صدقا تجد مرشداً، صدق میں مضبوط ہو مرشد پالے گا۔ اس حوالے سے تیرے سامنے کتاب اللہ کی دو آیات ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''أمن یجیب المضطر اذا دعاہ'' (سورۃ النمل، آیت نمبر ۶۲) یا وہ تو لاچار کی سنتا ہے جب وہ اسے پکارے؟ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: '' فلو صدقوا اللہ لکان خیرًا لھم'۔ (سورۃ محمد، آیت نمبر ۲۱) تو اگر وہ اللہ تعالیٰ سے سچے رہتے تو ان کا بھلا تھا۔ لہٰذا اگر تُو ایسے شخص کی طرف مجبور ہو جو تجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچادے ایک پیاسے کی طرح پانی کی طرف اور ڈرنے والے کی طرح امن کی طرف، تو تُو اس کو اپنی طلب کے وجود سے زیادہ قریب پائے گا اور اگر تُو اللہ کی طرف اس طرح مجبور ہو جس طرح ایک ماں اس بچے کی طرف مجبور ہوتی ہے، جب وہ اس سے گم ہو جائے، تو تُو حق کو اپنے قریب پائے گا اور وہ تجھے جواب دے گا اور تُو بغیر مشکل کے رسائی حاصل کرے گا اور حق اس سے بھی باآسانی تیری طرف ضرور متوجہ ہوگا۔''

آٹھویں وجہ: یقیناً طریقت میں اللہ کا کثرت سے ذکر کرنا اور اس کی طرف صحبتِ شیخ کے ذریعے مدد

Marfat.com

طلب کرنا مقصود ہوتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ذکر اللہ قلوب کے تصفیے اور ان کے اطمینان کے طرف بلاتا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''الا بذکر اللہ تطمئن القلوب'' (سورۃ الرعد، آیت نمبر۲۸) سن لو! اللہ تعالیٰ ہی کے ذکر میں قلوب کا اطمینان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نہ تو کوئی قید، نہ شرط اور نہ ہی انتہاء مقرر کی ہے جب فرمایا: ''یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً و سبحوہ بکرۃً و اصیلاً'' (سورۃ الاحزاب، آیت نمبر۴۱)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کیا کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کیا کرو۔ تو لہٰذا ان وجوہ کی وجہ سے جن کا ذکر ہم نے ابھی کیا ہے، طریقت کا اختیار کرنا واجب اور ان کے اہل کی لڑی میں پرویا جانا لازمی امر ہے، جبکہ ہم اس چیز کا انکار نہیں کرتے کہ طریقت میں بدیسی، دعویدار، جاہل اور بے وقوف لوگ داخل ہو چکے ہیں اور انہوں نے طریقت کو سیڑھی کے طور پر اپنایا ہے، تاکہ وہ اپنی اعراض وشہوات کو حاصل کر سکیں اور انہوں نے اس میں ایسی بدعات کو نکالا، جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نازل کردہ سلطان نہیں ہے، جبکہ ان کا خیال ہے کہ وہ اہل طریقت وحقیقت ہیں، ان کے لئے شریعت میں محرمات جائز ہیں، اور انہوں نے جھوٹ بولا کہ شریعت اور حقیقت دو الگ الگ قسمیں ہیں، جبکہ شریعت نے حقیقت کی کبھی مخالفت نہیں کی مگر ایک جاہل کی نظر میں، لہٰذا اس طرح کے لوگ ذرہ برابر بھی صوفیہ نہیں ہیں اور یہی وہ پہلے لوگ ہیں جن سے صوفیہ براءت کا اظہار کرتے ہیں۔

یہ واضح ظلم ہے کہ کچھ لوگ ان جہلاء کے کاموں کو دیکھتے ہیں، تو صوفیہ وتصوف پر حجت بنا دیتے ہیں۔ تو لہٰذا تصوف صرف کتاب وسنت کی اتباع سے عبارت ہے اور صوفیہ ہی ایسی قوم ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے نفوس کے ساتھ جہاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت سے نوازا۔ ''وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ'' (سورۃ العنکبوت، آیت نمبر۶۹) جنہوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا، ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھائیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ نیکوں کے ساتھ ہے۔

تیرا رب عزت والا رب ہے اور اس سے پاک ہے جو وہ کہتے ہیں، تمام مرسلین پر سلام ہو اور تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، جو دونوں جہانوں کا رب ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ پر درود وسلام اور برکتیں نازل فرمائے، جو پہلوں اور بعد والوں کے سردار ہیں اور اسی طرح آپ

Marfat.com

کی آل، آپ کے اصحاب اور اللہ تعالیٰ کے تمام اصفیاء پر بھی۔ اللہ تعالیٰ ہی نعمت وتوفیق کا مالک ہے۔

....

حواشی

1: آپ مغرب (مراکش) میں صوفیہ کی جماعت کے شیخ ہیں، آپ کئی فضائل کے مالک تھے، عارف باللہ کے لقب سے مشہور تھے، آپ نے مغرب میں علم وتصوف کی ایک بہت بڑی درگاہ کی بنیاد رکھی تھی، آپ کے متعلق کئی فاضل علماء نے کتابیں تصنیف ہیں، جن میں ایک آپ کے بیٹے سید احمد نے "التصور والتصديق في أخبار الشيخ سيد محمد بن صديق" کے عنوان سے کتاب لکھی اور یہ طبع ہو چکی ہے، (دیکھئے: "حسن التلطف فی بیان وجوب سلوک التصوف")

2: یہ جبریل علیہ السلام کے نبی کریم ﷺ سے اسلام، ایمان، احسان کے متعلق سوال والی حدیث کا آخری حصہ ہے، یہ حدیث صحیح ہے، اس کی تخریج پر اصحاب صحاح ستہ نے اتفاق کیا ہے۔

3: یہ ایک طویل حدیث کا کچھ حصہ ہے، اسے مکمل طور پر امام احمد نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے (نمبر ۲۶۶۹، شاکر کی تحقیق کے ساتھ) اور ترمذی نے ذکر کیا (نمبر ۲۶۳۵) اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم کی "المستدرک" جلد نمبر ۳، صفحہ نمبر ۵۴۱، اور ابو نعیم کی "الحلیۃ" جلد نمبر ۱۰، صفحہ نمبر ۳۱۴ اور قضاعی کی "مسند الشہاب (نمبر ۷۴۵) اور ان کے علاوہ کئی نے ذکر کیا ہے اور یہ "اربعین نوویہ" کی انیسویں حدیث ہے جس پر اسلام کا دارومدار ہے۔

تراجم ائمہ وصوفیہ

1: حضرت ابوالحسن اشعری علیہ الرحمہ (متوفی ۳۲۶ھ)، آپ کا پورا نام علی بن اسماعیل ہے، بصرہ میں ۲۷۰ھ میں پیدا اور بغداد میں فوت ہوئے، شروع میں معتزلہ کے مذہب پر تھے لیکن اپنے استاذ سے اختلاف کے بعد اہل سنت کے داعی بنے، معتزلہ کے رد میں کئی مقالات لکھے، کئی تلامذہ پیدا کئے، تین سو سے زیادہ کتب کے مصنف ہیں، تصانیف میں مقالات الاسلامیین، کتاب الابانۃ اور التبیین عن اصول الدین بہت مشہور ہیں،

Marfat.com

تیس جلدوں پر مشتمل ایک تفسیر بھی لکھی، (مزید تفصیل آگے آرہی ہے)

2: شیخ محمد بن عبدالوہاب علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۰۶ھ)، آپ ۱۱۱۵ھ میں پیدا ہوئے، فقہ واعتقاد میں امام ابن تیمیہ علیہ الرحمہ (متوفی ۷۲۸ھ) کی کتب ورسائل کا امعانِ نظر سے مطالعہ کیا اور اپنایا، یہاں تک کہ پورے جوش و خروش کے ساتھ اس کی اشاعت وتبلیغ شروع کردی، دیکھتے ہی دیکھتے ایک گروہ تیار ہوگیا اور چھوٹی سی مملکت بھی بنالی کیونکہ محمد بن عبدالوہاب کے حامیوں میں ایک کے خسر محمد بن سعود تھے جو مملکت سعودیہ کے جدِ اعلیٰ ہیں، اس نے افکار ابن تیمیہ علیہ الرحمہ کی حمایت کی اور یہ مملکت ان کی اتباع میں چلنا شروع ہوگئی اور کئی طرح کی پابندیاں لگادی گئیں اور بلادِ قریبہ میں بھی اس دعوت کی آواز سنائی دی، وہاں بھی حمایت حاصل ہوئی، اس طرح اسے دعوتِ محمد بن عبدالوہاب پھر دعوتِ سلفیہ کہا گیا۔

3: حضرت ابوبکر صدیقؓ (متوفی ۱۳ھ)، پہلے خلیفہ راشد تھے، نام عبداللہ، کنیت ابوبکر، صدیق وعتیق لقب، عثمان والد کا نام اور ان کی کنیت ابوقحافہ تھی، والدہ کا نام ام سلمی، ان کی کنیت ام الخیر تھی، آپ کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں آنحضرت ﷺ تک پہنچتا ہے، آپ آزاد وبالغ مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے، تمام اہم مواقع پر آپ اکے ساتھ رہے، آپ ۲ سال ۳ ماہ اور ۸ دن تقریباً خلافت کے منصب جلیل پر فائز رہے، اس قلیل مدت میں لاتعداد کارنامے انجام دیئے۔

4: حضرت عمرؓ (متوفی ۲۳ھ)، دوسرے خلیفہ راشد تھے، خلافت کا دورانیہ: ۱۳، ۲۳ھ ہے، سب سے پہلے امیر المؤمنین کا لقب آپ کو ملا، آپ کی خلافت میں اسلامی لشکر، جس کی قیادت عمرو بن العاص، ابوعبیدہ بن الجراح، یزید بن ابوسفیان، خالد بن ولید اور سعد بن ابی وقاصؓ، کے ہاتھ نے بلادِ اسلامیہ کو فتح کیا، طریقت میں آپ کے بہت رموز ہیں، آپ نے فرمایا: ''گوشہ نشینی بری صحبت کی نسبت باعثِ راحت ہے۔''

5: حضرت عثمانؓ (متوفی ۳۵ھ)، ان کا نسب آنحضرت ﷺ سے عبد مناف پر جا ملتا ہے، ان کا لقب ذوالنورین، اس وجہ سے ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں یعنی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا یکے بعد دیگرے ان کے عقدِ نکاح میں آئیں، ان میں حد درجے کی حیا تھی، سادہ کھانا اور سادہ لباس زیب تن کرتے تھے، تیسرے خلیفہ راشد تھے، اپنی خلافت کے ایام میں اونٹ پر اپنے پیچھے اپنے غلام کو بٹھا لیتے اور اس کو معیوب نہیں مانتے تھے، ان کے اوصاف حمیدہ کثیر اور مشہور ہیں۔

6: ابوالحسن وابوتراب علی بن ابی طالب قرشیؓ (متوفی ۴۰ھ)، بچوں میں پہلے مسلمان ہوئے، اس وقت عمر ۱۵ یا ۱۶ سال تھی، آنحضور ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے، سوائے غزوہ تبوک کے، وہ بھی ضرورتاً

Marfat.com

ٹھہرائے گئے تھے، اس وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہیں میری جانب سے وہ حیثیت حاصل ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھی۔ گندم گوں تھے اور بڑی بڑی آنکھیں تھیں، خلیفہ چہارم ہوئے، آپ کی وفات جمعہ ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ کو ہوئی اور کوفہ میں مدفون ہیں، آپ کو اہل تصوف بہت مقام دیتے ہیں، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۹۷ھ) نے آپ کی نسبت کہا: ''اصول اور بلاء میں ہمارے شیخ علی المرتضیٰ ہیں۔''

7: حضرت سعید بن المسیبؒ (متوفی ۹۴ھ)، فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے، ان کے والد اور دادا دونوں صحابی تھے، سعید بن المسیب اپنے علم و عمل میں جملہ عالم کے امام مانے جاتے ہیں۔ مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ ان کے خسر تھے، درجنوں صحابہ سے مستفید ہوئے، یہی وجہ ہے کہ آپ علوم وفنون، فقہ و توحید، تفسیر، شعر اور لغت وغیرہ میں کمال مہارت رکھتے تھے، قائم اللیل تھے، صبح ہوتی تو پیر سوج جاتے تھے، کہتے تھے کہ چالیس برس سے میرا کوئی فرض جماعت کے ساتھ ناغہ نہیں ہوا۔ انہوں نے پچاس برس تک عشاء کے وضوء سے صبح کی نماز ادا کی، ان کے اقوال بہت زبردست ہیں۔

8: حضرت حسن بصریؒ (متوفی ۱۱۰ھ)، ابوعلی حسن بن ابوالحسین بصریؒ امام طریقت ہیں، علم و معاملت میں کئی لطیف اشارات ان سے منسوب ہیں، یہ شعر اکثر پڑھتے تھے:

لیس من مات فاستراح بمیّت انما المیّت میّت الأحیاء

وہ مردہ نہیں جسے موت میں راحت ملی، زندوں میں مردہ رہنے والا حقیقی مردہ ہے۔ (مزید تفصیل باب: ''صوفیہ اور جہاد'' (رھبان اللیل وفرسان النھار) میں آرہی ہے۔)

9: حضرت طاؤس یمانیؒ (متوفی ۱۰۵ھ)، چالیس حج کیے، آگ کو دیکھ کر اوسان خطا ہو جاتے تھے، ایک مرتبہ سری بھوننے والے کو تنور سے سری نکالتے دیکھا تو ان کو غش آگیا، چالیس سال تک شام کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی، حکام کے سامنے بڑے حق بولنے والے تھے، کہا کرتے تھے کہ بہتر عبادت وہ ہے جو سب سے زیادہ پوشیدہ ہو۔

10: حضرت ابراہیم تیمیؒ ۹۴ھ میں حجاج کی قید سے رہائی پائی، ان کے قید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ حجاج کا بلانے والا ابراہیم نخعی کی بجائے ان کے پاس چلا گیا اور کہا میں ابراہیم کو بلانے آیا ہوں، انہوں نے کہا کہ میں ابراہیم ہوں لیکن بلانے والے کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ تو ابراہیم تیمی ہیں، ان کا قول ہے کہ علم میں سے خوف خدا کافی ہے اور جہل میں سے اپنے عمل پر غرور بس ہے۔

Marfat.com

11: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۵۰ھ)، فقیہ، مجتہد اور محقق وقت تھے، ائمہ عرب میں شمار ہوتا ہے، کوفہ میں پرورش ہوئی، خلیفہ منصور عباسی نے بغداد کا قاضی بنانا چاہا، انکار پر قید زنداں پر ڈالے گئے یہاں تک کہ وصال ہوا، تالیفات میں سے حدیث میں ''المسند'' ہے اسے آپ کے تلامذہ نے مدون کیا، اور فقہ میں ''المخارج'' ہے، اسی طرح مجاہدہ و ریاضت میں ثابت تھے، آپ اکثر مشائخ طریقت کے استاد تھے چنانچہ ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ (متوفی ۱۶۲ھ) فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ (متوفی ۱۸۷ھ)، داؤد طائی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۶۵ھ) اور بشر حافی (متوفی ۲۲۸ھ) وغیرہ نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

12: امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۷۹ھ)، مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر اصبحی، کنیت ابوعبداللہ، ائمہ حجاز بلکہ حدیث و فقہ میں تمام انسانوں کے مقتداء تھے، آپ کے تلامذہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) جیسی ہستیاں ہیں، آپ نے امام زہری، یحییٰ بن سعید، نافع بن مکدر، ہشام بن عروہ، زید بن اسلم، ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن اور ان کے علاوہ متعدد حضرات سے علم حدیث لیا، آپ سے بھی ایک مخلوق نے اخذ حدیث کیا، ۹۵ء کو پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ کو مدینہ میں وفات ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ۸۴ سال اور بقول واقدی ۹۰ سال تھی (تصوف کے مقام کا بیان جو ان کی نظر میں تھا اس کتاب میں کئی مقامات پر موجود ہے۔)

13: امام شافعی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۰۴ھ)، محمد بن ادریس شافعی علیہ الرحمہ بمقام غزہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے، فقہ کی تعلیم مسلمہ بن خالد سے حاصل کی، آپ نے مالک بن انس علیہ الرحمہ (متوفی ۱۷۹ھ) سے بھی اکتساب فیض کیا، ائمہ اربعہ میں شمار ہوتا ہے، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ (متوفی ۲۴۱ھ) آپ کے پیروکاروں میں سے ہیں، ابتداء میں صوفیہ سے پرخاش تھی مگر جب شیبان راعی سے ملاقات ہوئی اور تقرب حاصل ہوا تو طبیعت بدل گئی، آپ کا قول ہے مجاہدہ خواص کا شیوہ ہے اور وہ اس کے ثمر کی لذت اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں۔ (تصوف و صوفیہ کے بارے میں ان کی آراء و مواقف متعلقہ مقام پر ہیں۔)

14: امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ (متوفی ۲۴۱ھ)، ابوعبداللہ احمد بن حنبل علیہ الرحمہ بنوشیبان سے تھے، بغداد میں پیدا ہوئے، حدیث اور فقہ کے امام ہیں، آپ نے کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن اور شام وغیرہ کا تحصیل علم کی خاطر سفر کیا، وہاں علماء سے اخذ حدیث کیا، آپ کے اساتذہ میں یزید بن ہارون، یحییٰ بن سعید ہیں، بغداد ہی میں وفات پائی، اس دن بیس ہزار یہودی، نصرانی اور مجوسی مسلمان ہوئے، (تصوف و صوفیہ کے ساتھ تعلق کے حوالے سے ذکر آگے آرہا ہے۔)

15: حضرت عطاء بن ابی رباح علیہ الرحمہ (متوفی ۱۱۵ھ)، یمن میں خلافت عثمانؓ کے دوران پیدا ہوئے، مکہ میں

Marfat.com

پرورش ہوئی، فضل وکمال اور زہد وورع کے لحاظ سے عظیم تابعی تھی، ان کو قرآن، حدیث، فقہ وغیرہ جملہ مذہبی علوم میں مکمل دسترس حاصل تھی، امام نووی علیہ الرحمہ (متوفی ۶۷۶ھ) کا کہنا ہے کہ وہ مکہ کے مفتی اور مشہور ائمہ میں سے تھے، بڑے بڑے ائمہ ان کے علمی کمالات کے معترف تھے، غلام تھے، امام اوزاعی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۵۷ھ) کہتے تھے کہ عطاء علیہ الرحمہ نے جس دن انتقال کیا، اس وقت وہ لوگوں میں روئے زمین کے سب سے زیادہ پسندیدہ آدمی تھے۔

16: امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۷۳ھ)، نوعمری میں حفظ قرآن کیا، یتیمی کی حالت میں بڑھے، اعلیٰ درجے کی ذہانت اور حافظے کے مالک تھے، کتابوں کے متون کو یاد کیا، مشہور اساتذہ مصر سے تعلیم پائی، جن کی تعداد دوسو سے زیادہ بنتی ہیں، شیخ الاسلام زکریا انصاری، شیخ قسطلانی شارح بخاری جیسے علماء سے اکتساب فیض کیا، علم حدیث پر آپ کی نظر فقیہانہ اور مجتہدانہ تھی۔ آپ نے فقہ وشریعت میں مطابقت پیدا فرمائی، تصوف سنی پر آپ بڑی حجت ہیں، بیک وقت فقیہہ اور صوفی تھے، ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کے زبردست حامی تھی، اپنی تصنیفات میں ان کا بہت دفاع کیا، آپ کی کتب کی تعداد تین سو سے زائد ہے جن میں "الطبقات الکبریٰ" الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الأکابر، المیزان الکبری الشعرانیة، الاجوبة المرضیة عن ائمة الفقهاء والصوفیة (غیر مطبوعہ)، الأنوار القدسیۃ فی معرفۃ آداب العبودیۃ وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

17: شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۲۹ھ): آپ شیخ عبدالوھاب شعرانی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۷۳ھ) کے ظاہری وباطنی دونوں علوم میں استاد تھے، ان کے پاس بیس سال تک شعرانی علیہ الرحمہ نے قیام کیا، شیخ الاسلام انصاری علیہ الرحمہ نہ صرف بہت بڑے عالم، محدث اور فقیہ تھے بلکہ ایک بہت بڑے روحانی بزرگ بھی تھے، ان کے متعلق شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ خود الطبقات الکبریٰ میں فرماتے ہیں: "میں بیس سال تک ان کی خدمت میں رہا، میں نے ان کو کبھی غفلت میں نہیں پایا اور نہ کبھی کسی فضول کام میں پایا، میں جب ان کے پاس بیٹھتا تھا تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میں کسی عارف وصالح بادشاہ کے پاس بیٹھا ہوں، میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو صدقہ وخیرات دیتے نہیں دیکھا، آپ صدقہ اس طرح دیتے تھے کہ اُن کے ساتھیوں اور مصاحبوں کو پتہ نہ چلتا تھا، آپ نے بعض غریبوں اور ناداروں کے لئے مستقل وظائف مقرر کر رکھے تھے۔"

18: حضرت ابوحمزہ بغدادی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۲۹ھ)، آپ نے سری سقطی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۵۷ھ) اور بشر

Marfat.com

حافی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۲۸ھ) سے اکتساب فیض کیا، فقیہ اور عالم قرآن تھے، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ (متوفی ۲۴۱ھ) اکثر ان سے رجوع کرتے تھے، روایت ہے کہ یہ خوش تقریر تھے، بغداد کی مسجد رصافہ میں وعظ کیا کرتے تھے، ان کا قول ہے کہ فقیر کی صحبت بہت سخت ہے اس پر صدیق ہی صبر کرسکتا ہے، آپ کی وفات جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۹۷ھ) سے کافی پہلے ہوئی۔

19: امام ابوعمرو عبدالرحمٰن اوزاعی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۵۷ھ)، آپ ۸۸ھ میں بعلبک میں پیدا ہوئے، پوری زندگی ملک شام میں گزری، آپ ان ائمہ تبع تابعین میں ہیں جن کا شمار دوسری صدی کے ممتاز مجتہدین مثلاً امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ (متوفی ۱۵۰ھ)، امام مالک بن انس علیہ الرحمہ (متوفی ۱۷۹ھ)، سفیان ثوری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۶۲ھ) وغیرہ کے زمرے میں ہوتا ہے، ان کی عظمت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ دوسری صدی ہجری میں فقہ و حدیث میں جو مکاتبِ فکر پیدا ہوئے، ان میں ایک کے بانی یہ امام اوزاعی علیہ الرحمہ بھی ہیں، شام میں پوری زندگی بسر کرنے کی وجہ سے یہیں پر ان کے مسلک و فتاویٰ کی ترویج و اشاعت ہوئی اور یہیں سے یہ مسلک اندلس تک پہنچا۔

20: حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمہ (متوفی ۱۶۶ھ)، اپنے طریق میں یگانۂ روزگار، معاصرین کے امام اور حضرت خضر علیہ السلام کے مرید خاص تھے، کئی متقدمین سے ملاقاتیں اور صحبتیں اختیار کرنے کا شرف حاصل ہے، امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ (متوفی ۱۵۰ھ) سے ملاقات کی اور ان سے علم حاصل کیا، ابتداء میں بلخ کے حکمران تھے، بعدازیں سب کچھ چھوڑ کر راہِ طریقت اپنائی، فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ (متوفی ۱۸۷ھ) اور سفیان ثوری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۶۲ھ) سے ملے، ایک عرصہ تک مصاحبت کی اور باقی ماندہ زندگی اپنی محنت سے کما کر روزی کھائی، بقولِ حضرت جنید علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ): ''ابراہیم تمام علوم کی چابی ہیں'' آپ علیہ الرحمہ کا قول ہے: ''خدا کی دوستی پکڑو، باقی ہر چیز سے منہ موڑلو۔''

21: حضرت علی زین العابدین علیہ الرحمہ (متوفی ۹۹ھ)، کل حسینی سید انہیں کی اولاد میں سے ہیں، راویوں نے کہا ہے کہ جب ان کے بھائی شہید ہوئے تو ان کی عمر تیرہ برس تھی مگر بیمار صاحب فراش تھے، اس لئے شہید نہ کئے گئے، آپ جب وضو کرتے تھے تو آپ کا چہرہ پیلا پڑ جاتا تھا اور فرماتے کہ کس کے حضور کھڑا ہونے جا رہا ہوں؟ آپ کا قول ہے کہ احباب کے اٹھ جانے سے وطن پردیس ہو جاتا ہے، احرار کی عبادت شکریہ کے لئے ہوتی ہے نہ کی دہشت و رغبت کے سبب۔

22: حضرت محی الدین ابن العربی علیہ الرحمہ (متوفی ۶۳۸ھ)، محققین کا تمام علوم میں ان کی بالادستی پر اجماع ہے

Marfat.com

جس طرح ان کی تصنیفات شاہد ہیں اور جنہوں نے ان کا انکار کیا وہ صرف ان کے کلام کی دقت کی وجہ سے نہ کہ کسی اور سبب یا وجہ سے، شیخ ابومدین مغربی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۹۰ھ) نے ان کو "سلطان العارفین" کا لقب دیا ہے۔ پانچ سو سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں، اکثر کا موضوع تصوف ہے، شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ (متوفی ۶۳۲ھ) ان کی ایک تحریر نقل کرتے ہیں کہ: "میرا ان کتب کی تصنیف میں ارادہ دوسرے مصنفین کی طرح نہیں ہے، میری کچھ تصانیف اس طرح معرض وجود میں آئیں کہ مجھے حق تعالیٰ کی طرف سے ایسا امر وارد ہوا تھا جو قریب تھا کہ مجھے جلا دے، اس لئے میں نے خود کو اس کام میں مشغول رکھا، میری بعض دیگر تصنیفات کا سبب یہ تھا کہ خواب یا مکاشفہ میں حق تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا تھا"، آپ کی تصنیفات میں فتوحات مکیہ، فصوص الحکم، دیوان عربی، کتاب الارواح، کتاب روح القدس وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔

23: شیخ ابن تیمیہ علیہ الرحمہ (متوفی ۷۲۸ھ)، آپ کی ۱۵ ربیع الاول ۶۶۱ھ کو پیدائش ہوئی۔ سات سال کی عمر میں حالات کی خرابی کی وجہ سے اپنے وطن حران سے دمشق منتقل ہو گئے۔ حافظہ اعلیٰ درجے کا تھا، کم سنی میں حفظ قرآن پھر فقہ و تفسیر میں کمال مہارت حاصل کی، حدیث کی مختلف کتب یاد کیں، حدیث میں آپ کے شیوخ کی تعداد دو سو سے متجاوز تھی، تفسیر آپ کا محبوب مشغلہ تھا، بعض اوقات ایک آیت کے لئے سو سو تفاسیر کا مطالعہ کرتے تھے، آپ کی دو ضخیم تصانیف: "الجواب الصحیح" اور "منہاج السنۃ" ہیں اسی طرح کتاب النوات، اقتضاء الصراط المستقیم، تفسیری ذخیرہ تیس جلدوں اور فتاویٰ متعدد جلدوں پر مشتمل ہے، ہاں ان میں دسویں اور گیارہویں جلدوں میں سی تصوف کے متعلق کافی مواد موجود ہے۔

24: حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ (متوفی ۴۶۵ھ)، علی نام اور ابوالحسن کنیت تھی، ولادت افغانستان کے شہر غزنی میں تقریباً ۴۰۰ھ میں ہوئی، کچھ عرصہ جلاب پھر ہجویر پھر لاہور رہے، تحصیل علم کا بہت شوق تھا، اپنے علاقے کے علماء کے علاوہ شام، عراق، بغداد، مدائن، فارس، کوہستان، آذربائیجان، طبرستان، خراسان اور ماوراء النہر کے اسلامی صوبوں میں مشہور علماء و فضلاء سے شرف تلمذ پایا، پھر مرشد کی تلاش ہوئی اور سلسلہ جنیدیہ کے شیخ ابوالفضل ختلی کے ہاتھ پر بیعت کی، آپ کی متعدد تصانیف ہیں جن میں زیادہ مشہور کشف المحجوب ہے جس کے متعلق فوائد الفؤاد میں آتا ہے کہ "جس کا کوئی مرشد نہ ہو، اسے اس کتاب کے مطالعے کی برکت سے مرشد مل جائے گا"، خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا　　　ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

Marfat.com

25 شیخ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری علیہ الرحمہ (متوفی ۴۶۵ھ)، استاد کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں، آپ شیخ ابوعلی دقاق کے مرید اور شیخ ابوعلی فارودی کے استاد ہیں، آپ مشہور رسالہ قشیریہ اور لطائف الارشادات کے مصنف ہیں، آپ کا فرمان ہے: ''توحید یہ ہے کہ ظہور اسلام کے وقت اسم کو دور، طلوع انوار کے وقت اغیار، ظہورِ حقائق کے وقت مخلوق کو بھلا کر اور قربِ الٰہی کے وقت غیر اللہ کی رؤیت ختم ہوجائے۔''

26: حضرت سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمہ (متوفی ۲۸۳ھ)، آپ ۲۰۳ھ میں پیدا ہوئے، بصرہ کے نامور شیخ طریقت تھے، سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) کے معاصرین میں تھے، آپ کا وصال جنید علیہ الرحمہ سے پہلے ۲۸۳ھ میں ہوا، بصرہ میں جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو کسی نے سوال کیا کہ حقیقت ومعرفت کے ان علوم میں گفتگو کرنے والا کوئی شخص اب بھی باقی ہے، جواب دیا ہاں بغداد میں تو ایک جوان ہمت انسان موجود ہے جسے آپ جنید بغدادی کے نام سے جانتے ہیں۔

27: حضرت جنید بن محمد بن جنید علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ)، بغداد میں پیدا ہوئے، عقیدے میں ابوثور (شافعی المذہب) کے پیروکار تھے، عند البعض حضرت سفیان ثوری (متوفی ۱۶۱ھ) کے پیروکار تھے، حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۵۷ھ)، حارث محاسبی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۴۳ھ) اور شیخ محمد قصاب علیہ الرحمہ (متوفی ۲۷۵ھ) وغیرہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے، (ان کے مقام ومرتبہ کی تفصیل ''تصوف وصوفیہ کے بارے میں چند معاصر علماء کے فتاوٰی وآراء'' کے باب میں آرہی ہے۔)

28: حضرت ابوالحسن سری بن مغلس سقطی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۵۷ھ)، آپ نے اٹھانوے سال عمر پائی، آپ کے متعلق آپ کے تلمیذ رشید حضرت جنید علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) کا قول ہے: ''میں نے سقطی علیہ الرحمہ سے زیادہ عبادت گزار نہیں دیکھا'' ایک مرتبہ آپ کا نام امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ (متوفی ۲۴۱ھ) کے سامنے لیا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ ''اچھا وہ بزرگ جو غذا کے بارے میں اتنے محتاط اور با اصول بتائے جاتے ہیں۔'' السلمی علیہ الرحمہ (متوفی ۴۱۲ھ) نے ان کی بابت کہا: ''بغداد میں سری علیہ الرحمہ پہلے شخص تھے، جنہوں نے تصوف کے ذریعے توحید کا درسِ عام دیا اور پہلے پہل حقیقت کا علم لوگوں کو سکھایا، وہ ''اشارات'' میں بھی اہل بغداد کے راہنما تھے،'' امام ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ (متوفی ۴۶۵ھ) بتاتے ہیں: ''وہ زہد وورع، بلندیٔ فکر اور علم توحید میں یکتائے روزگار تھے۔''

29: حضرت ابویزید طیفور بن عیسٰی بسطامی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۶۱ھ)، آپ احمد خضرویہ علیہ الرحمہ (متوفی ۲۴۶ھ) اور یحیٰی بن معاذ رازی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۵۸ھ) کے ہم عصر تھے، حضرت شیخ شقیق بلخی علیہ الرحمہ (متوفی

Marfat.com

۱۷۹ھ) کی زیارت کا شرف پایا تھا، آپ صائب الرائی اور صاحب اجتہاد آدمی تھے، لیکن بدقسمتی سے لوگوں نے بہت سے جھوٹی باتیں آپ کی طرف منسوب کردی ہیں، آپ جملہ غلط باتوں سے بری الذمہ ہیں۔

30: حضرت ابوالحسین احمد بن ابی الحواری علیہ الرحمہ (متوفی ۲۳۰ھ)، آپ کا نام میمون اور وطن دمشق تھا، صاحب ترجمہ ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۱۵ھ)، سفیان بن عیینہ علیہ الرحمہ (متوفی ۱۹۸ھ) اور بہت سے مشائخ کی صحبت میں رہے، حضرت جنید علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) فرماتے تھے کہ "احمد بن ابی الحواری علیہ الرحمہ ملکِ شام کے پھول ہیں"۔

31: حضرت ابوحفص حدّاد علیہ الرحمہ (متوفی ۲۶۵ھ)، عمرو بن سلمہ نام ہے، ابوحفص کنیت ہے، آپ طبقہ اولیٰ کے مشائخ میں سے ہیں، نیشاپور کے ایک دیہات کے رہنے والے تھے، معرفت وطریقت میں یگانہ روزگار تھے، شیخ مومل جصاص شیرازی علیہ الرحمہ (متوفی ۳۲۲ھ) کا قول ہے: "اللہ تعالیٰ نے شیخ جنید علیہ الرحمہ کو حکمت، شاہ شجاع کرمانی علیہ الرحمہ کو وجود، ابوحفص علیہ الرحمہ کو اخلاق اور ابویزید علیہ الرحمہ کو حیرت عطا فرمائی تھی"۔

32: حضرت ابوالحسین احمد بن محمد نوری علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۵ھ)، آپ شیخ جنید علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) کے گہرے دوست اور مرید خاص تھے، حضرت ابوبکر تغلیسی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ حضرت نوری علیہ الرحمہ "مسجد شونیزیہ" میں تشریف لاتے تھے تو ان کے طلعتِ نورانی کی روشنی سے چراغوں کی لویں دھیمی اور دھندلی پڑجاتی تھیں، اسی لئے وہ نوری کہلاتے ہیں، تصوف وطریقت میں بلند مقام رکھتے تھے، مسائل تصوف پر ان کے بہت سے اشعار محفوظ ہیں، ان کی وفات پر حضرت جنید علیہ الرحمہ نے کہا تھا کہ تصوف کا آدھا علم رخصت ہوگیا۔

33: حضرت ابوسعید احمد بن عیسیٰ خراز علیہ الرحمہ (متوفی ۲۷۷ھ)، آپ سلسلہ خرازیہ کے بانی اور حضرت جنید علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) کے ہم عصر تھے۔ ان کا قول ہے کہ "تصوف اخلاق حسنہ کا نام ہے یہ محض انابت نہیں" آپ حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ (متوفی ۲۴۵ھ)، حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۵۷ھ) اور حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۲۷ھ) کی صحبت میں رہے، سب سے پہلے آپ ہی نے فناء وبقاء کے سلسلے میں کلام فرمایا۔

34: حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن عطاء اللہ سکندری علیہ الرحمہ (متوفی ۷۰۹ھ)، ان کا پورا نام: احمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد بن عیسیٰ بن حسین بن عطاء اللہ جذامی نسباً مالکی مذہباً، اسکندری

Marfat.com

دارا، صوفی حقیقۃ، شاذلی طریقۃ ہے۔ اپنے دور کے اعجوبہ، نخبۃ الزمان اور جامع علوم عقلیہ ونقلیہ تھے، ان کی ایک کتاب ''الحکم العطائیۃ'' کے نام سے ہے، اس کی شرح علامہ ابن عجیبہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۶٦ھ) نے ''ایقاظ الھمم فی شرح الحکم'' لکھی، اسکندری رحمہ اللہ کی دوسری تصنیفات میں: 1: التنویر فی اسقاط التدبیر (2) لطائف المنن فی مناقب الشیخ ابی الحسن المرسی وشیخہ الشاذلی ابی الحسن (3) تاج العروس الحاوی لتھذیب النفوس (4) مفتاح الفلاح ومصباح الارواح (5) القول المجرد فی الاسم المجرد کے نام نمایاں ہیں (انکے حالات زندگی کیلئے دیکھئے: الاعلام، کشف الظنون وغیرہ۔)

35: حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ (متوفی ٥٦١ھ)، نام عبدالقادر، کنیت ابومحمد، علوی حسنی تھے، ۴۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ لوگوں نے آپ کے متعلق مستقل کتابیں تحریر کیں ہیں، آپ کی متعدد کرامات مشہور ہیں، علوم ظاہری وباطنی کے مالک تھے۔ (مزید گفتگو متعلقہ مقام پر آرہی ہے)

36: امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ)، پورا نام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ ازدی مصری حنفی ہے۔ تاریخ پیدائش ۲۲۸ھ اور عند البعض ۲۳۹ھ تھی، فقہاء احناف سے تھے۔ شافعیہ سے فقہ حاصل کرنے کے بعد حنفی مسلک اختیار کیا، (مشہور واقعہ کے بعد) آپ حدیث وفقہ کے امام تھے، فن رجال اور جرح وتعدیل پر کامل دسترس تھی، صاحب تصنیف وتالیف تھے، معانی الآثار، عقیدہ الطحاوی، اختلاف العلماء اور مشکل الآثار وغیرہ مشہور کتابیں ہیں، قاہرہ ہی میں انتقال ہوا،

37: حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ (متوفی ٥٠٥ھ)، طوس میں ۴۵۰ھ میں پیدا ہوئے، وہاں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد امام الحرمین جوینی شافعی (متوفی ۴۷۸ھ) کے حلقہ درس نیشاپور جا پہنچے اور علوم دینیہ میں کمال پایا، چونتیس سال کی عمر میں نظامیہ بغداد کے صدر مدرس مقرر ہوئے، وہاں آپ نے فرق باطلہ سے مناظرے کئے اور مسلک اہل سنت کے تفوق کو ثابت کیا، آپ نے قرآن فہمی کا خصوصی انداز اپنایا اور امت کو تفکر وتدبر کی دعوت دی، امام غزالی علیہ الرحمہ نے سب سے پہلے تفسیر بالرائی پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ مطلقاً عقل ورائے کا اظہار ممنوع نہیں، آپ نے جہاں دوسرے علوم میں ستر تصانیف اپنے پیچھے چھوڑیں وہاں علم تفسیر میں ''یاقوت التاویل'' بھی لکھی ہے جو چالیس جلدوں میں ہے۔

38: امام محی الدین نووی علیہ الرحمہ (متوفی ٦٧٦ھ)، آپ کا پورا نام ابوزکریا محی الدین یحیٰی بن شرف نووی ہے، اپنے زمانے کے مشہور عالم، محدث اور فقیہ تھے، فقہ میں ''الروضۃ'' حدیث میں ''الریاض''، الاذکار'' اور شرح صحیح مسلم اور اسکے علاوہ متعدد کتب تصنیف کیں، دمشق میں پیدا ہوئے اور وہیں پر ہی ٦٧٦ھ کو وفات پائی۔

Marfat.com

39: سید احمد رفاعی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۷۸ھ)، آپ رفاعی خاندان کے سربراہ تھے، عباسی خلیفہ مسترشد باللہ کے عہد حکومت میں ۱۵ رجب المرجب ۵۱۲ھ کو پیدا ہوئے، آپ حسینی سید ہیں، کنیت ابوالعباس اور لقب محی الدین تھا، آپ کے اجداد میں ایک صاحب حسن مکی تھے جو سلطان مہدی کے نام سے مشہور تھے، ان کا لقب "رفاعہ" تھا جس کے لغوی معنی "بلند آواز والا" ہے، اس نسبت سے آپ کو رفاعی کہا جاتا ہے، بیس سال کی عمر میں تمام علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت حاصل کر لی۔ آپ کے عارفانہ نکات، صوفیانہ اقوال اور بزرگانہ پندونصائح بہت مشہور ہیں، اتباع سنت کے شدت سے پابند تھے، ۵۵۵ھ میں حج کے موقع پر روضۂ رسول ﷺ کی حاضری کے وقت آپ کے سلام پر ہمارے پیارے آقا ومولیٰ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور اپنا دست مبارک باہر نکالا تو آپ نے اس کو بوسہ دیا، اس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۶۱ھ) جیسی ہستیاں موجود تھیں، (باقی تفصیل متعلقہ مقام پر آ رہی ہے۔)

40: شیخ محمد ہاشمی شاذلی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۸۱ھ)، آپ ۲۲ شوال ۱۲۹۸ھ کو الجزائر کے شہر تلمسان میں پیدا ہوئے، آپ کا نسب حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک پہنچتا ہے، الجزائر سے آپ بچپن میں اپنے شیخ محمد بن یلس کے ساتھ شام چلے گئے اور وہاں دمشق کے اکابر علماء سے علم حاصل کیا، جن میں محدث کبیر بدرالدین حسنی، شیخ جعفر کتانی، شیخ نجیب کیوان اور شیخ توفیق ایوبی ہیں اور علوم فقہ کا علم شیخ محمود عطار سے حاصل کیا جبکہ فقہ مالکی کی تعلیم شیخ محمد بن یوسف سے پائی، آپ کے شیوخ نے آپ کو علوم نقلیہ وعقلیہ میں اجازت مرحمت فرمائی، تصوف کی اجازت شیخ محمد بن یلس علیہ الرحمہ نے عطا فرمائی، آپ کی مشہور تصانیف ہیں:

i) الحل السدید لما استشکلہ المرید من جواز الأخذ عن مرشدین

ii) شرح شطرنج العارفین للشیخ محی الدین ابن العربی علیہ الرحمۃ (۶۳۸ھ)

iii) الدرۃ البھیۃ مفتاح الجنۃ شرح عقیدۃ أھل السنۃ، ہیں۔

41: ابونصر سراج علیہ الرحمہ (متوفی ۳۷۸ھ)، آپ طوس شہر کے رہنے والے تھے اور وہیں آپ کا مزار پاک ہے، آپ شیخ ابومحمد عبداللہ بن محمد مرتعش (متوفی ۳۲۸ھ) کے مرید تھے اور حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۵۷ھ) اور حضرت سہل تستری علیہ الرحمہ (متوفی ۲۸۳ھ) کی زیارت کا شرف حاصل کیا تھا، آپ کا لقب "طاؤس الفقراء" ہے، طریقت کے فنون میں کامل تھے، ریاضت اور معاملات میں بلند مقام کے مالک بزرگ تھے، آپ نے تصوف کو زندگی کے لئے جامع دستور العمل قرار دے کر ایسی عدیم النظیر کتاب (اللمع) تحریر کی، جو آگے چل کر تصوف کی بنیادی اور اہم ترین کتاب شمار ہونے لگی، بعد میں تصوف کی جتنی بھی کتابیں

Marfat.com

لکھیں گئیں وہ دراصل کتاب اللمع کی صدائے بازگشت تھیں اور ان پر کتاب اللمع کی گہری چھاپ موجود ہے، ابونصر سرّاج علیہ الرحمہ نے دراصل تصوف کی تمام فکری وعملی تعلیمات کا ماخذ کتاب وسنت کو قرار دیا تھا، اس لئے بعد میں بھی وہی کتابیں حلقہء تصوف میں زیادہ بار پاسکیں جنھوں نے ہو بہو یہی انداز اختیار کیا، آپ علیہ الرحمہ سے یہ قول منسوب ہے کہ آپ نے فرمایا ''جس جنازے کو میری خاک کے سامنے سے لے جائیں گے (ان شاء اللہ) وہ بخش دیا جائے گا'' اس بشارت کے بناء پر طوس کے لوگ جنازے کو کچھ دیر آپ کے مزار کے سامنے رکھتے، پھر اس کو اٹھاتے ہیں۔

42: حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۶۱ھ)، ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق ثوری پورا نام تھا، حدیث رسول میں امیر المؤمنین کا درجہ رکھتے تھے، کوفہ میں پیدا ہوئے تھے، اہم تالیفات میں ''الجامع الکبیر'' اور ''الجامع الصغیر'' ہیں، بصرہ میں ۱۶۱ھ میں وصال فرمایا۔ کہا کرتے تھے کہ لوگوں کو اگر حدیث کا شوق ہوتا تو میں خود ان کے گھر جا کر پڑھاتا لیکن ان کا خدا کی ذات کی بجائے صرف مشہوری حاصل کرنا مقصد ہے کہ'' حدثنا سفیان'' ہمیں سفیان علیہ الرحمہ نے حدیث بیان کی ہے۔

43: شیخ ابو ہشام صوفی علیہ الرحمہ: آپ ہی پہلے شخص ہیں جنہیں صوفی کے مبارک لقب سے نوازا گیا، یہاں ابو ہشام ہے جبکہ اصل میں متعدد کتب تصوف میں ان کا نام ابو ہاشم لکھا ملتا ہے، یہاں تک کہ علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۹۷ھ) اپنی کتاب ''صفۃ الصفوۃ'' میں بھی ابو ہاشم لکھتے ہیں، تاہم وہ ان کے ساتھ'' صوفی کی بجائے'' ''زاہد'' کا اضافہ کرتے ہیں، مزید برآں جس طرح آپ سب سے پہلے صوفی کے لقب سے یاد کئے گئے، اسی طرح سب سے پہلے صوفیوں کے لئے آپ ہی نے رملہ (شام) میں خانقاہ قائم کی، کئی ائمہ وحفاظ ان کی شخصیت سے متاثر تھے خصوصاً حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۶۱ھ)، تو آپ کے مقام تصوف کو خاصا مقام دیتے تھے۔

44: حضرت حارث محاسبی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۴۱ھ)، آپ کا پورا نام ابوعبداللہ حارث بن اسد محاسبی ہے، آپ سری سقطی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۵۷ھ) کے دوست تھے اور سید الطائفہ حضرت جنید علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) کے استاذ تھے، آپ نے متعدد تصانیف تحریر فرمائیں جن میں ''الرعایۃ لحقوق اللہ اور کتاب التوھم'' بہت مشہور ہیں، ان کتب سے استفادہ کر کے بعد میں امام غزالی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۰۵ھ) نے اپنے عقائد ونظریات کی بنیاد رکھی جو مسلم ممالک میں چھا گئے، محاسبی علیہ الرحمہ معتزلہ کے ساتھ مناظروں میں پیش پیش رہے۔ (مزید تفصیل متعلقہ باب میں آئی ہے۔)

Marfat.com

45: حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ (متوفی ۵۴۴ھ)، آپ مراکش میں ۴۷۶ھ میں پیدا ہوئے، مالکی مذہب کے پیروکار تھے، ایک متنوع اور عمیق الثقافات شخص تھے، آپ نے دنیائے اسلام میں بہت شہرت پائی، یہاں تک کہا جانے لگا کہ مغرب (مراکش) کی پہچان ہی قاضی عیاض علیہ الرحمہ ہی سے ہے۔ آپ نے کئی تصنیفات چھوڑی، جن میں سب سے اہم ''کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ'' ہے۔ ''ازہار الریاض'' میں آتا ہے کہ یہ کتاب عطیہ خداوندی ہے اور مزید کہا کہ اس کتاب کے فضائل شمار سے باہر ہیں، یہی وجہ ہے کہ محمد بن عبدالسلام بنانی اپنی شرح الشفاء میں کہتے ہیں کہ جس جگہ یہ ہو، اس کو نقصان نہیں پہنچتا، جس کشتی میں موجود ہو وہ غرق نہیں ہوتی، جب کوئی بیمار شخص اس کی تلاوت کرے یا اس پر اسے پڑھا جائے، اللہ تعالیٰ اسے شفایاب کرتا ہے اور جو شخص کسی مصیبت یا خوف یا ڈر وغیرہ میں ہو، اس پر اس کی تلاوت سے اللہ تعالیٰ اس چیز کو دور کر دیتا ہے۔

46: حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۰۰ھ)، آپ بلند پایہ، بزرگ تھے، آپ سری سقطی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۵۷ھ) کے استاد تھے جو سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) کے استاد تھے، حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ کہا کرتے تھے: ''مجھے جو کچھ حاصل ہوا ہے سب معروف کی صحبت کا سبب ہے۔'' آپ ایرانی نژاد تھے، غیر مسلم تھے اور امام موسیٰ کاظم علیہ الرحمہ کے ہاتھوں پر ایمان لائے، آپ کے اقوال میں ''حق'' اور ''صدق'' کا کافی ذکر ملتا ہے، ایک دن حضرت معروف علیہ الرحمہ نے اپنے بھانجے سے کہا: یعقوب! جب تم اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگنا چاہو تو میرا نام لے کر دعا کرنا، فہرست ابن الندیم میں یہ قول ملتا ہے کہ جعفر الخلدی (متوفی ۳۴۸ھ) نے تصوف حضرت جنید بغدادی (متوفی ۲۹۷ھ) سے حاصل کیا، جنید نے سری سقطی (متوفی ۲۵۷ھ) سے، انہوں نے معروف کرخی (متوفی ۲۰۰ھ) سے، معروف نے فرقد سنجی (متوفی ۱۳۱ھ) سے، انہوں نے حسن بصری (متوفی ۱۱۰ھ) سے اور انہوں نے انس بن مالک (متوفی ۹۰ھ) سے۔

47: حضرت ابوعلی دقاق علیہ الرحمہ (متوفی ۴۰۵ھ)، آپ کا نام حسن محمد دقاق تھا، اپنے وقت کے امام اور خوش واعظ تھے، زبان بہت فصیح و بلیغ تھی، آپ نے بہت مشائخ سے اکتساب فیض کیا تھا، جن میں حضرت شبلی علیہ الرحمہ (متوفی ۳۳۴ھ) اور حضرت شیخ نصر آبادی علیہ الرحمہ (متوفی ۳۶۷ھ) بہت مشہور ہیں، مشہور زمانہ صوفی استاد ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری علیہ الرحمہ (متوفی ۴۶۵ھ) صاحب ''رسالہ قشیریہ'' آپ کے داماد و شاگرد تھے، قشیری علیہ الرحمہ نے ان کی مجالس کو تالیف کیا تھا۔

48: حضرت شبلی علیہ الرحمہ (متوفی ۳۳۴ھ)، ابوبکر دلف ابن جحدر شبلی نام تھا۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے

Marfat.com

بڑھے، بغداد کے محلّہ اعظمیہ میں ان کا مزار مرجع خلائق ہے، ابتداء میں خلیفہ کے مہتمم امور خانگی تھے لیکن بعد میں تصوف کو اختیار کیا اور حضرت جنید بغدادی کے حلقہء اطاعت میں داخل ہو گئے، اصول و اعتقاد میں حضرت جنید علیہ الرحمہ کے پورے پیروکار تھے، بہت زیادہ پرجوش و گرم مزاج تھے، جنید علیہ الرحمہ شبلی علیہ الرحمہ کے متعلق فرماتے تھے: شبلی ہمیشہ سرشار ہی رہتا ہے۔

49: حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۶۵ھ)، آپ کا نام ابوسلیمان داؤد بن نصر طائی تھا، اپنے زمانے میں تصوف کے پیشوا اور امام تھے، حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے شاگرد اور فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ (متوفی ۱۸۷ھ) اور ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمہ (متوفی ۱۶۲ھ) کے ہم عصر تھے، تمام علوم پر دسترس رکھتے تھے، فقہ میں خاص کر مہارت تھی لیکن گوشہ نشینی اختیار کر لی اور زہد و ورع کا طریقہ اپنا لیا۔

50: شیخ ابن قیم علیہ الرحمہ (متوفی ۷۵۱ھ)، آپ حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر بن ایوب زرعی ثم دمشقی معروف بہ ابن قیم جوزیہ ہیں، آپ کے والد دمشق میں محی الدین بن حافظ ابوالفرج بن الجوزی علیہ الرحمہ کے بناء کردہ ایک مدرسے میں قیم (مدیر و مہتمم) تھے، اسی وجہ سے آپ کا نام ابن قیم جوزیہ پڑ گیا، جو بعد میں صرف ابن قیم رہ گیا، حنبلی ماحول میں نشو و نما ہوئی، آپ کو تمام علوم دینیہ خصوصاً تفسیر و حدیث وغیرہ میں غیر معمولی دسترس حاصل تھی، ساتھ ساتھ کثرت عبادت اور ابتہال کی صفت سے متصف تھے، طویل طویل نمازیں ہوتی تھیں، آپ کو تصوف میں بڑا درک تھا چنانچہ اس موضوع پر ایک کتاب: ''مدارج السالکین الی منازل ایاک نعبد و ایاک نستعین'' ہے، اس کتاب میں علم حقیقت اور علم شریعت کے اسرار و حکم بیان کیے گئے ہیں، ابن قیم علیہ الرحمہ نے بہت بڑا علمی ذخیرہ چھوڑا ہے جن میں سے: ''اعلام الموقعین، الوابل الصیب فی الکلم الطیب، زادالمعاد، حادی الارواح، مفتاح دارالسعادہ اور الصراط المستقیم'' بہت اہم ہیں۔

51: حضرت بشر بن حارث علیہ الرحمہ (متوفی ۲۲۷ھ)، پورا نام بشر بن حارث بن عبدالرحمٰن حافی تھا، کنیت ابونصر تھی، بغداد میں زندگی گزاری، آپ کا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ سے کئی سال پہلے انتقال ہوا۔ لوگ آپ کو امام احمد علیہ الرحمہ سے زیادہ محترم اور بزرگ سمجھتے تھے، آپ کا فرمان ہے: ''ما اعظم مصیبۃ من فاتہ اللہ'' وہ کتنی بڑی مصیبت ہوگی جس سے اس کا خدا منہ موڑ لے۔

52: حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی علیہ الرحمہ (متوفی ۴۳۰ھ)، آپ اصفہان میں ۳۳۶ھ میں پیدا ہوئے، چورانوے سال کی عمر پائی، اصفہان والوں نے ان کو نکال دیا تھا اور جامع مسجد میں بیٹھنے سے روک دیا تھا، اسی

Marfat.com

سال سے زیادہ کی عمر پائی، آپ نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء علم سینہ سے لکھوائی نہ کہ سفینہ سے، آپ نے اس قابل تعریف کتاب میں اکثر اصل اور حقیقی صوفیانہ روایات کو جمع کر کے ہم تک پہنچایا، بلاشبہ ابونعیم علیہ الرحمہ کی یہ کتاب قدیم تصوف پر عموماً بڑے کام کا مواد اپنے اندر رکھتی ہے، اس کا شمار تصوف کی امہات الکتب میں ہوتا ہے۔

53: ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین بن موسیٰ سلمی نیشاپوری علیہ الرحمہ (متوفی ۴۱۲ھ)، آپ نیشاپور میں تقریباً ۳۳۰ھ میں پیدا ہوئے، آپ کی تصنیف ''طبقات الصوفیہ'' ایک مقبول عام اور تصوف کی تقریباً چوتھی اہم کتاب (بعد از اللمع، ابونصر سراج علیہ الرحمہ (متوفی ۳۷۸ھ) اور التعرف لمذہب اھل التصوف، ابوبکر کلاباذی علیہ الرحمہ (متوفی ۳۸۵ھ) اور قوت القلوب: ابوطالب مکی علیہ الرحمہ (متوفی ۳۸۶ھ) ہے جو قدیم صوفیہ کرام کے متعلق اکثر بعد کے لکھنے والوں کے لئے ماخذ کا کام دیتی ہے، عبداللہ انصاری ہروی علیہ الرحمہ (متوفی ۴۸۱ھ) صوفیہ کرام کی حیات پر تقریر کے دوران اس کو بطور اصل کے استعمال کرتے تھے اور بعد میں اپنی کتاب ''طبقات الصوفیہ'' درفارسی، تیار کی، بعد ازیں ہروی کی کتاب سے علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ (متوفی ۸۹۸ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''نفحات الانس'' (حیات اولیاء) تصنیف کی اور اسی سے حافظ ذہبی علیہ الرحمہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے بھی اپنی ''تاریخ اسلام'' میں استفادہ کیا، سلمی علیہ الرحمہ کی اور کئی تصانیف ہیں جن میں ''حقائق التفسیر'' بھی بہت مشہور ہے، جس میں قرآنِ حکیم کے اسرار و رموز کو بیان کیا گیا ہے۔

54: حضرت ابومحمد جُریری علیہ الرحمہ (متوفی ۳۱۱ھ)، آپ کا نام ابومحمد ابن الحسین جریری ہے۔ آپ علم کے ہر شعبہ اور خصوصاً فقہ اسلامی میں کامل مہارت رکھتے تھے، دینیات میں بہت دسترس تھی، تصوف کے اندر ان کا مرتبہ بہت بلند تھا، وہ تصوف میں حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۵۷ھ) اور حضرت جنید علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) کے شاگرد تھے، حضرت جنید علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد ان کی جگہ سنبھالی اور تلامذۂ جنید علیہ الرحمہ کے حلقے کو تعلیم دینا شروع کی۔

55: حضرت ابوجعفر محمد بن علی قصاب علیہ الرحمہ (متوفی ۲۷۵ھ)، حضرت جنید علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ)، انہیں اپنا پیر و مرشد سمجھتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ''لوگ میرا تعلق زیادہ تر سری سقطی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۵۷ھ) سے قائم کرتے ہیں، حالانکہ میرے اصل مرشد محمد قصاب تھے۔'' آپ ماوراء النہر کے متقدمین مشائخ کے تعلیم یافتہ تھے۔ قیام اکثر و بیشتر بغداد میں رہا اور وہیں فوت ہوئے، ایک قول کے مطابق آپ امی محض تھے مگر اس کے باوجود تصوف و طریقت کے بہت بڑے عالم تھے، بڑے بڑے علماء اور مشائخ کو ان کے سامنے

Marfat.com

زانوئے تلمذ تہ کرتے دیکھا گیا۔

56: حضرت جعفر خلدی علیہ الرحمہ (متوفی ۳۴۸ھ)، ابو محمد جعفر بن محمد بن نصیر الخواص بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں پروان چڑھے، حضرت جنید علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) کی صحبت میں رہے اور ان کے مشہور مریدین میں سے تھے، ساٹھ کے قریب حج کئے، مسائل تصوف میں لوگ ان سے رجوع کیا کرتے تھے، حکایات الاولیاء کے نام سے ایک کتاب لکھی جو اب ناپید ہے۔ آپ نامور محدث اور روایت و درایت کے ماہر تھے، حضرت جنید علیہ الرحمہ کے اقوال و احوال پر سند کا درجہ رکھتے تھے، ابونصر سراج علیہ الرحمہ (متوفی ۳۷۸ھ) صاحب کتاب اللمع ان کے شاگرد ہیں اور اپنی کتاب میں جنید علیہ الرحمہ کے بعض اقوال و احوال کو ''حکایات الاولیاء'' سے محفوظ کر لیا ہے، آپ پچانوے سال کی عمر میں فوت ہوئے اور شونیزیہ میں حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۵۷ھ) اور حضرت جنید علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

57: حضرت ابو طالب مکی علیہ الرحمہ (متوفی ۳۸۶ھ)، ابو طالب محمد بن علی عطیہ مکی علیہ الرحمہ تصوف کی تقریباً تیسری اہم کتاب: ''قوت القلوب'' (بعد از کتاب اللمع اور التعرف لمذھب اہل التصوف) کے مصنف ہیں۔ ایران میں ایک مقام جبال کے رہنے والے تھے، پرورش مکے میں ہوئی، جہاں سے وہ بغداد آئے اور ابونصر سراج علیہ الرحمہ (متوفی ۳۷۸ھ) صاحب کتاب اللمع فی التصوف سے تعلیم حاصل کی، خطیب بغدادی علیہ الرحمہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ان کی اس کتاب کی خوب تعریف کی ہے کہ شروع میں مکی علیہ الرحمہ پر لوگ بہت اعتراض کیا کرتے تھے لیکن ان کی کتاب کی تاثیر مسلمہ حقیقت ہے، اور مزید کہا یہ بیک وقت سادہ بھی ہے اور پراخلاص بھی، علمی بھی ہے اور محسوسات سے متعلق بھی، روحانی بھی ہے اور روحانی تاثیر پیدا کرنے والی بھی، بطور ایک انسانی دستاویز کے یہ کتاب لازماً عربی ادب کی ایک بیش بہا شاہکار کی حیثیت سے باقی رہے گی۔ امام غزالی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۰۵ھ) کی مشہور تصنیف ''احیاء علوم الدین'' بجا طور پر مکی علیہ الرحمہ کی کتاب ''قوت القلوب'' کا ایک مفصل ایڈیشن قرار دی جا سکتی ہے گویا امام غزالی علیہ الرحمہ نے ان کی تعلیمات کو مکمل طور پر تسلیم کیا اور ان کی کتاب سے خوب استفادہ کیا۔

58: حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ (متوفی ۷۷۴ھ)، حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن ابو حفص عمر بن کثیر قرشی شافعی، ابن کثیر کے نام سے شہرت رکھتے ہیں۔ ۷۰۱ھ میں شام میں پیدا ہوئے، دمشق میں رہے، تمام متداول علوم میں مہارت حاصل کی، ہر علم و فن کے امام سے ملاقات کی، تفسیر، حدیث، فقہ اور رجال میں آپ کی مہارت تامہ کا بڑے بڑے اکابر ائمہ نے اعتراف کیا ہے، شافعی ہونے کے باوجود شیخ ابن تیمیہ علیہ الرحمہ

Marfat.com

(متوفی ۷۲۸ھ) کی تعلیمات سے متاثر رہے، آپ کی تالیفات میں تفسیر ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، اختصار علوم الحدیث، الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول اور الاجتھاد فی طلب الجھاد شائع ہو چکی ہیں۔

59: حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ (متوفی ۸۵۲ھ)، ابن حجر احمد بن علی محمد بن محمد بن علی شہاب الدین ابو الفضل عسقلانی نام ہے، آپ حافظ حدیث اور فنِ حدیث کے معتبر امام تھے، کثیر تصانیف کے مصنف ہیں، تمام علماء اسلام نے آپ کے عظیم مقام کا اعتراف کیا ہے۔

60: ابو مغیث الحسین بن منصور حلاج علیہ الرحمہ (متوفی ۳۰۹ھ)، ان کی پرورش تستر میں ہوئی۔ سہل تستری علیہ الرحمہ (متوفی ۲۸۳ھ) سے شاگردی حاصل کی، حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) کے بھی شاگرد رہے، دیوانگی طاری رہتی تھی، سب احباب واساتذہ سے تلخی پیدا کی، حتی کہ ان کے ایک استاذ عمر المکی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۹۱ھ) نے کہا "اگر میں حلاج کو پالوں تو اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کر دوں" جب ان سے اس برہمی کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ ایک مرتبہ میں قرآن پڑھ رہا تھا کہ حلاج بول اٹھا، ایسا کلام تو میں بھی بول سکتا ہوں، حلاج کی تعلیمات بہت کچھ جنید علیہ الرحمہ اور بغداد کے مدرسہ صوفیہ کی تعلیمات ہی کی مانند تھیں لیکن وہ حضرت جنید علیہ الرحمہ کا عقیدہ توحید اس قدر حد سے بڑھی ہوئی حقیقت پسندی کے انداز میں پیش کرتے تھے کہ بہت سے مسلمان اس کی تاب نہیں لا سکتے تھے، وہ عقیدہ جو انہوں نے اپنی کتاب "کتاب الطواسین" میں بیان کیا ہے، اسے ایک جملے میں یوں سمیٹا ہے کہ "انا الحق" (میں ہی وجود خداوندی ہوں)، اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں کہ جب حلاج کو قید کر کے انہیں بالآخر کلمہ کفر کہنے کی سزا دی گئی تو بہت سے شیوخ نے ان سے اپنی براءت کا اظہار کیا۔

61: حضرت ابن الفارض علیہ الرحمہ (متوفی ۶۳۲ھ)، آپ کی کنیت ابوحفص اور نام عمر تھا، حموی الاصل تھے، مصر میں پیدا ہوئے، والد مصر کے عظیم عالم تھے، ایک بار ابن الفارض کے منہ سے کوئی نامناسب بات (سہوا) نکل گئی لوگوں نے ان پر مواخذہ کیا، اس وقت ان پر قبض کی ایسی حالت طاری ہوئی کہ قریب تھا کہ ان کی جان نکل جائے، آپ نے اس وقت حضرت جریری علیہ الرحمہ (متوفی ۳۱۱ھ) کا یہ شعر پڑھا:

من ذا الذی ما ساء قط ومن لہ الحسنٰی فقط

ایسا کون ہے جس نے کبھی برائی نہ کی ہو اور ایسا کون ہے جس کی صرف نیکیاں ہوں

آپ نے ایک دیوان ترتیب دیا، جو معارف وفنون لطیفہ سے مملو ہے، آپ کے مشہور قصیدوں میں ایک قصیدہ تائیہ ہے جس کے کم وبیش سات سو پچاس اشعار ہیں، آپ کا یہ قصیدہ حضرات مشائخ صوفیہ میں بہت مشہور ہے، روایت

Marfat.com

کیا جاتا ہے کہ ان کا یہ قصیدہ لکھنا فن شعر کے مطابق نہیں بلکہ جب کبھی ان پر کوئی جذبہ غالب ہوتا تھا اور یہ کئی کئی روز حواس سے غائب رہتے تھے تو جب ہوش میں آتے تو کچھ اشعار لکھ لیتے، یہ اشعار اس جذبہ کے عالم میں کہے ہوئے تھے، گویا یہ اشعار اس جذبہ کے عالم میں کہے ہوئے تھے، ان اشعار کی تعداد کبھی ۳۰، کبھی ۴۰ اور کبھی ۵۰ ہوتی تھی۔

62: حضرت عفیف الدین تلمسانی علیہ الرحمہ (متوفی ۶۹۰ھ)، آپ کا اصل نام سلیمان بن علی تھا، لیکن عفیف الدین کے نام سے مشہور ہوئے، بعض متعصب فقہاء نے آپ کی طرف الحاد و زندقہ کی نسبت کی ہے اور اس کا سبب یہ بتایا ہے کہ لوگوں نے ایک بار ان سے کہا ''انت نصیری'' (تم نصیری ہو) انہوں نے جواب دیا: ''النصیر بعض منی'' (نصیر تو میرا ہی ایک جزء ہے)، جو شخص اصطلاحات صوفیہ سے واقف ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ مقاماتِ صوفیہ میں سے ایک مقام ''جمع'' ہے، مقام جمع کا صاحب، وجود کے تمام اجزاء کو اپنے تمام اجزاء و تفصیل کو دیکھتا اور سمجھتا ہے اور سب کا اپنے اندر مشاہدہ کرتا ہے، انہوں نے جو ''النصیر بعض منی'' کہا ہے، ممکن ہے کہ اس کے کچھ خاص معنی ہوں۔

63: حضرت ابو القاسم نصر آبادی علیہ الرحمہ (متوفی ۳۶۷ھ)، آپ کا نام ابراہیم بن محمد بن محمود تھا، اپنے وقت میں ملک خراسان کے شیخ و عالم تھے، ان کا اصلی وطن، مولد اور منشا نیشاپور تھا، متعدد علوم و فنون میں لوگوں کے لئے مرجع تھے، سنن کے حافظ، جامع، علوم تواریخ کے ماہر اور علم حقائق میں کامل تھے، طریقت میں حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ (متوفی ۳۳۴ھ) اور حضرت ابو محمد مرتعش علیہ الرحمہ (متوفی ۳۲۸ھ) سے فیض یافتہ تھے، آخر میں مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور ۳۶۶ھ میں حج کیا اور جوارِ حرم میں اقامت اختیار کی۔

64: حضرت ابو الحسن شاذلی علیہ الرحمہ (متوفی ۶۵۶ھ)، آپ کا نام علی بن عبداللہ بن عبد الجبار شاذلی تھا، شاذلیہ افریقہ کے ایک گاؤں کا نام ہے، ان کی عبارات، رموز سے معمور ہیں، شیخ ابن تیمیہ علیہ الرحمہ (متوفی ۷۲۸ھ) نے اپنا تیر اُن پر چلایا لیکن اس کو اس پر لوٹا دیا، کئی حج کیے، شیخ تاج الدین ابن عطاء اللہ سکندری علیہ الرحمہ (متوفی ۷۰۹ھ) اور ان کے شاگرد ابو العباس نے ان کے حالات پر مستقل کتاب لکھی ہے: ''لطائف المنن فی مناقب الشیخ أبی العباس المرسی وشیخہ الشاذلی'' اُن کا قول ہے کہ اپنے پروردگار کے ساتھ جھگڑا کرنے سے باز آؤ موحد بن جاؤ گے، ارکانِ شریعت پر عمل کرو سنی ہو جاؤ گے اور دونوں کو جمع کرو محقق بن جاؤ گے۔

65: رابعہ عدویہ علیہا الرحمہ (متوفی ۱۳۵ھ) آپ بصرہ کی رہنے والی تھیں، آپ کی بزرگی کا اندازہ اس سے ہوسکتا

Marfat.com

ہے کہ امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ (متوفی ۱۶۱ھ) ان سے مسائل (تصوف) دریافت کرتے تھے، ان کے حضور حاضر ہوتے، ان سے نصیحت حاصل کرتے اور دعا کی خواہش کرتے تھے، ایک دن ثوری علیہ الرحمہ ان کے پاس آئے اور ہاتھ اٹھا کر کہا: ''یا اللہ! میں تجھ سے سلامتی کا طالب ہوں، آپ یہ سن کر رونے لگیں، ثوری علیہ الرحمہ نے دریافت کیا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ فرمایا کہ تم نے مجھے رُلایا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ دنیا کی سلامتی تو اس کا ترک کرنا ہے اور تم اس سے آلودہ ہو رہے ہو۔ ''ایک مرتبہ امام ثوری نے پوچھا کہ وہ کون سی بہتر چیز ہے جس سے خدا کا تقرب حاصل کیا جا سکتا ہے فرمایا: جان لو کہ بندہ دنیا و آخرت میں اس کے سوا کسی کو دوست نہ رکھے۔

66: حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ (متوفی ۱۸۷ھ): آپ کی کنیت ابو علی تھی، کوفہ کے رہنے والے تھے۔ بعض کے نزدیک مولد سمرقند اور بعض آپ کو خراسانی کہتے ہیں، آپ فرماتے تھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی دوستی میں کی ہے، اگر میں اس کی عبادت نہ کروں تو بے قرار رہتا ہوں اور مجھے صبر نہیں آتا، آپ کا قول ہے کہ اہل فضل اس وقت تک اہل فضل ہیں جب وہ اپنے فضل کو نہ دیکھیں، جس شخص کو یہ پسند ہو کہ جب وہ باتیں کرے تو لوگ اس کو سنیں وہ زاہد نہیں ہے، جب کوئی دشمن تمہاری غیبت کرے تو وہ تمہارے لئے دوست سے زیادہ مفید ہے کیونکہ جب وہ غیبت کرے گا تو اس کی نیکیاں تمہاری ہو جائیں گی، آخر زمانے میں قبیلے کا سردار وہ بنے گا جو اس میں بڑا منافق ہوگا۔

67: حضرت ابو سلیمان دارانی علیہ الرحمہ (متوفی ۲۱۵ھ)، آپ کا نام عبدالرحمٰن بن احمد بن عطیہ عیسیٰ ہے، آپ کا شمار شام کے متقدمین مشائخ میں ہوتا ہے، دمشق کے ایک دیہات کی وجہ سے جس کا نام داران ہے، آپ کو دارانی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ اسی گاؤں میں پیدا ہوئے، آپ مشہور صوفی بزرگ حضرت احمد بن ابی الحواری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۲۳۰ھ) کے استاد ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جھوٹا ہے جو میری محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن جب رات آتی ہے تو مجھ سے بے تعلق ہو کر سو جاتا ہے، آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اکثر حقیقت کی باتیں چالیس دن تک آتی رہتی ہیں لیکن میں ان کو اپنے دِل میں دو گواہوں (کتاب و سنت) کے بغیر جگہ نہیں دیتا۔

68: حضرت ابو بکر کتانی علیہ الرحمہ (متوفی ۳۲۲ھ)، آپ کا نام ابو بکر محمد بن علی بن جعفر بغدادی ہے، حضرت جنید علیہ الرحمہ (متوفی ۲۹۷ھ) اور حضرت ابو سعید خراز علیہ الرحمہ (متوفی ۲۷۷ھ) کی صحبت میں ہے، پھر مکہ مکرمہ منتقل ہو گئے اور وہیں اللہ کو پیارے ہوئے، حضرت عبداللہ مرتعش علیہ الرحمہ (متوفی ۳۲۸ھ) کہا

Marfat.com

کرتے تھے کہ ''کتانی حرم کے چراغ ہیں'' الطبقات الکبریٰ میں امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت کتانی علیہ الرحمہ نے کہا کہ مجھے خواب میں زیارت نبوی ﷺ ہوئی تو میں نے عرض کیا حضور! میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرا دل مردہ نہ ہو، آپ ﷺ نے فرمایا ہر روز چالیس مرتبہ ''یا حیّ یا قیوم لا الہ الا انت'' پڑھا کرو، دل زندہ رہے گا۔ حضرت کتانی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ جب تم اللہ سے عمل کی توفیق کی درخواست کرو تو دعا کے ساتھ ہی عمل کا آغاز کر دیا کرو۔

69: امام ذہبی علیہ الرحمہ (متوفی ۷۴۸ھ)، شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز بن عبداللہ ترکمانی ذہبی علیہ الرحمہ دمشق میں ۶۷۳ھ میں پیدا ہوئے، اٹھارہ برس کی عمر میں علم کی تحصیل شروع کی، دمشق اور شام کے علاوہ حجاز اور مصر سمیت چالیس اسلامی ممالک کا سفر کیا، تقریباً تیرہ سو شیوخ حدیث اور افاضل عصر سے اکتساب فیض کیا، آپ کا حافظہ قابل رشک تھا، علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے علامہ ذہبی علیہ الرحمہ جیسے حافظے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی، تھوڑے ہی عرصے میں تاریخ و حدیث میں مہارت مسلم ہوگئی، تصنیف و تالیف کا بہت اچھا ملکہ تھا، فنِ قراءت، فنونِ حدیث، عقائد سلف، زہد و اخلاق اور اسلامی تاریخ کے موضوعات پر سو کے لگ بھگ کتابیں لکھیں، آپ کی مشہور تالیفات میں تذکرۃ الحفاظ (۴ جلدیں)، میزان الاعتدال (۳ جلدیں)، دول الاسلام، طبقات القراء، تلخیص المستدرک، کتاب الکبائر وغیرہ بہت مشہور ہیں اور متعدد بار متعدد مقامات سے شائع ہو چکی ہیں۔

70: حضرت شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ (متوفی ۶۳۲ھ)، شیخ شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد بکری سہروردی علیہ الرحمہ ۵۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد میں سے تھے، تصوف میں آپ کی نسبت آپ کے عم محترم شیخ ابوالنجیب سہروردی علیہ الرحمہ (متوفی ۵۶۳ھ) کی طرف ہے، آپ شیخ عبدالقادر جیلانی (متوفی ۵۶۲ھ) اور دیگر مشائخ رحمہم اللہ کے ساتھ رہے۔ آپ اپنے وقت میں بغداد کے شیخ الشیوخ تھے، اہل طریقت دور و نزدیک کے ممالک سے آپ سے مسائل تصوف دریافت کرنے کے لئے آتے تھے اور آپ ان کو حل فرماتے تھے، آپ کی متعدد تصانیف ہیں جیسے عوارف المعارف، رشف النصائح اور اعلام الہدیٰ وغیرہ، آپ علیہ الرحمہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''عوارف المعارف'' کو مکہ معظمہ میں مرتب فرمایا: جب اس تصنیف کے سلسلے میں کوئی مشکل ہوتی تو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف اس مشکل کے حل کے لئے رجوع کرتے اور بیت اللہ کا طواف فرماتے، فوراً وہ مشکل چھٹ جاتی اور امرِ حق آپ پر واضح ہو جاتا۔

Marfat.com

مراجع ومصادر

حواشی واضافوں میں جن کی طرف رجوع کیا گیا

1: القرآن الکریم

2: ابن تیمیہ: شیخ الاسلام علامہ تقی الدین ابن تیمیہ، متوفی ۷۲۸ھ

۱) مجموعہ رسائل ابن تیمیہ، مطبعۃ العامرۃ الراقیۃ، مصر ۱۳۲۲ھ

۲) التوسل والوسیلۃ، مطبعۃ المنار، مصر

۳) العبودیۃ، منشورات المکتب الاسلامی، دمشق

۴) الفتاوی الکبرٰی، مطبعۃ کردستان العلمیۃ، مصر ۱۳۲۹ھ

۵) الصوفیۃ والتصوف، مطبوعۃ المنار، مصر، ۱۹۲۸ء

۶) التدمریۃ، مطبعۃ حسینیہ، ۱۳۲۵ھ

3: ابن حجر: احمد بن علی بن محمد بن علی شہاب الدین متوفی ۸۵۳ھ

۱) تہذیب التہذیب، مطبعۃ دائرۃ المعارف النظامیۃ، الھند ۱۳۲۷ھ

۲) فتح الباری شرح بخاری، مکتبہ سلفیہ، لاہور

4: ابن خلدون: عبدالرحمان بن خلدون، متوفی ۸۰۸ھ

۱) مقدمہ ابن خلدون، مطبعۃ البھیۃ، مصر

5: ابن خلکان: احمد بن خلکان متوفی ۱۰۸۹ھ

۱) وفیات الأعیان، مطبعۃ المیمنیۃ، مصر

6: ابن الجوزی: حافظ عبدالرحمان بن علی ابن الجوزیمتوفی ۵۹۷ھ

۱) صفۃ الصفوۃ، دائرۃ المعارف، حیدرآباد، دکن

۲) المنتظم، دائرۃ المعارف، حیدرآباد، دکن ۱۳۵۷ھ

7: ابن عجیبہ: شیخ احمد بن عجیبہ حسنی، متوفی ۱۲۶۶ھ

Marfat.com

۱) ایقاظ الہمم فی شرح الحکم، مطبعۃ الجمالیۃ، مصر ۱۳۳۱ھ

۲) الفتوحات الالہیۃ شرح المباحث الاصلیۃ، مطبعۃ الجمالیۃ، مصر ۱۳۳۰ھ

۳) معراج التشوف الی حقائق التصوف، مطبعۃ الاعتدال، دمشق ۱۳۲۷ھ

8: ابن العربی: شیخ محی الدین ابن العربی متوفی ۶۳۸ھ

۱) فتوحات مکیۃ، مطبوعہ مصر

۲) فصوص الحکم، (اردو ترجمہ)، مطبوعہ لاہور

9: ابن قیم: حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر بن ایوب زُرعی ثم دمشقی

۱) مدارک السالکین، تحقیق محمد حامد فقی، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۷۳ء

۲) کتاب الروح، مطبوعہ دار المعارف، ۱۳۵۷ھ

۳) الوابل الصیب من الکلم الطیب، مطبعۃ صبیح، قاہرہ، مصر، ۱۳۶۷ھ

10: ابن کثیر: حافظ ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر، متوفی ۷۷۴ھ

۱) تفسیر ابن کثیر، امجد اکیڈمی، اردو بازار، لاہور، ۱۹۸۲ء

۲) البدایۃ والنہایۃ، مطبعۃ کردستان العلمیۃ، مصر، ۱۳۴۸ھ

11: ابن العماد حنبلی: علامہ عبدالحی ابن العماد حنبلی، متوفی ۱۰۸۹ھ

۱) شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، مطبعۃ القدسی، مصر ۱۳۵۱ھ

12: ابن ندیم: محمد بن اسحاق بغدادی، متوفی ۱۲۴۸ھ

۱) الفہرست، مطبوعۃ السعادۃ، مصر

13: ابی یعلی: قاضی ابوالحسین محمد بن ابی یعلی، متوفی ۵۲۶ھ

۱) طبقات الحنابلۃ، مطبعۃ السنۃ المحمدیہ، مصر

14: ابوزہرہ: امام ابوزہرہ مصری

۱) حیات ابن تیمیہ، (اردو ترجمہ سید معین الدین ندوی) مکتبہ سلفیہ، لاہور، ۱۹۶۱ء

15: ابوداوٗد: امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ

۱) سنن ابوداوٗد، مطبوعہ دہلی، ہندوستان،

16: احمد امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ

Marfat.com

۱) مسند احمد بن حنبل، مطبوعہ حیدریہ، بمبئی، ۱۳۰۸ھ

17: احمد امین احمد امین مصری

۱) ظھر الاسلام، مطبوعہ مکتبۃ النھضۃ المصریۃ، قاہرہ، ۱۹۵۲ء

18: احمد زروق، علامہ ابوالعباس احمد بن زروق فاسی، متوفی ۸۹۹ھ

۱) قواعد التصوف، مطبوعہ مصر، ۱۳۱۸ھ

19: اسعد خطیب: علامہ اسعد خطیب گیلانی

۱) البطولۃ والتضحیۃ والفداء عند الصوفیۃ، مطبوعۃ دمشق۔

20: امین کردی: شیخ محمد امین کردی نقشبندی، متوفی ۱۳۳۲ھ

۱) تنویر القلوب فی معاملۃ علام الغیوب، مطبعۃ السعادۃ، مصر، ۱۳۵۸ھ

21: امیر شکیب ارسلان

۱) حاضر العالم الاسلامی: مطبعۃ عیسٰی البابی الحلبی وشرکاہ، مصر ۱۳۵۲ھ

22: اصفہانی: حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ

۱) حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۷ء

23: بخاری، امام محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ

۱) صحیح بخاری، مطبوعۃ اصح المطابع دہلی، ہندوستان

24: ترمذی: امام محمد بن عیسٰی ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ

۱) جامع ترمذی، مطبعۃ مجتبائی، دہلی، ہندوستان

25: تلمسانی: شیخ محمد ہاشمی تلمسانی

۱) شرح شطرنج العارفین، مطبعۃ الترقی، دمشق ۱۳۵۷ھ

26: جیلانی: شیخ عبدالقادر جیلانی متوفی ۵۶۱ھ

۱) فتوح الغیب، مطبعۃ شرکۃ التمدن الصناعیۃ، مصر ۱۳۳۰ھ

۲) غنیۃ الطالبین (اردو ترجمہ) مطبوعہ کراچی

۳) الفتح الربانی (اردو ترجمہ) مطبوعہ کراچی

27: جامی: نور الدین عبدالرحمٰن جامی، متوفی ۸۹۸ھ

Marfat.com

۱) نفحات الانس، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ۱۹۸۲ء

28: حاجی خلیفہ: حاجی مصطفیٰ بن عبداللہ متوفی ۱۰۶۷ھ

۱) کشف الظنون، مطبوعۃ استنبول، ۱۳۶۱ھ

29: حامد صقر: شیخ حامد صقر

۱) نور التحقیق، مطبعۃ دار التالیف، مصر ۱۳۶۹ھ

30: حموی: یاقوت بن عبداللہ رومی حموی، متوفی ۶۲۶ھ

۱) معجم البلدان۔ مطبوعہ مصر

31: خطیب بغدادی: احمد بن علی الخطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ

۱) تاریخ بغدادی، مطبعۃ السعادۃ۔ مصر ۱۳۴۹ھ

32: خطیب عمری، ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب عمری، متوفی ۷۴۳ھ

۱) مشکوۃ المصابیح، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی

33: ذہبی: شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز بن عبداللہ ترکمانی ذہبی

۱) تذکرۃ الحفاظ۔ دائرۃ المعارف، حیدرآباد ۱۳۳۴ھ

۲) میزان الاعتدال، مطبعۃ السعادۃ مصر

34: رازی: امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ

۱) اعتقادات فرق المسلمین والمشرکین، لجنۃ التالیف والترجمۃ والنشر مصر، ۱۳۵۶ھ

35: راغب طباخ: شیخ محمد راغب طباخ، متوفی ۱۳۷۰ھ

۱) الثقافۃ الاسلامیۃ، مکتبۃ طباخ اخوان حلب، ۱۳۶۹ھ

40: رفاعی: سید احمد کبیر رفاعی، متوفی ۵۷۸ھ

۱) البرہان المؤید، مطبعۃ العلمیہ، حلب ۱۳۵۱ھ

۲) کتاب الحکم (اردو ترجمہ بنام حکمت رفاعی مولوی عبدالحلیم شرر) آئینہ اردو، انارکلی لاہور

41: رفاعی، یوسف سید ہاشم رفاعی

۱) الصوفیۃ والتصوف، مطبوعہ الکویت ۱۹۹۹ء

42: الزرکلی، علامہ خیر الدین الزرکلی

Marfat.com

۱) الاعلام، طبعہ ثانیہ، مطبوعہ، مصر

43: زیات، احمد حسن زیات

۱) تاریخ ادب عربی (اردو ترجمہ عبدالرحمٰن طاہر سورتی) شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

44: سبکی، عبدالوہاب بن علی سبکی متوفی ۷۷۱ھ

۱) طبقات الشافعیہ، مطبوعہ مصر

45: سبکی، شیخ تاج الدین عبدالوہاب سبکی، متوفی ۷۷۱ھ

۱) مفیض النعم و مبید النقم، مطبوعہ دار الکتاب العربی، مصر ۱۳۶۷ھ

46: سراج، ابونصر عبداللہ بن علی طوسی، متوفی ۳۷۸ھ

۱) اللمع فی التصوف (اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن) ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

47: سرہندی، شیخ احمد بن عبدالاحد سرہندی، متوفی ۱۰۳۴ھ

۱) المکتوبات، مطبوعہ نول کشول، لکھنؤ، ۱۹۱۳ء

48: سفارینی، شیخ محمد سفارنی حنبلی

۱) غذاء الآداب، مطبعۃ النجاح، مصر ۱۳۲۴ھ

49: سکندری، احمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ

بن احمد بن عیسٰی بن حسین بن عطاء اللہ، متوفی ۷۰۹ھ

۱) الحکم العطائیۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۲۰۰۳ء

50: سہروردی، شیخ شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد بکری سہروردی، متوفی ۶۳۲ھ

۱) عوارف المعارف (اردو ترجمہ شمس بریلوی) شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور

51: السلمی۔ شیخ ابوعبدالرحمٰن السلمی، متوفی ۴۱۲ھ

۱) طبقات الصوفیہ، مطبوعہ دار الکتاب العربی مصر

52: سیوطی، امام جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ

۱) تایید الحقیقۃ العلیۃ، مطبعۃ الاسلامیۃ، مصر ۱۳۵۲ھ

53: شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ شاطبی، متوفی ۷۹۰ھ

۱) الاعتصام۔ مطبوعہ مصطفیٰ محمد، مصر

Marfat.com

۲) الموافقات، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

54: شعرانی، امام ابو المواہب عبد الوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ

۱) الیواقیت والجواہر، مطبعۃ الأزہریۃ المصریۃ، ۱۳۰۵ھ

۲) الانوار القدسیۃ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ، مطبوعہ دار جوامع الکلم، قاہرہ

۳) الطبقات الکبری (اردو ترجمہ شیخ عبد الغنی وارثی) نفیس اکیڈیمی کراچی، ۱۹۹۵ء

۴) لواقح الانوار القدسیۃ فی بیان العھود المحمدیۃ، مطبوعہ العامرۃ العثمانیہ مصر

۵) تنبیہ المغترین (اردو ترجمہ بنام اخلاق صالحین) مطبوعہ لاہور

55: طٰہٰ عبد الباقی سرور

۱) التصوف الاسلامی والامام الشوکانی، مطبعۃ نھضۃ مصر ۱۳۷۲ھ

56: علوی مالکی، شیخ محمد بن علوی مالکی

۱) قل ھذہ سبیلی، مطبعۃ دار الشروق جدہ، سعودی عرب، ۱۹۸۷ء

۲) مفاہیم یجب ان تصحح، مطبوعہ کراچی، پاکستان

57: عبد القاہر بغدادی، متوفی ۴۲۹ھ

۱) الفرق بین الفرق۔ مکتب نشر الثقافات الاسلامیہ، مصر ۱۳۶۷ھ

58: علی ندوی، علامہ ابو الحسن علی ندوی

۱) المسلمون فی الھند، مکتبہ دار الفتح، دمشق، ۱۳۸۱ھ

۲) ربانیہ لا رہبانیہ، دار الفتح بیروت لبنان

۳) رجال الفکر والدعوۃ فی الاسلام، مطبعۃ جامعۃ دمشق ۱۳۷۹ھ

59: علی حسن، ڈاکٹر علی حسن عبد القادر

۱) جنید بغداد (اردو ترجمہ، جنید آف بغداد، محمد کاظم) سنگ میل پبلیکیشنز لاہور

60: الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد الغزالی متوفی ۵۰۵ھ

۱) المنقذ مین من الضلال، مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی

۲) احیاء علوم الدین (اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور

۳) منہاج العابدین (اردو ترجمہ مولانا سعید احمد نقشبندی) پروگریسو بکس، لاہور

Marfat.com

61: غماری حسنی، علامہ محمد بن صدیق غماری حسنی

۱) الانتصار لطریق الصوفیہ۔ مطبعۃ دار التالیف، مصر

62: فضل احمد، علامہ فضل احمد عارف

۱) سیرت جنید۔ مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ لاہور ۱۹۷۵ء

63: فؤاد عبد الباقی

۱) المعجم المفہرس لألفاظ القرآن الکریم، مطابع الشعب قاہرہ ۱۳۷۸ھ

64: ملا علی قاری، علی بن سلطان محمد قاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۱) مرقاۃ شرح مشکوۃ، امدادیہ کتب خانہ ملتان

65: قشیری: شیخ ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری متوفی ۴۶۵ھ

۱) رسالہ قشیریہ (اردو ترجمہ، ڈاکٹر پیر محمد حسن) ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد

66: کشمیری، علامہ انور شاہ کشمیری

۱) فیض الباری شرح صحیح بخاری، مطبوعہ حجازی، قاہرہ

67: مالک بن انس: امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ

۱) مؤطا امام مالک۔ مطبوعہ مجتبائی ہندوستان

68: مسلم امام مسلم متوفی ۲۶۱ھ

۱) صحیح مسلم، اصح المطابع دہلی، ۱۳۴۹ھ

69: مودودی، مولانا ابو الاعلی مودودی

۱) مبادئ الاسلام، مطبعۃ الشباب المسلم ۱۳۸۱ھ

70: مکی، ابو طالب محمد بن علی عطیہ مکی متوفی ۳۸۶ھ

۱) قوت القلوب، مطبوعہ قاہرہ، مصر

71: نووی، ابو زکریا محی الدین یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ

۱) مقاصد الامام النووی فی التوحید والعبادۃ واصول التصوف، مطبعۃ ابن زیدون دمشق

72: ندوی، شاہ معین الدین اور حافظ مجیب اللہ ندوی

۱) سیر الصحابۃ، ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور

Marfat.com

73: نسائی، امام احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ

۱) سنن نسائی۔ مکتبہ سلفیہ، لاہور ۱۳۷۲ھ

74: ہجویری، حضرت علی ہجویری متوفی ۴۶۵ھ

۱) کشف المحجوب (اردو ترجمہ علامہ فضل احمد گوہر) ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

76: ہروی، شیخ ابو اسماعیل عبداللہ بن ابو منصور محمد انصاری ہروی متوفی ۴۸۱ھ

۱) طبقات الصوفیہ، (مرتبہ عبدالحی جیبی) مطبوعہ کابل

77: یافعی، ابو سعادت عفیف الدین عبداللہ بن اسعد یافعی

۱) مرءۃ الجنان۔ مطبوعہ حیدر آباد، دکن۔

Marfat.com

تصوف اور صوفیہ

سید یوسف سید ہاشم رفاعی

مترجم:
ڈاکٹر محمد اقبال نقشبندی

پورب اکادمی

Marfat.com